فلاحی کتب خانہ

مکمل و مدلل

# مسائلِ مساجد

قرآن وسنت کی روشنی میں

دار العلوم دیوبند کے حضرات مفتیان کرام کے تصدیق کے ساتھ

فلاحی کتب خانہ

تالیف

**حضرت مولانا محمد رفعت صاحب قاسمی**

مفتی و مدرس دار العلوم دیوبند

ناشر

وحیدی کتب خانہ

میونسپل کابلی پلازہ قصہ خوانی بازار پشاور

☆ کتابت کے جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں ☆

نام کتاب: مکمل ومدلل مسائل مساجد
تالیف: حضرت مولانا محمد رفعت صاحب قاسمی مفتی ومدرس دار العلوم دیوبند
کمپوزنگ: دار الترجمہ وکمپوزنگ سنٹر (زیر نگرانی ابو بلال برہان الدین صدیقی)
تصحیح ونظر ثانی: مولانا لطف الرحمٰن صاحب
سٹنگ: برہان الدین صدیقی فاضل جامعہ دار العلوم کراچی ووفاق المدارس ملتان وتخریج مرکزی دار القراء مدنی مسجد نمک منڈی پشاور، ایم اے عربی پشاور یونیورسٹی
اشاعت اول: جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ
ناشر: وحیدی کتب خانہ پشاور

پی ڈی ایف کنندہ نوید فلاحی

استدعا: اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے کتابت، طباعت، تصحیح اور جلد سازی کے تمام مراحل میں پوری احتیاط کی گئی ہے لیکن پھر بھی انسان کمزور ہے اگر اس احتیاط کے باوجود بھی کوئی غلطی نظر آئے تو مطلع فرمائیں انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح کیا جائے گا۔

منجانب: عبد الوہاب وحیدی کتب خانہ پشاور

## دیگر ملنے کے پتے

کراچی: اسلامی کتب خانہ بالمقابل علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
: مکتبہ علمیہ سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی
: کتب خانہ اشرفیہ قاسم سنٹر اردو بازار کراچی
: زم زم پبلشرز اردو بازار کراچی
: مکتبہ عمر فاروق شاہ فیصل کالونی کراچی
: مکتبہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی جامعہ فاروقیہ کراچی
راولپنڈی: کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی
کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ بلوچستان
پشاور: حافظ کتب خانہ محلہ جنگی پشاور
: معراج کتب خانہ قصہ خوانی بازار پشاور

لاہور: مکتبہ رحمانیہ لاہور
: المیزان اردو بازار لاہور
صوابی: تاج کتب خانہ صوابی
اکوڑہ خٹک: مکتبہ علمیہ اکوڑہ خٹک
: مکتبہ رشیدیہ اکوڑہ خٹک
بنیر: مکتبہ اسلامیہ سواڑی بنیر
سوات: کتب خانہ رشیدیہ منگورہ سوات
تیمر گرہ: اسلامی کتب خانہ تیمر گرہ
باجوڑ: مکتبۃ القرآن والسنۃ خار باجوڑ

# فہرست مضامین

| مضمون | صفحہ |
|---|---|
| انتساب | ۱۴ |
| عرض مؤلف | ۱۵ |
| تقریظ حضرت مولانا مفتی سعد احمد صاحب | ۱۶ |
| تصدیق حضرت مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب | ۱۷ |
| ارشاد گرامی مولانا مفتی کفیل الرحمٰن نشاط | ۱۸ |
| آیت قرآنی مع ترجمہ وخلاصہ تفسیر | ۱۹ |
| بعض مسائل متعلقہ آیت | ۲۰ |
| مساجد کی اہمیت وعظمت | ۲۱ |
| جہاں مسجد کی ضرورت ہو وہاں بنانے کا اجر...... | ۲۲ |
| مساجد کا قدرتی نظام | ۲۶ |
| دنیوی اور دینی اصلاح | ۲۹ |
| اسلام کا نظام مساجد | ۳۰ |
| مسجد کس کو کہتے ہیں | ″ |
| مسجد بنانا فرض ہے یا واجب | ۳۱ |
| مسجد کا خرچ ذاتی پیسے سے ہو یا چندہ سے | ″ |
| نقصان شدہ شے کا ضمان مسجد میں دینا | ۳۲ |
| مسجد کے لیے حکومت سے امداد لینا | ″ |
| مسجد کا روپیہ مدرسہ میں خرچ کرنا | ″ |

| مضمون | صفحہ |
|---|---|
| مسجد میں شیعوں کا چندہ | ۳۳ |
| کفر کی حالت کا روپیہ مسجد میں خرچ کرنا | ″ |
| بلیک کرنے والے کا روپیہ مسجد میں | ۳۴ |
| مخلوط آمدنی والے چندہ مسجد میں | ۳۵ |
| مسجد ومدرسہ کی رقم بطور قرض ایک دوسرے...... | ″ |
| فقیر کا مانگا ہوا پیسہ مسجد میں | ″ |
| مسجد کا چندہ عمومی کاموں میں خرچ کرنا | ۳۶ |
| پگڑی کی رقم مسجد کی تعمیر میں خرچ کرنا | ″ |
| مسجد کا روپیہ تجارت کے لیے دینا | ″ |
| مساجد کے لیے چندہ کر کے مدرسہ بنانا | ۳۷ |
| مسجد ومدرسہ کے نام سے مشترک چندہ کرنا | ۳۸ |
| غیر مسلم سے مسجد کے لیے چندہ لینا | ″ |
| شراب کی آمدنی سے مسجد میں چندہ دینا | ۳۹ |
| خنزیر کے بالوں کے برش بنانے والوں کا پیسہ...... | ″ |
| مسجد میں چندہ کرنا | ″ |
| چندہ مسجد سے مٹھائی تقسیم کرنا | ۴۰ |
| مالی جرمانہ لینا اور مسجد میں صرف کرنا | ″ |
| مسجد کے لیے جبراً چندہ لینا | ۴۱ |

| مضمون | صفحہ |
|---|---|
| سودی قرض پر لیا روپیہ مسجد کے ضمان میں دینا...... | ۴۱ |
| سودخور کے ترکہ کی رقم مسجد میں لگانا | ۴۲ |
| ایک مسجد کا روپیہ دوسری مسجد میں لگانا | 〃 |
| چوری لکڑی اور حرام رقم سے بنائی گئی مسجد...... | 〃 |
| پایا ہوا پیسہ مسجد میں لگانا | ۴۳ |
| قربانی کی کھال کی قیمت تعمیر مسجد میں | 〃 |
| مسجد میں زکوۃ رقم حیلہ کر کے لگانا | 〃 |
| برآمدہ کے لیے کیے ہوئے چندہ | 〃 |
| سود پر رقم قرض لے کر مسجد میں لگانا | ۴۴ |
| فلم ایکٹر کی آمدنی مسجد میں لگانا | |
| مزار کے چندہ سے مسجد کے امام کی تنخواہ | ۴۵ |
| تحفظ مسجد کے لیے مقدمہ کے مصارف مسجد | 〃 |
| مسجد کی رقم سے کسی غریب کی مدد کرنا | 〃 |
| بیعانہ کی رقم مسجد میں لگانا | ۴۶ |
| مسجد کی آمدنی سے تنخواہ وضع کرنا | 〃 |
| ایک وقف کی رقم دوسری جگہ میں خرچ کرنا | ۴۷ |
| ایک مسجد کا روپیہ دوسری مسجد میں خرچ کرنا...... | 〃 |
| سود کا روپیہ مسجد کی روشنی وغیرہ میں خرچ کرنا...... | ۴۸ |

| مضمون | صفحہ |
|---|---|
| لاوارث کا مال مسجد میں لگانا | ۴۸ |
| پٹے پر لی ہوئی زمین پر مسجد بنانا | ۴۹ |
| غیر آباد میدان میں مسجد کا صرف سنگ | ۴۹ |
| مشترکہ زمین میں مسجد بنانا | ۵۰ |
| مسجد کی زمین پر قبضہ کرنا | 〃 |
| مسجد کی زمین میں کرایہ دار کیلئے دکان بنانا...... | 〃 |
| ایک مسجد کا روپیہ دوسری مسجد کے لئے قرض دینا...... | ۵۱ |
| زمین کے کچھ حصہ پر مسجد کی نیت کرنا | 〃 |
| غیر مسلم کا مسجد تعمیر کرانا | 〃 |
| غیر مسلم کا مسجد کے لئے زمین وقف کرنا | ۵۲ |
| مقبوضہ سرکاری زمین پر مسجد | ۵۳ |
| مسجد کے پلاٹ کا تبادلہ کرنا | 〃 |
| مسجد کے وقف مکان کو بیچنا | ۵۴ |
| مغصوبہ زمین پر مسجد بنانا | 〃 |
| بلاضرورت مسجد کو منہدم کرنا | ۵۴ |
| مسجد کی زمین کو امام نے اپنے نام کرالیا تو...... | ۵۵ |
| مسجد کے لئے وقف شدہ زمین میں اسکول یا قبرستان...... | 〃 |
| طوائف کا زمین کو مسجد کے لیے وقف کرنا | 〃 |

| مضمون | صفحہ | مضمون | صفحہ |
|---|---|---|---|
| جو جگہ مدرسہ کی نیت سے خریدی اس | | دو منزلہ مسجد کا حکم | ۶۷ |
| کو مسجد کے لیے…… | ۵۵ | مسجد کا تبادلہ کرنا | ۶۸ |
| مدرسہ کی عمارت پر مسجد بنانا | ۵۶ | مسجد کا لینٹر پڑوسی کی دیوار پر ڈالنا | ″ |
| مسجد کے باہر افتادہ زمین پر دوکانیں بنانا | ″ | توسیع مسجد کے لئے پڑوسی کا مکان لینا | ″ |
| مصالح مسجد کے لیے دی گئی زمین | ″ | مسجد کی دیوار میں نقش ونگار کرنا | ″ |
| کو فروخت کرنا | ″ | جوتے پہن کر جماعت خانہ میں داخل ہونا | ۷۰ |
| مسجد کے نام وقف زمین کو تبدیل کرنا | ۵۷ | دوران تعمیر مسجد میں جوتہ پہن کر جانا | ″ |
| سرکاری زمین پر بغیر اجازت مسجد بنانا | ″ | معماروں کا مسجد میں گھٹنے کھولنا | ″ |
| افتادہ زمین پر مسجد بنانا | ۵۸ | مسجد میں مینار کتنے ہوں؟ | ۷۱ |
| مدرسہ کے لئے مسجد کی زمین پر تعمیر کرنا | ″ | مسجد سے ملا کر اپنی تعمیر کرنا | ″ |
| گھر کو مسجد بنانا | ۵۹ | مسجد کبیر کی تعریف | ″ |
| جب مالک کی اجازت سے اذان | | مسجد کا نام ''مسجد حرم'' رکھنا | ۷۲ |
| وجماعت…… | ″ | ''مسجد غرباء'' نام رکھنا | ″ |
| مسجد کا نقشہ غیر مسلم سے تیار کرانا | ۶۱ | نام کھدوا کر مسجد پر پتھر لگوانا | ″ |
| غیر مسلم سے مسجد کی بنیاد رکھوانا | ″ | مسجد میں اپنے نام کا پتھر لگوانا | ۷۳ |
| مسجد کی بنیاد رکھتے وقت کی دعا | ″ | مسجد کے صحن میں تعمیر کے بعد کنواں | |
| کیا مسجد کی بنیاد رکھتے ہی مسجد کا حکم ہوگا | ۶۲ | کھدوانا…… | ″ |
| مساجد کی حدود واضح ہونی چاہیں | ″ | مسجد تعمیر ہونے کے بعد تہہ خانہ بنانا | ۷۴ |
| محلہ والوں کی ذمہ داری | ۶۳ | مسجد کے نیچے تہہ خانہ اور اوپر ہال بنانا | ″ |
| حدود مسجد کا مطلب | ″ | نیچے مدرسہ اوپر مسجد | ۷۵ |
| سڑک کی توسیع میں مسجد کا دیدینا | ۶۵ | نیچے مسجد اوپر رہائش گاہ | ″ |
| سڑک پر مسجد کی ڈاٹ کا حکم | ۶۷ | نیچے دکان اوپر مسجد | ۷۶ |

| مضمون | صفحہ | مضمون | صفحہ |
|---|---|---|---|
| مسجد سے متصل جگہ کو مسجد میں داخل کرنا | ۷۶ | مسجد میں محراب بنانا | ۹۲ |
| مسمار شدہ مسجد کے صحن میں دوکانیں بنانا | ۷۷ | محراب بنانے سے مسجد کے گرنے کا خطرہ | ۹۳ |
| مسجد کا نقشہ مکمل ہونے کے بعد نیچے | | کیا محراب داخل مسجد ہے؟ | 〃 |
| دکانیں بنانا...... | 〃 | محراب کے بجائے صف اول میں نماز پڑھنا | 〃 |
| عارضی ضرورت کیلئے بنائی گئی مسجد کا حکم | ۷۸ | محراب میں آفتاب کی تصویر بنانا | ۹۴ |
| مسجد ضرار کیا ہے؟ | ۷۹ | بڑی مسجد کی صفوف کو دائیں بائیں سے | |
| مسجد ضرار میں آگ کیوں لگوائی گئی؟ | ۸۲ | کم کرنا...... | 〃 |
| مسجد کی پرانی اینٹیں جوتے رکھنے کی جگہ | ۸۴ | مسجد کے بجائے مکان میں صف کا چھوٹی | ۹۵ |
| مسجد میں جوتے اتارنے کی جگہ سے | 〃 | امام کا مسجد کے وسط میں کھڑا ہونا | 〃 |
| اقتدا کرنا | ۸۵ | مسجد کی زمین میں مدرسہ کیلئے مکان بنانا | 〃 |
| ہاسٹل کے کمروں کی مسجد بنانا | 〃 | مسجد کی بچی ہوئی زمین پر درسگاہ بنانا | ۹۶ |
| بغیر اجازت مٹی لے کر مسجد میں لگانا | ۸۶ | مدرسہ کے زیر تولیت مسجد کا حکم | ۹۷ |
| مسجد کو ہٹا کر راستہ کشادہ کرنا | 〃 | مدرسہ کا راستہ مسجد میں کو | 〃 |
| مسجد کو منتقل کرنا | 〃 | مسجد کے دالان میں مدرسہ | 〃 |
| مسجد کو مدرسہ بنانا | ۸۷ | مسجد کی آمدنی مدرسہ پر صرف کرنا | 〃 |
| نئی آبادی میں مسجد بنانا | 〃 | مدرسہ کی زمین میں مسجد بنانا | ۹۸ |
| بلاضرورت مسجد بنانا | 〃 | مسجد کی وقف زمین میں مدرسہ بنانا | ۹۹ |
| خاندانی اعزاز کے لیے مسجد بنانا | ۸۸ | مسجد میں امام کے لیے کمرہ بنانا | 〃 |
| قبلہ کیا ہے؟ | 〃 | مسجد کی چھت پر امام کے لیے کمرہ بنانا | 〃 |
| قدیم مسجد کا رخ صحیح نہیں تو کیا کریں | ۹۰ | امام کا مع اہل وعیال احاطہ مسجد میں رہنا | ۱۰۰ |
| مسجد کا قبلہ سے معمولی فرق ہونے کا حکم | ۹۱ | امام کا کمرہ داخل مسجد کے لیے اوپر کمرہ بنانا | 〃 |
| غلط بنیاد پر مسجد کی تعمیر کا حکم | 〃 | امام کا مسجد میں پلنگ بچھا کر لیٹنا | ۱۰۱ |

| مضمون | صفحہ |
|---|---|
| مسجد کی چیزوں کا امام ومؤذن کے لئے استعمال کرنا...... | ۱۰۱ |
| امام کا مسجد میں تجارت کرنا | 〃 |
| مسجد کا غلہ فروخت کرنے والا ضامن ہے | 〃 |
| مسجد کے درخت کے پھل کا حکم | ۱۰۲ |
| مسجد کی بالائی منزل پر سفراء کا قیام کرنا | 〃 |
| مسجد میں داخل ہونے کی دعا کہاں سے | 〃 |
| مسجد میں آتے اور جاتے وقت سلام کرنا | ۱۰۳ |
| تبلیغی نصاب مسجد کے مائک پر پڑھنا | 〃 |
| مسجد میں پیسہ دینے والے کا اعلان کرنا | ۱۰۴ |
| فیس دے کر اعلان کرانا | 〃 |
| مسجد کے مائک پر چندہ دینے والے کا نام پکارنا...... | 〃 |
| مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کرنا | ۱۰۵ |
| مسجد کے مائک پر اعلان جبکہ اس کے پھول | ۱۰۶ |
| مائک پر مسجد کے اندر سے اعلان دینا | 〃 |
| ایک سے زائد مسجدوں میں مائک پر اذان | ۱۰۷ |
| مسجد کے مائک کا اذان کے علاوہ استعمال | 〃 |
| مسجد میں ٹیپ ریکارڈ سے وعظ سنانا | 〃 |
| مسجد میں کرسی بچھا کر وعظ کرنا | ۱۰۸ |
| شب برأت میں مسجد کے مائک پر تقریریں...... | 〃 |

| مضمون | صفحہ |
|---|---|
| مسجد کی رقم سے بیٹری بھروانا | ۱۰۸ |
| مسجد میں تولیہ وغیرہ رکھنا | ۱۰۹ |
| مسجد کے اندر پائیدان رکھنا | 〃 |
| مسجد میں گلدان رکھنا | 〃 |
| ماہ رمضان میں مسجد کو سجانا | ۱۱۰ |
| دربارِ الٰہی میں دنیا کے کام | 〃 |
| دنیا کی باتوں سے اجتناب | 〃 |
| رحمت عالم ﷺ کی پیشنگوئی اور امت کو | ۱۱۱ |
| مسجد میں بیٹھ کر مشورہ کرنا | ۱۱۳ |
| مسجد میں نعت شریف پڑھنا | ۱۱۴ |
| مسجد میں خرید وفروخت کرنا | 〃 |
| خانہ کعبہ کی تصویر مسجد میں لگانا | ۱۱۵ |
| مسجد نبوی ﷺ کے فوٹو کی طرف رخ کر کے...... | 〃 |
| تصویر والی کتاب مسجد میں پڑھنا | ۱۱۶ |
| مسجد میں مرحوم کے لیے ختم کرنا | 〃 |
| سحری کے لیے مسجد کی چھت پر نقارہ بجانا...... | ۱۱۷ |
| مسجد کی چھت پر چڑھ کر شکار کھیلنا | 〃 |
| مسجد میں نہ جانے کی قسم کھانا | 〃 |
| مسجد کی دیوار میں دکان کی الماری بنانا | 〃 |
| مسجد سے نکلنے کے لیے تیمم کرنا | ۱۱۸ |

| مضمون | صفحہ | مضمون | صفحہ |
|---|---|---|---|
| کیا مسجد میں پہنچ کر پہلے بیٹھے | ۱۱۸ | مسجد میں تعلیم کے حدود | ۱۲۷ |
| تحیۃ المسجد کا حکم | ۱۱۹ | مسجد کا قرآن پاک استعمال کرنا | ۱۲۸ |
| مسجد میں نماز جنازہ | ۱۲۰ | مسجد کے قرآن کے پارے گھر لے جانا | ۱۲۹ |
| جنازہ مسجد سے باہر اور مقتدی |  | مسجد کے قرآن طلبہ کو دینا | 〃 |
| مسجد کے اندر...... | ۱۲۱ | مسجد میں بغیر اجازت سرکاری بجلی |  |
| مساجد کے شہید کرنے پر سزا فوراً کیوں نہیں | 〃 | استعمال کرنا...... | 〃 |
| مسجد پر قبضہ کے لیے گھر بنالینا | 〃 | مساجد کی آمدنی محکمہ اوقات سے چھپانا | ۱۳۰ |
| مسجد کا بیمہ کرانا | ۱۲۲ | مٹی کا تیل مسجد میں جلانا | 〃 |
| مسجد کے خادم کیساتھ رعایت کرنا | 〃 | مسجد میں چراغ کب تک جلے؟ | ۱۳۱ |
| کیا خادم مسجد کی اولاد کو وراثت کا حق ہے؟ | 〃 | مسجد کا تیل فروخت کرنا | ۱۳۲ |
| مسجد میں حدیث لکھ کر لگانا | ۱۲۳ | مسجد کا تیل وغیرہ امام کو استعمال کرنا | 〃 |
| مسجد کی دیوار پر اشتہار لگانا | ۱۲۴ | مسجد کا تیل یا ڈھیلا اپنے گھر لے جانا | 〃 |
| مساجد میں اشتہار والے کیلنڈر وجنتری لگانا | 〃 | مسجد کا سامان فروخت کرنا | ۱۳۳ |
| غیر مسلم کے پاس مسجد کی امانت ضائع ہوگئی | ۱۲۵ | مسجد کا پرانا سامان خریدنا | 〃 |
| مسجد میں چوری ہو تو کیا متولی پر |  | غیر آباد مسجد کا سامان مدرسہ یا |  |
| ضمان ہوگا؟...... | 〃 | مسافر خانہ میں دینا...... | ۱۳۴ |
| مسجد کی امانت چوری ہوجائے تو |  | غیر آباد مسجد کو فروخت کرنا یا کرایہ پر دینا | ۱۳۴ |
| ضمان کا حکم...... | 〃 | مصالح مسجد کی زمین فروخت کرنا | ۱۳۵ |
| مسجد کے حدود سے باہر صف وشامیانہ مسجد | ۱۲۶ | مسجد کی رقم سے وضو کا پانی گرم کرنا | 〃 |
| طوائف کی تعمیر کردہ مسجد میں نماز | 〃 | مسجد کا گرم پانی بے نمازیوں کو |  |
| فاحشہ کی چیز مسجد میں استعمال کرنا | 〃 | استعمال کرنا...... | 〃 |
| تنخواہ لے کر مسجد میں تعلیم دینا | ۱۲۷ | مسجد کے ٹنکی کا پانی گھر لے جانا | ۱۳۶ |

| مضمون | صفحہ | مضمون | صفحہ |
|---|---|---|---|
| مسجد کا صحن دھوپ یا بارش میں | | تبلیغی جماعت کے لیے مسجد کی چیزوں | |
| اگر خالی رہے...... | ۱۳۷ | کا استعمال کرنا...... | ۱۴۴ |
| مسجد میں چہل قدمی کرتے ہوئے | | مسجد میں تبلیغی تعلیم کہاں کی جائے | 〃 |
| وظیفہ پڑھنا...... | 〃 | مسجد کے حوض کی پیمائش کرنا | ۱۴۵ |
| مسجد میں ریح خارج کرنا | ۱۳۸ | مسجد کی نئی تعمیر میں قدیم جماعت | 〃 |
| مسجد کے سامنے سڑک پر باجہ | | خانہ کی جگہ حوض بنانا | 〃 |
| وغیرہ بجانا...... | ۱۳۹ | حوض میں پیر وغیرہ دھونا | 〃 |
| ناپاک کپڑا مسجد میں رکھنا | 〃 | حوض کی جگہ کمرہ تعمیر کرنا | ۱۴۶ |
| مسجد کے فرش کے قریب کپڑے دھونا | 〃 | جماعت خانہ کے نیچے حوض بنانا | 〃 |
| خارج مسجد بیع وشراء کرنا | ۱۴۰ | مسجد کی جگہ میں کار پارکنگ بنانا | 〃 |
| مسجد میں تجارت کرنا | 〃 | مسجد پر حکومت کا قبضہ کرنا | ۱۴۷ |
| ٹوپ پہن کر مسجد میں جانا | 〃 | مسجد شہید کر کے راستہ بنانا | 〃 |
| مسجد میں درخت لگانا | 〃 | کچھ راستہ مسجد میں لینا | ۱۴۸ |
| مسجد کی ضرورت کے لیے صحن کے | | نماز کیلئے عورتوں کا مسجد میں جانا | 〃 |
| درخت کاٹنا...... | ۱۴۱ | آواز والی گھڑی مسجد میں لگانا | ۱۴۹ |
| مسجد کو سجانا | 〃 | نقشہ اوقات نماز دوسری مسجد میں منتقل کرنا | ۱۵۰ |
| دس محرم کو مٹھائی مسجد میں تقسیم کرنا | ۱۴۲ | مسجد کی جگہ بغیر کرایہ کے دینا | 〃 |
| رجب کے کونڈے مسجد میں | 〃 | مسجد کے کمرے کرایہ پر دینا | ۱۵۱ |
| قریب قریب مسجد میں اذان کا حکم | 〃 | مسجد کی زمین پر کھیلنا | 〃 |
| اذان کے بعد مسجد سے نکلنا | 〃 | مسجد کی سیڑھی وغیرہ استعمال کرنا | 〃 |
| قریب قریب مساجد کا حکم | ۱۴۳ | مسجد کا سامان مانگنا | ۱۵۲ |
| شاہی مساجد کو تفریح گاہ بنانا | 〃 | مسجد کا سامان کرایہ پر دینا | 〃 |

| مضمون | صفحہ |
|---|---|
| مسجد میں سونا | ۱۵۲ |
| مسجد میں گندھا دھنی سے اجتناب | ۱۵۳ |
| جس کی زخم سے بدبو آتی ہو اس کا مسجد میں آنا...... | ۱۵۴ |
| کیا ناک کی بدبو والا مسجد میں آسکتا ہے؟ | 〃 |
| خارش اور جزامی کا مسجد میں آنا | ۱۵۶ |
| غیر مسلم کا مسجد میں داخل ہونا | 〃 |
| مساجد میں چھوٹے بچوں کو لانا | ۱۵۷ |
| مساجد کا دروازہ بند کرنا کیسا ہے؟ | 〃 |
| دریا برد گاؤں کی مسجد کے سامان کا حکم | ۱۵۸ |
| پرانی مسجد کے گر کر بہہ جانے کا اندیشہ ہو | 〃 |
| مسجد کے پیسے سے مسجد کے لیے بالٹی خریدنا | ۱۵۹ |
| مسجد کی آمدنی سے جنازہ کی چارپائی خریدنا...... | 〃 |
| مسجد کے غسل خانہ وگزرگاہ میں دکانیں بنانا...... | 〃 |
| غسل خانہ اور وضو خانہ کی چھت کا حکم | ۱۶۰ |
| کیا مسجد کے صحن کا احترام ضروری ہے؟ | 〃 |
| مسجد کے متعلق بیت الخلاء بنانا | 〃 |
| اگر غسل خانہ میں جانے کا راستہ مسجد میں سے ہو؟...... | ۱۶۱ |
| مسجد کے پیسے سے بیت الخلاء بنانا؟ | 〃 |
| مسجد سے متصل بیت الخلاء | ۱۶۱ |
| مسجد کی ضرورت کے لیے غسل خانوں کو منتقل کرنا...... | ۱۶۲ |
| وضو خانہ کے پاس پیشاب خانہ بنانا | 〃 |
| مسجد میں جو چیز دی جائے وہ کس کا حق ہے | 〃 |
| مسجد کے پنکھے امام کے مکان میں لگانا | ۱۶۳ |
| ایک مسجد کی چٹائی دوسری مسجد میں دینا | 〃 |
| مسجد کی چیز کو عاریۃ دینا | 〃 |
| مسجد کی جائیداد کو کم کرایہ پر لے کر زیادہ پر دینا...... | ۱۶۴ |
| سودی کاروبار کے لیے مسجد کی دکان دینا | 〃 |
| مسجد کو جان کے اندیشہ سے چھوڑنا | 〃 |
| کیا مسجد کا جنگلہ سترہ کے حکم میں ہے؟ | ۱۶۵ |
| مسجد میں بجلی کا پنکھا لگانا | 〃 |
| مسجد کی روشنی میں اپنا وظیفہ پڑھنا | 〃 |
| مسجد کا پائپ دوسری مسجد میں دینا | ۱۶۶ |
| مسجد کی آمدنی اس کی ضرورت سے زائد ہو تو...... | 〃 |
| مسجد کے دالان کو دفتر بنانا | ۱۶۷ |
| تعلیم دینے کے لیے عورتوں کا مسجد میں سے گزرنا...... | 〃 |
| مسجد کی آمدنی سے تعلیم دینا | 〃 |

| مضمون | صفحہ | مضمون | صفحہ |
|---|---|---|---|
| مسجد میں نماز کے لیے جگہ روکنا | ۱۶۸ | غیر مسلم کا سجدہ میں لوٹے یا افطاری دینا | ۱۷۸ |
| مسجد میں افطار کرنا | ۱۶۹ | مسجد کے لوٹے ذاتی کام میں لینا | ۱۷۹ |
| مسجد کی آمدنی سے افطار کرنا | 〃 | مسجد کے فرش پر وضو کرنا | 〃 |
| مسجد کی آمدنی سے حافظ کو انعام دینا | 〃 | مسجد کے تعمیر ہونے کے بعد وضو کی جگہ بنانا | 〃 |
| مسجد میں ٹھہرنا اور پنکھا استعمال کرنا | ۱۷۰ | مسجد پر بورڈ لگا کر کرایہ وصول کرنا | 〃 |
| مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا | 〃 | مخلوط مال سے بنائی ہوئی مسجد کا حکم | ۱۸۰ |
| مسجد کے صحن میں نماز با جماعت کا حکم | ۱۷۱ | یک جا ایک سوتیں مسائل | ۱۸۱ |
| مسجد میں ایک دو صف چھوڑ کر امام کا کھڑا ہونا | 〃 | مسجد میں اضافہ کر کے اس میں نماز جنازہ | ۱۹۳ |
| مسجد میں ذکر جہری کرنا | ۱۷۲ | مسجد میں قبریں شامل کرنا | 〃 |
| مسجد میں دیواروں پر آیات قرآنی لکھنا | 〃 | مسجد کے روپیہ سے قبرستان کیلئے | |
| مسجد میں سیاسی تقریریں | 〃 | زمین خریدنا...... | ۱۹۴ |
| مسجد میں کرسی پر وعظ کہنا | ۱۷۴ | مسجد کے اطراف میں مسجد سے اونچا | |
| مسجد کے لیے مسجد میں چندہ کرنا | 〃 | مکان بنانا...... | 〃 |
| قضا نماز مسجد میں پڑھنا | ۱۷۵ | احاطہ مسجد واقع قبرستان میں امام کے | |
| مسجد میں قربانی کرنا | ۱۷۶ | لئے کمرہ بنانا...... | ۱۹۵ |
| مسجد میں دی ہوئی چیزوں کو نیلام کرنا | ۱۷۶ | پرانے قبرستان کو مسجد بنانا | 〃 |
| مسجد کا ملبہ نیلام کرنا | ۱۷۷ | مسجد کی بوسیدہ چٹائی قبر میں رکھنا | ۱۹۶ |
| اپنے مکانات فروخت کرنا جس سے | | قبرستان کی خالی زمین کی | |
| ویران ہو جائے...... | 〃 | آمدنی مسجد...... | 〃 |
| مسجد کی رقم سے دوسرے کے گھر کی | | غیر آباد مسجد میں میت دفن کرنا | ۱۹۷ |
| دیوار بنوانا...... | 〃 | داخل مسجد میں مردے دفن کرنا | 〃 |
| مسجد میں عقد نکاح وقرآن خوانی کیلیے بجلی | ۱۷۸ | دربار الٰہی کے آداب | ۱۹۸ |

| مضمون | صفحہ | مضمون | صفحہ |
|---|---|---|---|
| مسجد کی حاضری رحمت الٰہی کا ذریعہ ہے | ۱۹۸ | متولی کے اوصاف | ۲۱۴ |
| مسجد کی قربت | ۱۹۹ | متولی کے فرائض | 〃 |
| مسجد میں آمد کا ثواب | ۲۰۰ | موجودہ دور میں متولی | ۲۱۶ |
| مسجد میں جانے کا مسنون طریقہ | ۲۰۱ | تولیت کے لیے شرائط | ۲۱۷ |
| مسجد میں وقار و اطمینان سے آئے | ۲۰۳ | متولی کی غفلت | 〃 |
| مسجد میں پیدل آئے | 〃 | کتب موقوفہ | ۲۱۸ |
| مسجد میں پہلے دایاں پیر داخل کرے | ۲۰۴ | غیر پابند شرعی کو متولی بنانا | 〃 |
| دربار الٰہی کی صفائی | ۲۰۵ | متولی کی ذمہ داریاں | ۲۲۰ |
| صفائی کا ثبوت قرآن سے | 〃 | متولی کا ازخود اپنی تولیت رجسٹرڈ کرالینا | ۲۲۱ |
| مسجد کے صفائی کے فضائل | ۲۰۶ | غیر مسلم کو مسجد کا متولی بنانا | 〃 |
| سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت مسجد | 〃 | بے نمازی کا متولی ہونا | ۲۲۲ |
| مسجد میں تھوکنا گناہ ہے | ۲۰۷ | کیا متولی خاندان وقف میں سے ہو؟ | 〃 |
| مسجد سے گندگی دور کرنا | 〃 | مسجد کی زائد آمدنی واقف کی اولاد پر | ۲۲۳ |
| مسجد کو گندہ کرنے کی سزا | ۲۰۸ | مسجد کی تولیت میں وراثت | 〃 |
| جاروب کش نگاہ نبویؐ میں | ۲۰۹ | متولی کا شرائط واقف کے خلاف عمل | ۲۲۴ |
| خدمت مسجد ایمان کی علامت ہے | 〃 | متولی کے اختیارات | 〃 |
| مسجد کی صفائی کا معاوضہ | ۲۱۰ | متولی کے عزل کے اسباب | 〃 |
| خوشبو کی دھونی | ۲۱۱ | کیا مسجد کا منتظم مسجد سے تنخواہ لے | |
| مسجد کی صفائی برش سے کرنا | 〃 | سکتا ہے...... | ۲۲۵ |
| وقف اور تولیت | ۲۱۲ | تبدیلی تولیت | 〃 |
| تولیت | 〃 | بانی مسجد کون ہوگا؟ | ۲۲۶ |
| حق انتخاب | ۲۱۳ | اپنے پیسے سے بنائی مسجد کو اپنی ملک سمجھنا | 〃 |

| مضمون | صفحہ |
|---|---|
| کیا متولی کو مسجد کی اشیاء کے استعمال کا حق ہے؟...... | ۲۲۷ |
| اگر متولی کی خیانت ثابت ہو جائے | 〃 |
| متولی کا امام صاحب کو نوکر سمجھنا | ۲۲۸ |
| متولی اور امام میں سلام وکلام نہ ہونا | 〃 |
| کیا متولی مسجد کا روپیہ معاف کر سکتا ہے؟ | ۲۲۹ |
| متولی کا امام کو پیشگی تنخواہ دینا | ۲۳۰ |
| آمدنی کے باوجود متولی کا امام کو کم تنخواہ دینا | 〃 |
| کیا متولی وقف کو فروخت کر سکتا ہے؟ | 〃 |
| کیا متولی مسجد میں نماز پڑھنے سے عوام | ۲۳۱ |
| مساجد میں نماز سے روکنا | ۲۳۲ |
| مساجد کا ایک اور نظام عیدگاہ کے نام سے | ۲۳۴ |
| اجتماع عیدین کی اہمیت | ۲۳۵ |
| ملکی اور دینی کام | ۲۳۶ |
| اشاعت وتبلیغ کا موقع | 〃 |
| عیدگاہ اور مسجد میں فرق کیا ہے؟ | 〃 |
| مسجد کو عیدگاہ بنانا | ۲۳۸ |
| رفع فساد کے لیے دوسری عیدگاہ بنانا | 〃 |
| چھوٹی بستی میں عیدگاہ بنانا | ۲۳۹ |
| کیا عیدگاہ بنانا ضروری ہے؟ | 〃 |
| عیدگاہ آبادی میں ہونے کی وجہ سے فروخت کرنا...... | ۲۳۹ |
| رنجش کی وجہ سے دوسری عیدگاہ بنائی گئی | ۲۴۰ |
| نام وری کے لیے عیدگاہ بنانا | ۲۴۱ |
| عیدگاہ کو قبرستان بنانا | 〃 |
| قبرستان کی آمدنی عیدگاہ میں خرچ کرنا | 〃 |
| ایک سے زائد جگہ عیدگاہ کی نماز | ۲۴۲ |
| دومنزلہ عیدگاہ | 〃 |
| عیدگاہ میں چھت ڈالنا اور غیر آباد میں ہسپتال وغیرہ...... | 〃 |
| رہن شدہ زمین پر عیدگاہ بنانا | ۲۴۳ |
| عیدگاہ شہید کر کے سکول بنانا | ۲۴۴ |
| عیدگاہ کا تبادلہ کرنا | 〃 |
| نماز عیدگاہ میں سنت ہونا | 〃 |
| عیدگاہ کو مسجد بنانا | ۲۴۵ |
| مسجد کا فرش ومنبر عیدگاہ میں لے جانا | ۲۴۶ |
| احتجاجاً عیدگاہ میں نماز نہ پڑھنا | 〃 |
| عیدگاہ کی زمین میں مدرسہ بنانا | ۲۴۷ |
| پرانی عیدگاہ پر مدرسہ بنانا | ۲۴۸ |
| عیدگاہ میں دوبارہ جماعت کرنا | 〃 |
| عیدگاہ میں امام صاحب کیلئے چندہ کرنا | 〃 |
| عیدگاہ کے درخت کٹوا کر مسجد میں صرف کرنا | ۲۴۹ |
| عیدگاہ میں نمازیوں کا انتظار کرنا | 〃 |
| عیدگاہ سے متعلق مسائل | ۲۵۰ |

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

# انتساب

راقم الحروف
اپنی اس کاوش
''مسائل مساجد و عیدگاہ''
کو اللہ تعالیٰ کے سب سے
پہلے گھر بیت اللہ شریف سے

## انتساب

کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے
جس کی طرف تمام مساجد
کا رُخ ہوتا ہے۔

**محمد رفعت قاسمی**
خادم التدریس دار العلوم دیوبند
۵/ شوال المکرم۔
یکم جنوری ۲۰۰۱ء۔

# عرض مؤلف

(نحمده و نصلی علیٰ رسوله الکریم)

دینی احکام ومسائل پر احقر کی متعدد کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ اور وہ خواص وعوام میں مقبول بھی ہیں۔ اور اب الحمدللہ راقم الحروف کی سولہویں کتاب ''مسائل مساجد گاہ'' پیش ہے۔ جس میں عیدگاہ ومساجد کے تقریباً تمام احکام ومسائل جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مثلاً قبضہ کی ہوئی زمین، قبرستان کی زمین اور منہدم شدہ مساجد کی زمین کے احکامات بھی آگئے ہیں۔ نیز یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مساجد پر ناجائز قبضہ کرنا، ان کو ڈھانا، ان کو نقصان پہنچانا، یا ان کی جگہ پر کچھ اور تعمیر کرنا جائز ہے یا نہیں؟

مساجد کے متولی وصدر وممبر کون لوگ ہو سکتے ہیں۔ اور ان کے شرعی اختیارات کیا ہیں۔ ائمہ مساجد وخطیب حضرات کے حقوق وفرائض کیا ہیں۔ غرض یہ کہ مساجد اور مصالح مساجد وعیدگاہ سے متعلق تقریباً ایک ہزار مسائل کا مجموعہ محض فضل خداوندی اور فیض دارالعلوم اور اساتذہ ومفتیان کرام دامت برکاتہم دارالعلوم دیوبند کی توجہ کا ثمرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کا سایۂ عاطفت تادیر صحت وعافیت کے ساتھ قائم رکھے اور سابقہ کتب کی طرح اس کتاب کو بھی قبول فرما کر زادِ آخرت بنائے اور آئندہ بھی کام کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

قارئین کے اصرار کے باوجود کتاب کی کتابت وطباعت میں غیر معمولی تاخیر کی وجہ میرے بڑے بھائی محمد اسعد صدیقی کی اچانک موت ہے۔ جو مورخہ ۹/ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۳/ جون ۲۰۰۰ء کو دل کے دورہ کے سبب اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ ناظرین سے بھائی صاحب مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

طالب دعاء

**محمد رفعت قاسمی**

خادم التدریس دارالعلوم دیوبند

مورخہ ۵/ شوال ۱۴۲۱ھ، یکم جنوری ۲۰۰۱ء۔

# تقریظ

فقیہ النفس حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب مدظلہ العالی
پالن پوری محدث کبیر دار العلوم دیو بند

(نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم)

مساجد، اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں۔ یعنی محترم جگہیں ہیں، کیونکہ وہاں اللہ تعالیٰ کی پابندگی کی جاتی ہے۔ ہدایت کا نور اسی جگہ پیدا ہوتا ہے۔ اور وہاں سے اہل بستی کے دلوں میں وہ نور منتقل ہوتا ہے۔ سورۂ نور آیات نمبر ۳۵۔۳۸ میں اس کی تفصیل ہے۔

مساجد شعائر اللہ ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے دین کی امتیازی نشانیاں ہیں۔ مساجد سے ملت کی شناخت ہوتی ہے۔ ان کا ادب واحترام ہر مسلمان پر لازم ہے۔ مساجد کے آداب کیا ہیں؟ ان کا احترام کیونکر کیا جائے؟ یہ ایک وسیع موضوع ہے۔ قرآن وحدیث اور کتب فقہ میں مساجد کے بے شمار احکام وارد ہوئے ہیں اور کتابوں میں مذکور ہیں اور اس موضوع پر عربی اور اردو میں بعض رسائل بھی ہیں۔ مگر ہمارے محترم دوست جناب مولانا قاری محمد رفعت قاسمی صاحب نے فقہ وفتاویٰ اور قرآن واحادیث کی کتابوں کو کھنگال کر اس کتاب میں فضائل ومسائل کا ایک بڑا ذخیرہ جمع کر دیا ہے۔ اور جیسا کہ ان کا طریقہ ہے ہر بات باحوالہ ہوتی ہے۔ اس کتاب میں تمام ضروری مسائل آ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول فرمائیں اور موصوف کی دیگر کتابوں کی طرح اس کتاب کو بھی نافع بنائیں۔ (آمین)

کتبہٗ سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری
خادم دار العلوم دیو بند۔
یکم محرم الحرام ۱۴۲۲ھ۔

# تصدیق

**حضرت مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب دامت برکاتہم**
مفتی دار العلوم دیوبند، و مرتب فتاویٰ دار العلوم دیوبند

**الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ**
**سیدالمرسلین وعلیٰ الہ وصحبہ اجمعین**

امابعد۔ مولانا محمد رفعت قاسمی صاحب مدرس دار العلوم دیوبند زید مجدہٗ دسیوں کتابیں مختلف مسائل کی مرتب کر کے شائع کر چکے ہیں اور وہ ساری کتابیں عوام وخواص میں مقبول ہیں اور دونوں طبقے ان سے مستفید ہو رہے ہیں۔ اس وقت مولانا موصوف کی ایک نئی کتاب "مسائل مساجد" سامنے ہے۔ دیکھ کر دل خوش ہو گیا، وہ بہت سارے مسائل انہوں نے یکجا کرنے کی سعی کی ہے۔ اور اس میں یہ بڑی حد تک کامیاب ہیں۔ قابلِ ذکر وہ سارے فتاویٰ اردو اس کے سامنے ہیں جو قابلِ اعتماد مفتیوں کے چھپے ہوئے ملتے ہیں۔ فتاویٰ کی ان کتابوں میں مساجد سے متعلق، جس قدر مسائل درج ہیں وہ تقریباً سارے ہی آگئے ہیں۔ مطالعہ کرنے والوں کو اس سے بڑی سہولت ہوگی۔

میں نے مختلف جگہوں سے ان مسائل کو دیکھا، ماشاء اللہ بہت خوب محنت کی ہے، اللہ تعالیٰ ان کی خدمت کو قبول فرمائے اور زادِ آخرت بنائے۔

امید ہے دیندار مسلمان اس کتاب کو ضرور اپنے پاس رکھیں گے تاکہ بوقتِ ضرورت کام آئے۔ میں اپنی طرف سے اس عظیم خدمت پر موصوف کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ خدا کرے یہ سلسلہ آئندہ بھی برابر جاری رہے۔

طالب دعاء
محمد ظفیر الدین غفرلہٗ
مفتی دار العلوم دیوبند۔ ۱۲/۱۲/۱۳ھ۔

# ارشادِ گرامی قدر

حضرت مولانا مفتی کفیل الرحمٰن صاحب نشاط عثمانی مفتی دار العلوم دیوبند نبیرہ
حضرت مفتی عزیز الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ مولانا محمد رفعت صاحب استاذ دار العلوم دیوبند کی متعدد موضوعات سے متعلق اب تک پندرہ کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ ہر موضوع سے متعلق مسائل اس طرح یکجا پیش کیے ہیں کہ صاحب احتیاج کو متعدد کتابیں دیکھنے اور زیادہ وقت صرف کرنے کی ضرورت نہیں رہتی اور منٹوں میں مطلوبہ مسئلہ بآسانی دیکھ کر مطمئن ہو جاتا ہے۔

زیر نظر کتاب میں مساجد اور عیدگاہ کے بارے میں تقریباً سارے مسائل آگئے ہیں اور بڑے سلیقہ سے ضروری مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے۔ احقر نے مرتب موصوف کی خواہش پر پوری کتاب کا مسودہ بالاستیعاب دیکھ کر استفادہ کیا۔ اور اب بعد مطالعہ پورے وثوق کے ساتھ احقر کہہ سکتا ہے کہ انشاء اللہ موصوف کی یہ سعی عوام وخواص کے لیے مفید ترین ثابت ہوگی۔ ضمناً مساجد کی عظمت واہمیت کے بارے میں مفید معلومات بھی آگئی ہیں۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ مرتب کو بیش از بیش اجر سے نوازے اور اس تالیف کو بھی دیگر تالیفات کی طرح قبول عام عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

کفیل الرحمٰن نشاط عثمانی

۱۶/ ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ۔

## بسم اللہ الرحمن الرحیم

**«انما یعمر مساجد اللہ من اٰمن باللہ والیوم الآخر واقام الصلوٰۃ واٰتی الزکوٰۃ ولم یخش الا اللہ فعسیٰ اُولٰئک ان یکونوا من المھتدین»**

وہی آباد کرتا ہے مسجدیں اللہ تعالیٰ کی جو یقین لایا اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور قائم کیا نماز کو اور دیتا رہا زکوٰۃ اور نہ ڈرا سوائے اللہ کے کسی سے امیدوار ہیں وہ لوگ کہ ہوویں ہدایت والوں میں۔

**خلاصہ تفسیر:** ۔ یعنی مسجدوں کو آباد کرنا انہی لوگوں کا کام ہے جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لاویں اور نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور بجز اللہ تعالیٰ کے کسی سے نہ ڈریں سو ایسے لوگوں کے متعلق توقع ہے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہونگے۔

مطلب یہ ہے کہ مساجد کی اصلی عمارت صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جو عقیدہ اور عمل کے اعتبار سے احکام الٰہی کے پابند ہوں، اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہوں اور نماز اور زکوٰۃ کے پابند ہوں اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے ہوں، اس جگہ صرف اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر ایمان کا ذکر کیا گیا، رسول ﷺ پر ایمان کے ذکر کرنے کی اس لیے ضرورت نہ سمجھی گئی کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی کوئی صورت بجز اس کے ہو ہی نہیں سکتی کہ رسول پر ایمان لائے، اور اس کے ذریعے جو احکام اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئیں ان کو دل سے قبول کرے، اس لیے ایمان باللہ میں ایمان بالرسول فطری طور پر داخل ہے، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ صحابۂ کرامؓ سے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان کیا چیز ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اللہ اور رسول ﷺ ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان یہ ہے کہ آدمی دل سے اس کی شہادت دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی قابلِ عبادت نہیں، اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اس حدیث نے بتلادیا کہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانا اللہ پر ایمان لانے میں داخل اور شامل ہے۔ (مظہری بحوالہ صحیحین)

# بعض مسائل متعلقہ آیت

اور عمارتِ مسجد جس کے متعلق ان آیتوں میں یہ ذکر ہے کہ مشرک، کافر نہیں کر سکتے بلکہ وہ صرف نیک صالح مسلمان ہی کا کام ہے، اس سے مراد مساجد کی تولیت اور انتظامی ذمہ داری ہے۔

جس کا حاصل یہ ہے کہ کسی کافر کو کسی اسلامی وقف کا متولی او منتظم بنانا جائز نہیں، باقی رہا ظاہری در و دیوار وغیرہ کی تعمیر سو اس میں کسی غیر مسلم سے بھی کام لیا جائے تو مضائقہ نہیں۔ (تفسیر مراغی)

اسی طرح اگر کوئی غیر مسلم ثواب سمجھ کر مسجد بنا دے مسجد بنانے کے لیے مسلمان کو چندہ دیدے تو اس کا قبول کر لینا بھی اس شرط سے جائز ہے کہ اس سے کسی دینی یا دنیوی نقصان یا الزام کا یا آئندہ اس پر قبضہ کر لینے کا یا احسان جتلانے کا خطرہ نہ ہو۔ (ردالمختار، شامی، مراغی) اور اس آیت میں جو یہ ارشاد فرمایا کہ مساجد کی عمارت اور آبادی صرف نیک مسلمان ہی کا کام ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو شخص مساجد کی حفاظت، صفائی اور دوسری ضروریات کا انتظام کرتا ہے، اور جو عبادت اور ذکر اللہ کے لیے یا علمِ دین اور قرآن پڑھنے پڑھانے کے لیے مسجد میں آتا جاتا ہے۔ اس کے یہ اعمال اس کے مومن کامل ہونے کی شہادت ہے۔

امام ترمذی اور ابن ماجہ سے بروایت ابو سعید خدریؓ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ مسجد کی حاضری کا پابند ہے تو اس کے ایمان کی شہادت دو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: (انما يعمر مساجد الله من امن بالله) اور صحیحین کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص صبح شام مسجد میں حاضر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا ایک درجہ تیار فرما دیتے ہیں۔

اور حضرت سلمان فارسیؓ نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مسجد میں آیا وہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنے والا مہمان ہے اور میزبان پر حق ہے کہ مہمان کا اکرام کرے۔ (مظہری بحوالہ طبرانی، ابن جریر، بیہقی وغیرہ)

مفسرِ قرآن حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عمارتِ مسجد میں

یہ بھی داخل ہے کہ مسجد کو ایسی چیزوں سے پاک کرے جن کے لیے مسجدیں نہیں بنائی گئیں، مثلاً خرید و فروخت، دنیا کی باتیں، کسی گم شدہ چیز کی تلاش، یا دنیا کی چیزوں کا لوگوں سے سوال، یا فضول قسم کے اشعار، جھگڑا، لڑائی اور شور و شغب وغیرہ۔ (مظہری)۔

(معارف القرآن ص۳۳۱ جلد۴)

## مساجد کی اہمیت و عظمت

جو عظیم و وسیع مقاصد نماز سے وابستہ ہیں ان کی تحصیل و تکمیل کے لیے یہ بھی ضروری تھا کہ نماز کا کوئی اجتماعی نظام ہو، اسلامی شریعت میں اس اجتماعی نظام کا ذریعہ مسجد اور جماعت کو بنایا گیا ہے۔ ذرا غور کرنے سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس امت کی دینی زندگی کی تشکیل و تنظیم اور تربیت و حفاظت میں مسجد اور جماعت کا کتنا بڑا دخل ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ایک طرف تو جماعتی نظام کے ساتھ نماز ادا کرنے کی انتہائی تاکید فرمائی اور ترک جماعت پر سخت سے سخت وعیدیں سنائیں۔ (جیسا کہ ناظرین عنقریب ہی پڑھینگے) اور دوسری طرف آپ نے مساجد کی اہمیت پر زور دیا اور کعبۃ اللہ کے بعد بلکہ اسی کی نسبت سے ان کو بھی "خدا کا گھر" اور امت کا دینی مرکز بنایا اور ان کی برکات اور اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ان کی عظمت و محبوبیت بیان فرما کر اُمت کو ترغیب دی کہ ان کے جسم خواہ کسی وقت کہیں ہوں لیکن ان کے دلوں اور ان کی روحوں کا رخ ہر وقت مسجد کی طرف رہے۔ اسی کے ساتھ آپ نے مساجد کے حقوق اور آداب بھی تعلیم فرمائے۔ اس سلسلہ کے آپ ﷺ کے چند ارشادات ذیل میں پڑھیے۔

**(عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ احب البلاد الی الله مساجدها وابغض البلاد الی الله اسواقها.)** (رواه مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہروں اور بستیوں سے اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ان کی مسجدیں ہیں اور سب سے زیادہ مبغوض اُن کے بازار اور منڈیاں ہیں۔ (صحیح مسلم)

تشریح: ۔ انسان کی زندگی کے دو پہلو ہیں۔ ایک ملکوتی و روحانی، یہ نورانی اور لطیف پہلو ہے۔

اور دوسرا مادی و بہیمی جو ظلماتی اور کثیف پہلو ہے۔ ملکوتی و روحانی پہلو کا تقاضا اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کا ذکر جیسے مقدس اشغال و اعمال ہیں، انہیں سے اس پہلو کی تربیت و تکمیل ہوتی ہے۔ اور انہیں کی وجہ سے انسان اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت و محبت کا مستحق ہوتا ہے۔ اور ان مبارک اشغال و اعمال کے خاص مراکز مسجدیں ہیں جو ذکر و عبادت سے معمور رہتی ہیں اور اس کی وجہ سے ان کو "بیت اللہ" سے ایک خاص نسبت ہے۔ اس لیے انسانی بستیوں اور آبادیوں میں سے اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں سب سے زیادہ محبوب یہ مسجدیں ہی ہیں۔ اور بازار اور منڈیاں اپنے اصل موضوع کے لحاظ سے انسانوں کے مادی و بہیمی تقاضوں اور نفسانی خواہشوں کے مراکز ہیں اور وہاں جا کر انسان عموماً خدا سے غافل ہو جاتے ہیں اور ان کی فضا اس غفلت اور منکرات و معصیات کی کثرت کی وجہ سے ظلماتی اور مکدر رہتی ہے۔ اس لیے وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں انسانی آبادیوں کا سب سے زیادہ مبغوض حصہ ہیں۔

حدیث کی اصل روح اور اس کا منشاء یہ ہے کہ اہل ایمان کو چاہئے کہ وہ مسجدوں سے زیادہ سے زیادہ تعلق رکھیں اور ان کو اپنا مرکز بنائیں۔ اور منڈیوں اور بازاروں میں صرف ضرورت سے جائیں اور ان سے دل نہ لگائیں اور وہاں کی آلودگیوں سے مثلاً جھوٹ، فریب اور بد دیانتی سے اپنی حفاظت کریں۔ ان حدود کی پابندی کے ساتھ بازاروں سے تعلق رکھنے کی اجازت دی گئی ہے بلکہ ایسے سوداگروں اور تاجروں کو خود رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت سنائی ہے۔ جو اللہ کے احکام اور اصولِ دیانت و امانت کی پابندی کے ساتھ تجارتی کاروبار کریں، اور یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ بیت الخلاء غلاظت اور گندگی کی جگہ ہونے کی وجہ سے اگرچہ اصلاً سخت ناپسندیدہ مقام ہے۔ لیکن ضرورت کے بقدر اس سے بھی تعلق رکھا جاتا ہے۔ بلکہ وہاں کے آنے جانے میں اور قضاء حاجت میں اگر بندہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور رسول اللہ ﷺ کی ہدایات و سنن کا لحاظ رکھے تو بہت کچھ ثواب بھی کما سکتا ہے۔

(معارف الحدیث ص ۱۷۱ جلد ۳ و حجۃ اللہ البالغہ ص ۳۰۲ و مظاہر حق جدید ص ۵۹۵ جلد اول)

## جہاں مسجد کی ضرورت ہو وہاں بنانے کا اجر

مسجدیں خدا کا گھر اور اسلام کے ایک نہایت عظیم الشان فریضہ کی ادائیگی کا مرکز

ہیں۔ نماز پڑھنے کو تو آدمی جہاں چاہے پڑھ سکتا ہے۔ تمام روئے زمین اس امت کے لیے سجدہ گاہ ہے مگر جو خوبی، جو اجر وثواب اور متعدد ومختلف مصالح وحکمتیں مسجد کے اندر باجماعت نماز ادا کرنے میں ہیں وہ کہیں اور نہیں۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے مسجدیں تعمیر کرنے کا اجر وثواب اور اس کے آداب وشرائط کا بیان تفصیل سے فرمایا ہے۔

معنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس عنوان میں "جہاں ضرورت ہو" کا لفظ بڑھا کر ایک بہت اہم چیز کی طرف اشارہ کیا ہے۔ مسجدیں تعمیر کرنے کا اجر وثواب سن کر ہو سکتا ہے (بلکہ بارہا ہو چکا ہے) کہ ایک شخص کو شوق پیدا ہو جائے اور وہ ایک پہلے سے موجود مسجد کے برابر میں دوسری مسجد بنا کر کھڑی کر دے تو یہ شوق کا بے محل مصرف ہے، مسجد ایسی جگہ بنائی جائے جہاں ضرورت ہو۔ حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں جب ممالک فتح ہوئے اور مسجدیں بنانے کی ضرورت پیش آئی تو حضرت عمرؓ نے حکم جاری کر دیا کہ (**ان لا یبنوا فی مدینۃ مسجدین یضار احدھما صاحبہ**)۔ (تفسیر کشاف جلد اول ص۱۰۸، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱ ص۴۵۹)

یعنی ایک شہر میں دو مسجدیں اس طرح نہ بنائیں کہ ایک سے دوسری کو نقصان پہنچے۔ یعنی دوسری مسجد اگر بنائی جائے تو اتنے فاصلہ سے بنائی جائے کہ پہلی مسجد کی جماعت پر اس سے کوئی اثر نہ پڑے۔

**(عن عثمانؓ قال سمعت رسول اللہ ﷺ من بنی مسجدا یبتغیہ وجہ اللہ بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ.)** (رواہ البخاری ومسلم)

حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کوئی مسجد بنائی اور اس سے وہ (صرف) خدا کی رضا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک عظیم الشان محل تعمیر فرما دیتا ہے۔ (علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ "بیتاً" میں تنوین تکثیر وتعظیم کے لیے ہے۔) (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱ ص۴۴۹)۔ (بخاری ومسلم)

**(وعن ابی ذرؓ قال رسول اللہ ﷺ من بنی للہ مسجداً قدر مفحص قطاۃ بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ.** (رواہ البزار واللفظ لہ، والطبرانی فی الصغیر ورجالہ ثقات وابن حبان فی صحیحہ)۔

(الترغیب ومجمع الزوائد جلد۲ ص۷ وتخریج العراقی علی الاحیاء جلد۱ ص۱۳۵)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ (کی رضا) کے لیے بٹیر کے گھونسلے کے برابر بھی مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں شاندار محل تعمیر کردے گا۔ (بزار، طبرانی فی الصغیر، ابن حبان)

(وعن عمر بن الخطابؓ قال سمعت رسول الله ﷺ يقول من بنى الله مسجدا يذكر فيه بنى الله له بيتاً في الجنة.) (رواہ ابن ماجہ وابن حبان فی صحیحہ)

حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ کے لیے مسجد بنائی جس میں اللہ کا ذکر (اس کی عبادت) ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک عالی شان محل تیار کردے گا۔ (ابن ماجہ، ابن حبان)

تشریح:۔ جو شخص اللہ کا گھر بنائے گا اللہ تعالیٰ اس کا گھر بنا دے گا اور ظاہر ہے کہ ہر ایک اپنی اپنی شان کے مطابق ہی بنائے گا۔ بندہ اپنی بساط کے بقدر بنائے گا اور احکم الحاکمین اپنے شایانِ شان (چنانچہ مسند احمد کی ایک روایت میں افضل منہ اور ایک میں اوسع منہ کے الفاظ آئے ہیں۔ (الترغیب ومجمع الزوائد جلد۲ ص ۷، وص ۸)۔ لہٰذا اس شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ ہر عمل کا ثواب دس گناہ ہوتا ہے تو ایک مسجد کے بدلے دس مکان کیوں نہیں فرمایا گیا۔

اور بٹیر کے گھونسلے کے برابر مسجد کا مطلب عام طور پر یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس سے مبالغہ مقصود ہے یعنی چھوٹی سے چھوٹی مسجد بھی بنادی تب بھی وہ اس اجر وثواب کا مستحق ہوگا۔ لیکن اس ناچیز کے خیال میں اس کا مصداق وہ مسجدیں ہیں جو بہت سے لوگوں کی شرکت سے بنتی ہیں جن میں کوئی بے چارہ دس بیس ہی پیسوں سے شرکت کرتا ہے جس کے حصے میں صرف ایک دو اینٹ آتی ہے جو یقیناً بٹیر کے گھونسلے کے برابر ہوگی۔ گویا یہ بتانا مقصود ہے کہ جس نے کم سے کم حصہ بھی لیا وہ بھی اجر وثواب کا مستحق ہے۔ چنانچہ ابنِ ماجہ اور صحیح ابن خزیمہ کی روایت میں (كمفحص قطاة او اصغر) کے الفاظ ہیں یعنی بٹیر کے گھونسلے کے برابر یا اس سے بھی چھوٹی۔

حضرت عمرؓ والی اس روایت کے الفاظ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مسجدیں تلاش کرکے ایسی جگہوں پر بنائی جائیں جہاں واقعی ضرورت ہو اور مسجد آباد رہ سکے۔

**(وعن ابی هریرةؓ قال قال رسول الله ﷺ ان ممایلحق المومن من عمله وحسناته بعد موته علما علمه ونشره او ولداً صالحاً ترکه او مصحفاً ورثه او مسجداً بناه او بیتاً لابن السبیل بناه او نهرا اجره او صدقة اخرجها من ماله فی صحته وحیاته تلحقه من بعد موته)**

(رواه ابن ماجه باسناد حسن واللفظ له وابن خزیمہ فی صحیحہ والبیہقی)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جن اعمال اور نیکیوں کا ثواب انسان کو مرنے کے بعد بھی پہنچتا ہے، ان میں سے وہ علم ہے جو دوسروں کو سکھایا اور پھیلایا ہو، یا نیک اولاد چھوڑی ہو، یا وہ قرآن مجید جو (اپنے رشتہ داروں یا اور لوگوں کے پڑھنے کے لیے) چھوڑا ہو، یا مسجد تعمیر کی ہو، یا مسافروں کے لیے کوئی مسافر خانہ تعمیر کیا ہو، کوئی نہر کھدوائی ہو، جو خیرات اس نے اپنی زندگی میں زمانہ صحت میں اپنے مال میں سے نکال دی تھی، ان تمام اعمال کا ثواب اسے مرنے کے بعد بھی پہنچتا ہے گا۔

(ان ماجہ بسند حسن صحیح ابن خزیمہ، بیہقی)

تشریح:۔ رسول اکرم ﷺ نے متعدد احادیث میں ایسے بہت سے اعمال بیان فرمائے ہیں جن کا اجر انسان کو مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔ تمام احادیث کے مجموعے سے ایسے اعمال کی مجموعی تعداد بعض علماء نے دس، بعض نے چودہ اور بعض نے کچھ اور کم وبیش بیان کی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسے اعمال کی تحدید کرنا مشکل ہے اور نہ احادیث کے الفاظ سے کوئی تحدید معلوم ہوتی ہے خود اس روایت کے الفاظ "ان ممایلحق" میں "من" تبعیضیہ اسی کو ظاہر کر رہا ہے کہ منجملہ اور اعمال کے چند یہ بھی ہیں۔

ایسے اعمال "صدقہ جاریہ" کہلاتے ہیں اور ہر وہ عمل اس میں شامل ہے جس کا فائدہ دیرپا ہو اور ایک عرصہ تک لوگ اس سے دینی یا دنیوی فائدے حاصل کرتے رہیں۔

(الترغیب ج۱ ص۳۸۳ تا ج۱ ص۳۸۷، معارف الحدیث ج۳ ص۱۸۱، نسائی شریف ج۱ ص۱۱۲ و مسلم ج۱ ص۲۰۱ و ابن ماجہ ج۱ ص۵۳، مظاہر حق ص۵۹۵ جلد اول)

☆☆

# مساجد کا قدرتی نظام

جامع مسجد کا مرتبہ ظاہر ہے، ہفتہ میں ایک مرتبہ یہ ایک بڑی تعداد کو اپنے دامن میں لے کر یکجا کر دیتی ہے۔ اور محلہ کی مسجد دن رات کے پانچ وقتوں میں اپنے محلہ کے ایمان والوں سے پُر نور رہتی ہے۔ محلہ کی مسجد میں جماعت کا جو اہتمام رہتا ہے شارع عام کی مسجد کو حاصل نہیں ہوتا۔ غور وفکر سے معلوم ہوتا ہے اجتماع کے التزام اور اس کے عظیم الشان ہونے میں بھی مرتبہ کی بلندی مضمر ہے۔

انفرادی طور پر نماز پڑھی جا سکتی ہے اور نفل نمازیں پڑھی جاتی ہیں، مگر اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضہ ہوا کہ فرض نمازوں کو اجتماعی شکل دی جائے اور پراگندہ ومنتشر افراد کی شیرازہ بندی کا مظاہرہ کیا جائے اور قرآن شریف نے تالیفِ قلوب کا جو احسان جتلایا ہے اس کا عملی طور پر بھی رات دن اعلان ہوتا رہے چنانچہ اس کے لیے ایک مستقل نظام قائم کیا۔ جس قدرتی نظام میں سارے مؤمنوں کو حتی الوسع یکجا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہم اس نظام کو "نظام مسجد" سے تعبیر کرتے ہیں، اس کی عظمت شان دلوں میں بٹھانے کے لیے ابتدائے آفرینش سے اس سلسلہ کو جاری فرمایا اور نبی کریم ﷺ کے ذریعہ اس کو خوب مستحکم کر دیا گیا۔ جس کی تفصیل آئندہ آئے گی، آپ ﷺ نے اس نظام کی بنیاد خود اپنے ہاتھوں رکھی اور حکم فرما دیا کہ ہر ہر محلہ اور آبادی میں اس نظام کو پوری پختگی اور جرأت سے قائم کیا جائے کیونکہ اس میں دینی اور دنیوی، حسی اور معنوی بے شمار فائدے ہیں۔

اس نظام میں جس کو ہم مسجد کہتے ہیں بہت عمدہ تدریجی ترقی ملحوظ رکھی گئی ہے، ہفتہ بھر ہر محلہ اور آبادی اپنے محلہ اور گاؤں کی مسجد میں جمع ہو کر پنج وقتہ نماز ادا کرتی ہے۔ پھر یہ پانچ وقت ہر ایک کیلئے متعین ہیں، کوئی اس کے خلاف کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ تا کہ ایک ہی وقت میں پوری دنیا اپنی اپنی جگہ عبادت الٰہی میں مشغول ہو۔

یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ جس طرح دنیا میں کوئی شخص اکیلا نہیں ہوا ہے اور نہ تنہا کوئی کام انجام دے سکتا ہے۔ بلکہ اپنی دنیاوی زندگی میں وہ اپنے بہت سے معین ومددگار اور حامیوں کا محتاج ہے، دوستوں، بھائیوں، بہی خواہوں اور بے شمار ساتھیوں کے تعلقات

کے ساتھ خوشگوار زندگی جکڑی ہوئی ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے احکام میں بھی بندہ کو اپنے شرکاء کا، ہاتھ بٹانے والوں اور مدد کرنے والوں کی ضرورت ہوتی ہے، تا کہ ایک خدا کے ماننے والے، ایک رسول کے اُمتی، ایک کتاب مقدس کے قانون کے پابند، اور ایک دین کے پیروکار اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ایک پاک جگہ جمع ہوں اور ایک مقصد کی خاطر، عاجزی، تواضع اور ذلت و مسکنت کا اظہار کریں، اور پروردگار عالم سے حصولِ مقصد کے لیے دعاء اور مناجات کریں اور منظم ہوکر شیطان رجیم کا مقابلہ کریں، کیونکہ اگر ہر ایک نے دوسرے کی پشت پناہی نہ کی، منظم ہوکر صف بستہ نہ ہوئے تو دشمن کا لشکر منتشر اور پراگندہ افراد کو موقع پا کر شکست دے سکتا ہے۔

پھر یہ تنظیم کھوکھلی نہ ہو، بلکہ ہر پہلو اور ہر اعتبار سے مستحکم اور ٹھوس ہو، ظاہری اجتماع کے ساتھ باطنی اجتماع بھی پختہ تر ہو۔ جسم کی صفوں کی درستی کی صفوں کی درستی بھی ہو اور ظاہری پاکی کیساتھ دل کی صفوں کی درستی بھی ہو اور ظاہری پاکی وصفائی سے بڑھ کر باطن کی پاکی اور صفائی حاصل ہو، ایک ہی اصول کے سب پابند اور ایک ہی امیر یا امام کے سب تحت میں ہوں۔

چنانچہ اسلام نے اس کا ایسا ہی مستحکم نظام قائم کیا ہے۔ مسجد کے نام سے ایک خاص گھر بنا دیا گیا ہے۔ جس میں کسی خاص شخص کی نہ ملکیت ہوتی ہے۔ اور نہ اس کا شخص قبضہ، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا گھر کہلاتا ہے۔ اس میں سارے مسلمان برابر کے شریک ہیں۔ اجتماع کے خاص خاص وقت متعین کر دیے گئے ہیں، تا کہ ایک ہی وقت میں دنیا کے سارے اراکین اسلام اپنی اپنی اس قدرتی اسمبلی میں جمع ہو جائیں۔ اور پھر کس طرح؟ کہ سب مل کر ایک امام کے پیچھے ایک ساتھ شانہ سے شانہ ملا کر کھڑے ہو جائیں، اُٹھنے، بیٹھنے، کھڑے ہونے اور تمام حرکت وسکون مین اسی ایک امام کی پیروی کریں، نہ کوئی امام سے پہلے جھک سکتا ہے۔ نہ اس سے پہلے قیام وقعود کر سکتا ہے۔ اور نہ کوئی ایسی حرکت کر سکتا ہے۔ جو اس کے خلاف ہو، سب کے سب چاہے امیر ہوں چاہے غریب، بادشاہ ہوں یا کہ گدا، اسی کی متابعت کرتے ہیں، اور یکجائی اظہار بندگی کرتے ہیں۔ اور یہ محسوس کرتے ہوئے کہ ہم اللہ کو دیکھ رہے ہیں ورنہ کم سے کم یہ کہ وہ تو ہمیں ضرور دیکھ رہا ہے۔

پی ڈی ایف کنندہ نوید فلاحی

پورے ہفتہ کے بعد ایک مخصوص دن پہنچا تو ایک قدم اور بڑھایا، محلّہ محلّہ، اور بستی بستی کے مسلمان نہا دھو کر حسب استطاعت خوشبو لگا کر اپنے اپنے گھروں سے نکلے، مسجد کا راستہ ایک عمدہ منظر پیش کر رہا ہے۔ سب ہر طرف سے آ کر ایک ہی گھر میں داخل ہو رہے ہیں۔ آج نسبتاً صاف ستھرے ہیں، چہروں پر وجاہت ہے اور چال میں وقار کی نمایاں جھلک، دیکھتے ہی دیکھتے مسجد بھر گئی، محلّہ کے سب مسلمان یکجا ہو گئے، سنتیں پڑھی گئیں، اور لوگ تسبیح وتہلیل اور تلاوتِ قرآن میں مشغول ہو گئے۔

امام نکلا، مؤذن نے اذانِ ثانی پڑھ لوگوں کی توجہ امام کی طرف پھیر دی، وہ سامنے کھڑا تلقین کر رہا ہے اور سب ہمہ تن متوجہ ہو کر سن رہے ہیں۔ جب اس کی آواز میں تیزی پیدا ہوئی اور آنکھیں سرخ ہو گئیں تو پھر کتنے دل کانپ اُٹھے، کتنے جسموں پر لرزہ پڑ گیا، خشیت الٰہی اور محبت مولیٰ کی ملی جلی کیفیت نے ایک عجیب سماں پیدا کر دیا، خطبہ ختم ہوا، نماز ادا کی گئی مگر کس شان سے؟ کہ آج جب ایک فرد (امام) اللہ اکبر کہتا ہے تو سارے شہر کے مسلمان اللہ اکبر کہتے ہیں، وہ جب رکوع میں جھکا تو سب کے سب بے چون وچرا رکوع کے لیے جھک گئے اور جب وہ سجدے میں گرا تو سب کے سب اکٹھے سجدے میں گر پڑے۔ اور امیر وغریب کی تمیز اُٹھ گئی۔

دوسری طرف خوبی یہ ہے کہ ایک امام کی پیروی اس نظام کی روح ہے، لشکر اور فوج کو کمانڈر اور امیر کی اطاعت کی تعلیم دی جاتی ہے، ایک بگل پر اکٹھا ہونے کی مشق کرائی جاتی ہے، اس شعبہ پر لاکھوں، کروڑوں روپے پانی کی طرح بہائے جاتے ہیں۔ مگر پھر بھی یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ پورا نظم وضبط باقی رہ سکے گا۔ لیکن نظام مساجد میں امام کی پیروی کا یہ حال ہے کہ اس سے اس کو کوئی مفر نہیں، دس سال کی عمر سے لے کر موت تک اس کی مشق ہوتی ہے اور کمال یہ ہے کہ کسی دن ناغہ کا نام ہی نہیں، الا ماشاء اللہ۔

اس اجتماعی نظام سے بڑھ کر کوئی اور نظام ممکن بھی ہے؟ دنیا کا کوئی پولیٹیکل نظام اس قدرتی نظام مساجد کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا، جو بکھرے ہوئے انسانوں کو بتدریج جمع کر دیتا ہے اور منتشر افراد کی بات بات میں شیرزادہ بندی کا کام انجام دیتا رہتا ہے، اس نظام

میں کاہلی پر ہر دن ضرب کاری لگتی رہتی ہے۔ اور ہر پہلو سے یہ عالمی نظام ایک کو دوسرے سے جوڑ دیتا ہے۔

## دنیوی اور دینی اصلاح

اس شان وشکوہ سے ہفتہ کی جو عبادت ادا کی گئی، اس میں زندگی کے ہر شعبہ کے ماہرین اور دینی و دنیوی دورِ حیات کے تجربہ کار شریک تھے۔ رؤسا، تجار، غرباء، فقراء، علماء، صوفیاء، اور وہ لوگ بھی جوق در جوق تھے جن کو علم و فضل سے کوئی مَس نہیں۔

ہر ایک نے دوسرے کو عبرت و بصیرت کی آنکھوں سے دیکھا، اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا نقشہ کھینچ گیا، تاجروں اور رئیسوں کو مسلمانوں کی اقتصادی و معاشی حالت کی طرف توجہ ہوئی، علماء کرام کو علمی اور دینی سدھار کی فکر ہوئی صوفیاء کی نظر تزکیۂ قلوب کی طرف گئی۔ غریبوں میں محنت کی اُمنگ پیدا ہوئی، فقیروں کی خودداری میں جوش آیا، اَن پڑھ اور جاہلوں کے دلوں میں اشتیاقِ علوم نے کروٹ لی اور بے عملوں کا جذبہ اُبھرا۔

آپ نے غور کیا، یہ کون سا دن تھا، اور کون سی مسجد؟ جمعہ کا دن تھا اور جامع مسجد، جس کا یہ روح افزاء اور حیات بخش نظر آنکھوں کو ذخیرہ کر رہا تھا۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ (جمعہ۔۲)

یہ قدرتی ہفتہ وار اجتماع "نظام مساجد" کے سلسلہ میں ہر ماہ چار مرتبہ ہوتا ہے۔ اور کبھی کبھی مہینہ میں پانچ مرتبہ بھی، اس اجتماع سے قوم و ملک کو ہمیشہ فائدے پہنچتے رہے۔

## سالانہ تنظیم

اس نظم و ضبط کے ساتھ سال کے بارہ مہینے گزرتے ہیں، مگر ان میں دو مخصوص دن ذرا اور امتیازی شان رکھتے ہیں، اور ان دونوں کا قدرتی اجتماع اور زیادہ مفید اور مہتم بالشان ہوتا ہے۔

اب اس کی ضرورت رہ گئی تھی کہ کوئی ایسی مسجد بھی ہوتی، جو ساری دنیا کے خدا

پرستوں کو یکجا کردیتی، اور یہ نظام مساجد اس طرح عالمگیر ہونے کا دعویٰ کرتا۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نظام سے اس کمی کو بھی پورا کردیا ہے۔ ان دو مخصوص دنوں میں ایک ایسا دن بھی ہر سال آتا ہے جو اس اہم کام کی انجام دہی کردیتا ہے، یہ ذی الحجہ کا مہینہ اور سنتِ ابراہیمی کی یاد تازہ کرنے کا دن ہے۔

یہ بھی ایک مسجد ہی کا فضل و کرم ہے جس نے ساری دنیائے اسلام کے نمائندوں کو ایک تاریخ، ایک دن اور ایک شہر میں جمع کردیا، اس مسجد کا نام مسجدِ حرام ہے جس کو بیت اللہ بھی کہتے ہیں۔

## ”اسلام کا نظامِ مساجد“

از حضرت مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب مدظلہٗ مفتی دار العلوم دیو بند۔

مساجد کی ایک عظمت شان یہ بھی ہے کہ آنحضرت ﷺ سفر سے جب واپس ہوتے تو سب سے پہلے مسجد ہی میں تشریف لاتے اور دو رکعت نماز ادا فرماتے، وہاں لوگوں سے مل جُل کر گھر تشریف لے جاتے۔ آپ کے بعد صحابہٴ کرامؓ کا واپسی سفر پر یہی دستور ہوگیا تھا کہ مسجد میں اُترتے، نماز ادا کرتے پھر منزل مقصود کی طرف چلتے، اب بھی مسلمانوں کے لیے یہی طریقہ مسنون ہے۔ (مسلم شریف ص ۲۴۸ جلد اول)

اعتکاف جو ایک سنت طریقہ ہے اور بیش قیمت فوائد پر مشتمل ہے اس کے لیے بھی مسجد شرط ہے۔

## مسجد کس کو کہتے ہیں؟

**مسئلہ:۔** مسجد ایسی جگہ، ایسی زمین اور ایسے مکان کا نام ہے جس کو کسی مسلمان نے اللہ تعالیٰ کی خاص عبادت فرض نماز ادا کرنے کے لیے وقف کردیا ہو۔ (فرضِ عین کی قید اس لیے ہے کہ نمازِ جنازہ پڑھنے کی جگہ اور عیدگاہ اس تعریف میں شامل نہ ہو، کیونکہ دونوں کے احکام الگ الگ ہیں۔ (رفعت قاسمی)

اس عمارت کی، تعمیر دَر و دِیوار اور چھت یا چھپر کا ہونا شرط نہیں ہے۔

(طحطاوی ج ۲ ص ۵۳۶ و قاضی خان ص ۷۱۲ جلد ۴)

المسجد والمسجد۔ سجدہ گاہ۔ عبادت گاہ (ج) مساجد۔ المسجد الحرام۔ بیت اللہ شریف۔ المسجد الاقصیٰ۔ مسجد بیت المقدس۔ المسجدان مکہ ومدینہ کی مسجدیں۔ سجد (ن) سجوداً عبادت کے لیے زمین پر پیشانی کو رکھنا۔ السجادۃ۔ بہت سجدہ کرنے والا۔ السجادۃ والمسجدۃ۔ جائے نماز۔ (ص ۳۶۱ مصباح اللغات)

**مسئلہ:۔** جگہ زیادہ ہو تو مسجد کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک عمارت والا، دوسرا خالی۔ عمارت والی جگہ میں بارش وسردی کے موسم میں نماز پڑھی جاتی ہے۔ جس کو "مسجد شتوی" اور جماعت خانہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ بلا عمارت کی جگہ میں گرمی کے موسم میں نماز پڑھی جاتی ہے جس کو "مسجد صیفی" اور صحن مسجد سے تعبیر کرتے ہیں۔ جس طرح بارش وسردی کے موسم میں جماعت خانہ (اندرونی) میں نماز باجماعت ہوتی ہے، اسی طرح گرمی کے موسم میں مسجد کے صحن میں نماز باجماعت پڑھی جاتی ہے۔ اور یہ دونوں حصے مسجد میں شامل ہیں۔ (شامی ص ۱۷۱ جلد اول پر دونوں حصوں کو مسجد ہی کہا گیا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۵۰ جلد ۲)

**مسئلہ:۔** مسجد کے معنی لغت میں سجدہ گاہ کے ہیں اور اسلام کی اصطلاح میں مسجد اس جگہ کا نام ہے جو مسلمانوں کی نماز کے لیے وقف کر دی جائے۔

(آپ کے مسائل: ص ۱۱۳ جلد ۳ ومرقات شرح مشکوٰۃ ص ۴۴۱ جلد ۱)

## مسجد بنانا فرض ہے یا واجب؟

**مسئلہ:۔** ہر شہر وقصبہ وگاؤں میں مسجد کے لیے بقدرِ ضرورت زمین وقف کرنا تو وہاں کے مسلمانوں پر واجب علی الکفایہ ہے، باقی عمارت بنوانا فرض نہیں، بلکہ مستحب ہے۔

(امداد الاحکام ص ۳۴۹ جلد او شامی ص ۱۰۳ جلد ۳)

## مسجد کا خرچ ذاتی پیسے سے ہو یا چندہ سے؟

**مسئلہ:۔** جب بانی مسجد کی اولاد۔ اپنے ذاتی پیسہ سے مسجد کی ضروریات پوری کرتی اور انتظام درست رکھتی ہے اور کسی قسم کی کوئی شکایت نہیں ہے تو دوسرے لوگوں کو دخل دینے اور انتظام سنبھالنے اور چندہ کر کے تعمیر وغیرہ وہاں بنانے کا حق نہیں، نہ کسی تصرف کا حق ہے،

اگر کوئی انتظامی شکایت ہو تو متولی ومنتظم سے کہہ کر اس کا انتظام کرالیں۔ ہاں اگر ان کے پاس پیسہ نہ ہو تو پھر ضروریات مسجد کے لیے چندہ کرلیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۸۵ ج ۱۵)

## نقصان شدہ شے کا ضمان مسجد میں دینا؟

**مسئلہ**:۔ جس نے جتنا نقصان کیا ہے اس کی قیمت وصول کرنے کا حق ہے، پھر اس قیمت کو اپنے کام میں لائے یا مسجد کیلئے دیدے درست ہے، اور یہ اس وقت ہے کہ اسکی مملوکہ چیز کا نقصان کیا ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۸۹ جلد ۱۲)

## مسجد کیلئے حکومت سے امداد لینا؟

سوال:۔ حکومت کے دیئے ہوئے خزانہ سے رقم جو کہ لاٹری بورڈ کے ٹیکس اور ہر قسم کی حلال وحرام اور جائز وناجائز اشیاء کے ٹیکسوں پر مشتمل ہو، مساجد کی تعمیر وتوسیع یا مرمت کیلئے استعمال کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب:۔ سرکار نے جب جائز اور ناجائز آمدنی کو مخلوط کردیا اور اس مخلوط آمدنی سے مسجد کے لیے رقم دی تو اس کو حرام نہیں کہا جائے گا۔ اس کو لینا اور مسجد میں صرف کرنا شرعاً درست ہے۔

چونکہ خلط استہلاک ہے (مل کر ہلاک کے حکم میں ہوگیا) جب حکومت نے جائز وناجائز کو مخلوط کردیا اور اس پر قبضہ کرلیا تو حکومت اس کی مالک ہوگئی، اور حکومت نے جن سے غلط طریقہ پر لیا ہے ان کو ضمان دینا لازم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۴۳ جلد ۱۵)

**مسئلہ**:۔ مسجد کیلئے سرکار سے قرض (لون) لینا جسمیں سود دینا پڑتا ہے، اسکا لینا جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۵۷ جلد ۲)

## مسجد کا روپیہ مدرسہ میں خرچ کرنا؟

**مسئلہ**:۔ مسجد کی آمدنی کا پیسہ مسجد ہی میں خرچ کرنا لازم ہے، مدرسہ وغیرہ کا تعمیر یا دیگر ضروریات میں خرچ کرنا جائز نہیں ہے، جنہوں نے وہ پیسہ مدرسہ میں خرچ کیا وہ ذمہ دار ہیں۔ مسجد بھی خدا کی ہے اور مدرسہ بھی خدا کا ہے مگر ایک کی آمدنی دوسرے کی آمدنی میں خرچ

کرنا جائز نہیں ہے، جس طرح کہ ایک مسجد کی آمدنی دوسری مسجد میں خرچ کرنا جائز نہیں ہے اور ایک مدرسہ کی آمدنی دوسرے مدرسہ میں خرچ کرنا جائز نہیں، ورنہ سب نظام گڑبڑ ہو جائے گا۔ لیکن اگر مدرسہ اصل ہو اور اس کیلئے ہی مسجد بنائی جائے۔ مسجد کے اخراجات مدرسہ سے پورے کیے جائیں گے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۵ جلد ۱۲)

## مسجد میں شیعوں کا چندہ؟

**مسئلہ** :۔ اہل سنت والجماعت اور فرقۂ اثنا عشریہ کے عقائد میں بین فرق ہے، لہٰذا خالص دینی اور مذہبی معاملہ میں ان سے چندہ نہ لیا جائے، اگر وہ خود دینا چاہیں تو وہ کسی سُنی مسلمان کو ہبہ کردے اور وہ مسلمان اپنی طرف سے دیدے تو لے سکتے ہیں، اگر وہ شخص رقم دے چکا ہے، تو اگر واپس کرنا نا مناسب ہو تو بادلِ ناخواستہ بیت الخلاء پیشاب خانہ، غسل خانہ میں استعمال کرلی جائے، یا پھر مسجد کا مکان بنانے مین استعمال کی جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۸۹ جلد ۶)

## کفر کی حالت کا روپیہ مسجد میں خرچ کرنا

سوال:۔ ایک نو مسلم اسلام میں داخل ہوتے وقت اپنی دولت بھی ساتھ لیتے آئے، تو کیا اُس دولت کو مساجد وغیرہ میں خرچ کر سکتے ہیں؟

جواب:۔ بعض پیسے ایسے ہوتے ہیں کہ جو کسی بھی مذہب میں حلال و جائز نہیں ہوتے اور ان پر کسی مذہب میں ملکیتِ صحیحہ قائم نہیں ہوتی جیسے چوری کا پیسہ، ڈاکہ اور غصب کا پیسہ۔ ایسا پیسہ کفر کی حالت میں کمایا ہو اگر کوئی نو مسلم اپنے ساتھ لائے تو اس کا حکم شرعی یہ ہے کہ اس کو اصل مالک کی ملک میں کسی مناسب انداز سے پہنچادیں۔ اگر یہ ممکن نہ ہو اور مالک ثواب پانے کا اہل ہو، مثلاً ''مسلمان ہو'' تو اس کو ثواب پہنچانے کی نیت سے صدقہ کردیں۔ اور اگر اس کا علم نہ ہو سکے کہ مالک مسلم ہے یا کافر تو ایسی صورت میں اس کے وبال سے بچنے کی نیت سے صدقہ کر کے جلد سے جلد اپنی ملکیت سے نکال دے۔

بعض پیسے ایسے ہوتے ہیں کہ مسلمان کے لیے شرعاً حلال و جائز نہیں ہوتے اور غیر مسلم کے لیے حلال و جائز ہوتے ہیں اور غیر مسلم اس کا مالک بملک صحیح ہو جاتا ہے جیسے

شراب کے کاروبار کا پیسہ، خنزیر کے کاروبار کا پیسہ، ایسا ان کے لیے جائز و حلال ہوتا ہے۔ اور اس پر مالک بملک صحیح ہو جاتے ہیں۔

اگر کفر کی حالت کا پیسہ لے کر مسلمان ہو جائیں تو اس کے صحیح مالک ہو گئے ہیں اور جس نیک کام میں چاہیں صرف کر سکتے ہیں، مسجد میں، مدرسہ میں ہر جگہ خرچ کر سکتے ہیں اور یہی حکم ان کے گانے بجانے کے پیسہ کا بھی ہے، اس لیے کہ وہ اس کے صحیح مالک ہو گئے تھے اور وہ ان کے لیے حلال تھا، اور مسلمان ہونے کے بعد بھی قدیم مسلمان بھی وہ پیسہ ان سے لے سکتا ہے اور انہیں نیک کاموں میں خرچ کر سکتا ہے۔

(نظام الفتاویٰ ص ۳۳۳ جلد اول، بحوالہ شامی ص ۲۴۷ جلد اول ص ۳۷ ج ۱)

## بلیک کرنے والے کا روپیہ مسجد میں؟

سوال: ۔ جو تاجر بلیک مارکیٹنگ کا کام کرتے ہیں وہ اگر مسجد میں چندہ دیں تو ان کے روپے مسجد میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: ۔ ملکیت تو اس صورت میں بھی حاصل ہو جاتی ہے اور اس کو مسجد میں صرف کرنا بھی درست ہے، مگر خود یہ طریقہ ایسا ہے، جس میں عزت کا بھی خطرہ ہے مال کا بھی خطرہ ہے۔

**مسئلہ**: ۔ کوئی بدعتی مسجد میں جا کر چندہ دے تو اس کے روپے کو مسجد میں خرچ کیا جا سکتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۹ جلد ۱۸)

**مسئلہ**: ۔ سود کا روپیہ مسجد میں لگانا جائز نہیں ہے، اگرچہ (سودخور) مرنے والا آ کر کر خواب میں بتلائے، تب بھی جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۷۷ ج ۱۵)

**مسئلہ**: ۔ ناجائز آمدنی کا پیسہ مسجد میں لگانا درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۹۳ ج ۱۵)

**مسئلہ**: ۔ مالِ حرام مسجد میں لگانا ناجائز ہے، اگر حرام مال سے خرید کردہ زمین پر مسجد بنائی جائے تو اس میں نماز مکروہ ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۳۸ ج ۱۰)

**مسئلہ**: ۔ اگر حرام مال سے خرید کر بیع فسخ کر کے پھر حلال مال سے خرید کر مسجد بنائی جائے تو اس میں نماز درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۳۹ ج ۱۰)

**مسئلہ**: ۔ ساہوکار کا روپیہ رقم اگر سود کی نہیں ہے تو مسجد کی تعمیر میں لگانا درست ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۸۲ ج ۱۲)

**مسئلہ:۔** حرام پیشہ کرنے والا جب مسجد کے لیے روپیہ دے تو اس سے کہہ دیا جائے کہ حلال پیسہ مسجد کے لیے دو، حرام و مشتبہ مت دو، پھر بھی وہ شخص (دینے والا) کہے کہ میں حلال ہی پیسہ دے رہا ہوں، چونکہ وہ مسلمان ہے آخرت سے ڈرتا ہے، قرض لے کر بھی دے سکتا ہے، اس لیے اس کی بات تسلیم کرلیں گے اور جب تک دلیل شرعی سے یہ ثابت نہ ہو جائے کہ واقعی حرام ہی پیسہ دیا ہے، اس کا پیسہ لے سکتے ہیں اور مسجد میں لگا بھی سکتے ہیں۔

(نظام الفتاویٰ ص ۳۰۷ جلد ۱)

## مخلوط آمدنی والے کا چندہ مسجد میں؟

سوال:۔ ایک شخص جس کی آمدنی جائز نہیں مگر اس کے پاس آمدنی کے ذرائع ایسے بھی ہیں جو بالکل حلال ہیں۔ کیا اس کا چندہ مسجد میں لیا جا سکتا ہے جبکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ میں اپنی پاک کمائی میں سے چندہ دے رہا ہوں کیونکہ مجھ کو معلوم ہے کہ حرام آمدنی کار خیر میں لگانا بڑا گناہ ہے؟

جواب:۔ ایسے شخص کا چندہ لینا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۴۹۱ ج ۱)

## مسجد و مدرسہ کی رقم بطورِ قرض ایک دوسرے میں صَرف کرنا؟

سوال:۔ ضرورت ہو تو مسجد کی رقم مدرسہ میں اور مدرسہ کی رقم مسجد میں بطور قرض لے کر استعمال کی جا سکتی ہے یا نہیں؟

جواب:۔ اگر قرج وصول ہونے پر اعتماد ہو، ضائع ہونے کا احتمال نہ ہو تو منتظمہ کمیٹی کے مشورہ سے درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۴۹۱ ج ۱)

## فقیر کا مانگا ہوا پیسہ مسجد میں؟

**مسئلہ:۔** بلا ضرورت مانگنا گناہ ہے، لیکن جب فقیر نے پیسہ مانگا اور محلہ والوں نے بخوشی اس کو دیا تو وہ اب مالک ہو گیا اور اس نے جو کچھ مسجد میں دیا ہے وہ دینا صحیح ہے۔ اس مصلے پر (جو اس نے دیا ہے) نماز بلاشبہ جائز ہے، اور اس کو سمجھا دیا جائے کہ بلا ضرورت مانگنا درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۴۹۲ جلد اول)

**مسئلہ:۔** مسجد میں بھیک مانگنا ممنوع ہے (یعنی داخلِ مسجد) ایسے لوگوں کو مسجد سے باہر خارجِ مسجد کھڑے ہونا چاہئے، اور مسجد میں مانگنے والوں کو دینا بھی نہیں چاہئے۔ لیکن اگر کسی ضرورت مند کی امداد کے لیے مسجد میں دوسرا آدمی اپیل کرے تو یہ جائز ہے۔

**مسئلہ:۔** کسی فقیر کو مسجد میں دینا یوں تو جائز ہے مگر اس سے مسجد میں مانگنے کی عادت پڑے گی، اس لیے مسجد سے باہر (خارج مسجد) دینا چاہئے۔ (آپ کے مسائل: ص ۱۴۲ جلد ۳)

## مسجد کا چندہ عمومی کاموں میں خرچ کرنا؟

سوال:۔ چند حضرات نے مسجد کا چندہ جمع کیا تھا لیکن وہ عمومی کاموں میں خرچ کرنا چاہتے ہیں، اگرچہ حساب مع رسیدوں کے موجود ہے؟

جواب:۔ جس طرح چندہ جمع کیا گیا ہے (ان کو جمع کر کے یا گھروں پر جا کر) اس طرح ان سے اجازت لے لی جائے یا ان کا چندہ واپس کر دیا جائے، اور جب رسیدیں بھی موجود ہیں تو اس میں کیا مشکل ہے۔ یا اعلان کر دیا جائے کہ اس چندہ کو فلاں کام میں خرچ کیا جس کو نامنظور ہو وہ اپنا چندہ واپس لے لے۔ اور یہ اعلان اس طرح کیا جائے کہ چندہ دینے والوں تک بالواسطہ یا بلاواسطہ کسی نہ کسی طرح پہنچ جائے۔ مثلاً ایک اشتہار چھاپ کر تقسیم کر دیا جائے یا محلوں اور مساجد میں کہہ دیا جائے، غرض کہ اپنی وسعت کے مطابق اعلان کر دیں یا واپس کر دیں، اس سے زائد کی ذمہ داری نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۰۲ جلد ۱۲)

## پگڑی کی رقم مسجد کی تعمیر میں خرچ کرنا؟

**مسئلہ:۔** پگڑی کی رقم بظاہر کسی شرعی عقد سے حاصل نہیں ہوتی، لہٰذا اس کا استعمال مسجد میں درست نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ)

## مسجد کا روپیہ تجارت کے لیے دینا؟

سوال:۔ مسجد کی رقم جو متولی کے پاس جمع تھی، اس نے ایک شخص کو تجارت کے لیے دے دی، اس شخص نے مسجد کا کوئی حصہ طے نہیں کیا، اس نے مسجد کی رقم واپس کرتے ہوئے مبلغ دوسو پچیس روپے زائد دیدیئے۔ یہ زائد رقم جو دی گئی اسے لینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ مسجد کی رقم متولی کے پاس امانت ہے کسی کو تجارت کے لیے دینے کا اُس کو حق نہیں، ہرگز کسی کو نہ دی جائے، جو رقم دی تھی وہ بطورِ قرض تھی، قرض میں یہ شرط کرنا کہ واپسی کے وقت اتنی رقم زائد لی جائے گی جائز نہیں، یہ سود ہے لیکن بغیر شرط کے اگر قرض لینے والا یہ کہہ کر قرض واپس کردے کہ کہ اتنی رقم تو قرض تھی یہ واجب الاداء ہے۔ اور اتنی رقم میں بلا کسی التزام کے اپنی طرف سے زائد دیتا ہوں تو یہ شرعاً درست ہے۔ اور حدیث پاک سے ثابت ہے اس کا استعمال کرنا درست ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۰۴ جلد ۱۲)

## مساجد کا روپیہ حکومت کو دینا؟

**مسئلہ** :۔ مساجد کا روپیہ وقف کا روپیہ جو کہ امانت ہے، متولی کو مسجد کے علاوہ کسی جگہ بھی خرچ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۸۸ جلد ۱۸)

**مسئلہ** :۔ مسجد کے فنڈ (چندہ) کا ذاتی استعمال میں لانا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے استعمال کرلیا تو اس کو چاہئے کہ توبہ و استغفار کرے اور جو رقم اس نے استعمال کی ہے اس کا ضمان ادا کرے، محلہ والوں اور نمازیوں کی ذمہ داری ہے کہ اس شخص سے ضمان وصول کریں۔
(آپ کے مسائل ص ۱۴۸ ج ۳)

## مسجد کے لیے چندہ کرکے مدرسہ بنانا؟

**مسئلہ** :۔ مسجد کے لیے جو چندہ کیا جائے اس کو مدرسہ میں صرف کرنا جائز نہیں ہے۔ مدرسہ کے لیے جو چندہ کیا جائے اس کو مسجد پر صرف کرنا جائز نہیں ہے۔

جو جگہ نماز کے لیے مقرر (وقف) ہوجائے وہاں مدرسہ بنانا اور تعلیمی کام کے لیے اس جگہ کو متعین کردینا جائز نہیں ہے۔ اس جگہ ایسے چھوٹے بچوں کو بھی تعلیم نہ دی جائے جو مسجد کا احترام باقی نہ رکھ سکیں۔

نیز زکوٰۃ، صدقۃ الفطر، قیمت چرم قربانی کو مدرسہ یا مسجد کی تعمیر میں دینا جائز نہیں ہے، وہ صرف غریبوں کا حق ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۹ جلد ۱۸)

☆☆

## مسجد ومدرسہ کے نام سے مشترک چندہ کرنا؟

سوال: ۔ ایک بستی والے مسجد اور مدرسہ کی تعمیر کرنا چاہتے ہیں، جس کا چندہ ایک جگہ کرنا چاہتے ہیں۔ اگر چندہ یک جا کرلیا جائے اور چندہ دینے والوں سے کہہ دیا جائے کہ ہم مسجد ومدرسہ دونوں تعمیر کرنا چاہتے ہیں اور چندہ دینے والا یہ کہہ دے کہ دونوں میں سے کسی میں استعمال کرلو تو کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ یا دونوں کا الگ الگ؟

جواب: ۔ مسجد ومدرسہ دونوں کے لیے مشترکہ چندہ کرنا درست ہے۔ اور جب یہ اعلان کردیا کہ دونوں کی تعمیر ہوگی اور دونوں کے لیے لوگ چندہ دے رہے ہیں تو پھر کیا تردد ہے۔ علیحدہ علیحدہ کرنا چاہیں تو اس کی بھی اجازت ہے۔ پھر جو چندہ جس کے لیے وصول کیا اس کو اسی مصرف میں صرف کرنا چاہئے۔ ایک کا چندہ دوسرے مصرف میں صرف نہ کریں۔ (فتاوی محمودیہ ص ۱۷۸ جلد ۱۸)

**مسئلہ**: ۔ مسجد کے چندہ سے خارج مسجد آفس (دفتر) بنانا کہ اس میں مسجد کی انتظامیہ کی میٹنگ ہوا کرے۔ جائز ہے اگر اہلِ چندہ کی اجازت ہو تو۔ (آپ کے مسائل ص ۱۴۰ ج ۳)

## غیر مسلم سے مسجد کے لیے چندہ لینا؟

سوال: ۔ ہمارے یہاں ایک مسجد تیار ہو رہی ہے اسمیں غیر مسلم چندہ دینا چاہتے ہیں، کیا غیر مسلموں کا روپیہ مسجد لگانا درست ہے؟

جواب: ۔ اگر یہ احتمال نہ ہو کہ کل اہلِ اسلام پر احسان رکھیں گے اور نہ یہ احتمال ہو کہ اہلِ اسلام ان کے ممنون ہو کر ان کے مذہبی شعائر میں شرکت یا ان کی خاطر سے اپنے شعائر میں مداہنت کرنے لگیں گے۔ اس شرط سے قبول کرلینا جائز ہے۔

(امداد الفتاوی ص ۶۸۸ جلد ۲ و فتاوی محمودیہ ص ۳۷۰ جلد ۱)

**مسئلہ**: ۔ غیر مسلم کے چندہ دینے میں اندیشہ نہ ہو کہ وہ اسکے نتیجہ میں کوئی غلط مقصد حاصل کریگا تو لینا درست ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۳۵۶ جلد ۱۷)

**مسئلہ**: ۔ غیر مسلم چندہ دینے والا اپنے اعتقاد کے اعتبار سے اسے قربت سمجھتا ہو تو اس کا

چندہ لیا جا سکتا ہے، لیکن اگر یہ احتمال ہو کہ وہ آئندہ مسلمانوں پر احسان جتائے گا تو اس وقت بہتر یہ ہے کہ ان کا چندہ نہ لیا جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۲۳۲ جلد ۱۰ و فتاویٰ محمودیہ ص۱۸۸ ج۶ وص۱۶۸ ج۱۵ وص۲۷۶ و نظام الفتاویٰ ص۳۱۳ ج۱)

**مسئلہ:۔** مسجد کی تعمیر کے لیے راستہ کے کنارے کوئی صندوق لٹکا دیا گیا اور راہ گزر اس میں پیسے ڈالتے ہیں تو وہ پیسہ اس تعمیر میں لگانا درست ہے، خواہ ڈالنے والے مسلم ہوں یا غیر مسلم، سب کا پیسہ اس صورت میں لگا سکتے ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۴۷ ج۱۸)

## شراب کی آمدنی سے مسجد میں چندہ دینا؟

**مسئلہ:۔** شراب کی آمدنی سے مسجد کے لیے چندہ قبول نہ کیا جائے، اگر جائز آمدنی سے مثلاً قرض لے کر دے تو درست ہے۔ نیز مخلوط آمدنی والا اگر حلال چیزوں کی آمدنی سے چندہ دیدے تو درست ہے اگر مخلوط آمدنی سے دے اور حلال غالب ہے تب بھی درست ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص۳۵۵ ج۱۷)

**مسئلہ:۔** اگر مسجد شراب کی آمدنی سے بنائی گئی ہے تو اس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ جو نمازیں وہاں پڑھی گئیں وہ کراہت کے ساتھ ادا ہونگی۔ آئندہ احتیاط کی جائے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص۱۵۲ ج۱۵)

## خنزیر کے بالوں کے بُرش بنانے والوں کا پیسہ مسجد میں لگانا؟

**مسئلہ:۔** محض خنزیر (سُور) کے بالوں کے بُرش بنانے والوں کا پیسہ مسجد میں لگانا محض بُرش بنانے کی اجرت اس طرح کہ اتنی دیر کام کرو اس کا معاوضہ یہ ہوگا۔ درست ہے حرام نہیں، اس کا پیسہ مسجد میں بھی لگایا جا سکتا ہے، مگر فی نفسہٖ یہ معاملہ نہیں چاہئے اس لیے کہ سُور کے بال سے انتفاع امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۳۴۷ جلد ۱۵ وص۵۱۳ جلد اول)

## مسجد میں چندہ کرنا؟

**مسئلہ:۔** دینی ضرورت کے لیے مسجد میں چندہ کرنا (اور چندہ دینے والوں کو) مرحبا اور سبحان اللہ کہنا درست ہے، مگر نمازیوں کی نماز میں خلل و تشویش نہ ہونے پائے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص۲۵۴ جلد۱۲)

**مسئلہ** :۔ مسجد میں دنیا کی باتیں جیسے خرید وفروخت کی باتیں، مقدمات کی باتیں، کھیت اور باغ کی باتیں، یہ سب دنیا کی باتیں ہیں۔ مسجد کی تعمیر یا امام وغیرہ کی تنخواہ کے لیے چندہ کرنا مسجد میں منع نہیں ہے۔ بشرطیکہ شوروشعب نہ ہو، جیسا کہ آج کل ہوتا ہے کہ ایک دوسرے پر طعن کرتے ہیں، غیرت دلاتے ہیں، کم چندہ دینے پر جھگڑتے ہیں، غرض کہ مسجد کا احترام ملحوظ نہیں رکھتے، یہ طریقہ منع ہے۔

ختم کیلئے جو چندہ کیا جاتا ہے وہ اکثر زور دے کر لیا جاتا ہے اور اسمیں زیادہ تر دکھاوا اور مقابلہ مدنظر ہوتا ہے، یہ بھی منع ہے۔ مسجد میں تلاوت قرآن، تسبیح، درود شریف، استغفار میں مشغول رہنا چاہئے اس طرح کہ نمازیوں کو تشویش نہ ہو، اگر مسجد میں مسائل کی تعلیم دی جائے تو یہ بھی درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۴۸۴ جلد۱)

# چندۂ مسجد سے مٹھائی تقسیم کرنا؟

سوال :۔ مسجد کے چندہ سے مٹھائی تقسیم کرنا اور مٹھائی لینے والوں میں چندہ نہ دینے والے بھی شامل ہوتے ہیں؟

جواب :۔ اگر چندہ دینے والوں کی اجازت ہے اور اس چندہ کا مصرف یہ بھی ہے تو یہ مٹھائی تقسیم کرنا شرعاً درست ہے ورنہ نہیں۔ اگر چندہ دینے والوں کی طرف سے نہ چندہ دینے والوں کو بھی اجازت ہے تو ان کو بھی مٹھائی کھانا جائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۸۷ جلد۶)

**مسئلہ** :۔ مٹھائی کی بچی ہوئی رقم چندہ دہندگان کی اجازت سے مسجد کے دوسرے مصرف میں خرچ کرسکتے ہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۱۰۷ جلد۶)

# مالی جُرمانہ لینا اور مسجد میں صرف کرنا؟

سوال :۔ ایک برادری میں چند قوانین مقرر ہیں اور وہ ان کی خلاف ورزی سے سیاسۃً بطور جرمانہ کچھ رقم وصول کرتے ہیں۔ تو دریافت طلب بات یہ ہے کہ مصارف مسجد میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ مذہب معتمد علیہ یہ ہے کہ ایسا جرمانہ ناجائز ہے۔ اگر کچھ رقم بطور جرمانہ وصول کرلی ہے تو اس کی واپسی ضروری ہے، مسجد وغیرہ میں صرف کرنا درست نہیں ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص۱۹۳ جلد ۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۳۷۵ جلد ۳)

## مسجد کے لیے جبراً چندہ لینا؟

**مسئلہ** :۔ جبراً چندہ وصول کرنا ناجائز ہے، جو اپنی خوشی سے دے اس سے لے لیا جائے، جو نہ دے اُس پر جبر کرنا گناہ ہے۔ اور ایسے مال کا مسجد میں لگانا بھی ناجائز ہے، جبراً تو لینا جائز ہی نہیں ہے، (جبراً اگر وصول کرلیا تو) جس قدر روپیہ لیا ہے اس کا واپس کرنا ضروری ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۶۰ جلد ۶ بحوالہ شامی ص ۶۸۸ جلد ۱)

**مسئلہ**:۔ زبردستی چندہ وصول کرنا بھی منع ہے۔ جن لوگوں سے زبردستی چندہ لیا گیا وہ اب معاف کردیں اور خدا کے نام پر دیئے ہوئے پیسہ کو قبول کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعاء کریں۔ اس مسجد میں آکر گناہوں سے توبہ کریں، اعمال قبیحہ سے باز آجائیں، نماز اس مسجد میں درست ہوگی۔ غیر مسلم سے تعمیر مسجد کیلئے چندہ مانگنا بڑی بے غیرتی ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص۱۸۱ جلد ۱۸)

**مسئلہ**:۔ مسجد کیلئے چندہ دے کر واپس نہ لیا جائے جبکہ وہ چندہ سب کا مخلوط ہے اور اس کا سامان بھی خرید لیا گیا ہے، تو اب واپس لینے کا حق نہیں رہا اور نہ متولی کو واپس دینے کا حق ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۶۴ جلد ۱۰)

## سودی قرض پر لیا روپیہ مسجد کے ضمان میں دینا؟

سوال:۔ ایک صاحب کے پاس مسجد کی امانت کا روپیہ جمع تھا، انہوں نے خرچ کرڈالا، پھر ان امین صاحب نے ایک دوسرے شخص سے سودی قرض لے کے مسجد کی امانت کے روپے کو واپس کردیا، تو کیا اس روپے کو مسجد میں خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ سود پر قرض لیا گیا ہے وہ قرض کا روپیہ حرام نہیں ہے، اس کو مسجد کے روپے کے ضمان میں دینا درست ہے۔ البتہ قرض کیساتھ جو روپیہ سود کا دیا جائے گا اسکا دینا ناجائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۱۹ جلد ۱۸)

**مسئلہ:۔** زید نے ایک مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں بکر سے سو روپے قرض لے کر دیئے۔ بعد میں حرام کمائی سے اپنا قرض ادا کیا تو وہ رقم مسجد کیلئے حلال ہے کیونکہ جو روپیہ قرض لے کر دیا ہے وہ روپیہ تو جُوے یا سٹے یا حرام کمائی کا نہیں تھا، اس میں وہ حرام مؤثر نہیں ہوگا۔ اس کی حرمت مستقل علیحدہ ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۷ ج ۱۸)

## سُود خور کے ترکہ کی رقم سے مسجد میں لگانا؟

**مسئلہ:۔** والدین کے ترکہ سے جو حلال روپیہ ملا ہے اگر وہ روپیہ مسجد میں دے تو اس کا مسجد میں صرف کرنا شرعاً درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۹ جلد ۱۸)

## ایک مسجد کا روپیہ دوسری مسجد میں لگانا؟

سوال:۔ ہمارے یہاں دو مسجدیں ایک غریب، دوسری امیر۔ امیر مسجد میں برسوں سے کوئی ضروری کام تعمیری بھی نہیں، غیر مسجد کا پلاسٹر بھی ہونا باقی ہے اوفرش بھی۔ تو کیا امیر مسجد کا روپیہ غریب مسجد میں لگا سکتے ہیں؟

جواب:۔ اگر وہ روپیہ چندہ کا ہے تو چندہ دینے والوں کی رائے واجازت سے غریب مسجد میں صرف کرنا شرعاً درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۵۷ جلد ۱۸)

## چوری کی لکڑی اور حرام رقم سے بنائی گئی مسجد کا حکم

**مسئلہ:۔** چوری کے مال واسباب اور ناجائز رقوم سے بنائی ہوئی مسجد کا حکم یہ ہے کہ اس میں نماز نہ پڑھی جائے، لیکن اس کو بے حرمتی سے بچایا جائے، اس میں حیض والی عورت اور ناپاک کا داخل ہونا جائز نہیں ہے، اس کو محفوظ کر دیا جائے، اسے بیچنا بھی درست نہیں، اگر زمین چوری کی اور غصب شدہ نہیں ہے، جائز طریقہ سے حاصل کی گئی ہے تو ناجائز عمارت دور کر کے مالِ حلال سے دوسری عمارت بنائی جائے تو قابل انتفاع ہو سکتی ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۴۶ جلد ۱۰ بحوالہ منیۃ المساجد ص ۲۶ و کبیری ص ۵۷۱)

**مسئلہ:۔** اگر تحقیق سے معلوم ہو جائے کہ یہ سیمنٹ چوری کا ہے تو اس کا خریدنا اور مسجد کی تعمیر میں لگانا (خواہ) غسل خانہ وغیرہ میں لگانا ہو، جائز نہیں ہے، چور کی اس پر ملکیت بھی

حاصل نہیں، پھراس کو خریدنا ہی بے محل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے گھر میں پاک مال لگایا جائے وہ پاک ہی کو قبول کرتا ہے، ناپاک (حرام) مال نہ لگایا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۸ جلد ۱۵)

## پایا ہوا پیسہ مسجد میں لگانا؟

**مسئلہ** :۔ پایا ہوا روپیہ لقطہ کے حکم میں ہے، مالک کو تلاش کر کے اس کو دیا جائے، اگر مالک کا پتہ نہ چلے تو مایوس ہونے کے بعد غریب کو صدقہ کر دیا جائے، مسجد میں نہ دیا جائے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۴۷ جلد ۱۵)

## قربانی کی کھال کی قیمت تعمیرِ مسجد میں؟

**مسئلہ** :۔ اگر آپ نے قربانی کی کھالیں متولی مسجد کی ملک کر دیں۔ پھران کو فروخت کر کے متولی نے مسجد کی تعمیر میں صرف کر دیا تو درست ہے۔ اور اگر بغیر تملیک کے ان کو فروخت کر کے قیمت تعمیر میں خرچ کی گئی تو یہ صورت ناجائز ہوئی۔ ایسی صورت میں ان قیمتوں کا صدقہ کرنا ضروری ہے۔ (کیونکہ) قربانی کی کھال کو اگر فروخت کر دیا جائے تو قیمت کا صدقہ کرنا ضروری ہوتا ہے اور اس قیمت کو مسجد میں صرف کرنا درست نہیں ہوتا۔ ہاں اگر صاحب قربانی خود فروخت نہ کرے بلکہ کسی دوسرے کو مالک بنا دے تو وہ فروخت کر کے جہاں چاہے قیمت کو صرف کر سکتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۳۱ جلد ۴) (تفصیل دیکھیے مسائل قربانی)

## مسجد میں زکوٰۃ کی رقم حیلہ کر کے لگانا؟

**مسئلہ** :۔ مسجد کی تعمیر میں یا امام و مؤذن و مسجد کے خدام کی تنخواہوں میں زکوٰۃ کی رقم استعمال کرنا درست نہیں ہے، اس لیے مسجد کی تعمیر میں زکوٰۃ کی رقم ہرگز استعمال نہ کی جائے، حیلہ کر کے بھی نہ لینا چاہئے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۹۴ جلد ۶)

## برآمدہ کے لیے کیے ہوئے چندہ سے کرایہ کی دوکانیں بنانا؟

**مسئلہ** :۔ جس مقصد کے لیے چندہ لیا گیا اور دینے والوں نے دیا ہے، اسی مقصد میں وہ روپیہ خرچ کیا جائے، دوسرے مقصد میں اس کے خرچ کرنے کی اجازت نہیں ہے، لہٰذا اس

روپیہ سے برآمدہ ہی بنوایا جائے، اور دوکان یا کسی اور کام میں یہ روپیہ خرچ کرنا درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۳ جلد ۱۲)

**مسئلہ:۔** اگر چندہ دینے والوں سے چندہ وضوخانہ کے لیے جمع کیا گیا ہے اور چندہ دینے والوں نے اس ہی مقصد کے لیے چندہ دیا ہے تو ذمہ داران کے لیے اس کا کسی دوسرے کام میں خرچ کرنا جائز نہیں ہے، (اگر خرچ کردیا ہے تو) ان کے ذمہ ضمان واجب ہے، اور جو لوگ اپنا چندہ واپس مانگ رہے ہیں ان کو واپس مانگنے کا حق ہے اور ذمہ داران کو واپس کرنا ضروری ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۴ ج ۱۲)

## سود پر رقم قرض لے کر مسجد میں لگانا؟

**مسئلہ:۔** جو رقم سود پر قرض لی گئی ہے وہ رقم حرام نہیں ہے، اس کا مسجد کی تعمیر میں لگانا بھی درست ہے، لیکن سود پر رقم لینا سود دینا گناہ ہے، اس سے باز آنا ضروری ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۸۲ ج ۱۲)

**مسئلہ:۔** کسی مسجد کے منتظمین اگر سودی قرض لے کر مسجد کی تعمیر میں لگائیں تو گنہگار ہونگے اور اس کا سود مسجد کے پیسے سے دینگے تو گنہگار بھی ہونگے اور ان پر ضمان بھی عائد ہوگا۔ اس لیے اہلِ خیر حضرات کو دل کھول کر پاک کمائی سے تعمیر مسجد میں حصہ لینا چاہئے۔

(نظام الفتاویٰ ص ۳۲۳ جلد ۱)

## فِلم ایکٹر کی آمدنی مسجد میں لگانا؟

**مسئلہ:۔** ناجائز آمدنی کا پیسہ نہ مسجد کے لیے قبول کیا جائے اور نہ مدرسہ کے لیے، اس کا غرباء پر صدقہ کرنا ضروری ہے۔ جو غریب بالغ لڑکے، یا غریب آدمی کے نابالغ لڑکے مدرسہ میں پڑھتے ہیں وہ اس کا مصرف ہیں۔ نیز ایسے لوگوں کے پاس اراکینِ مدرسہ چندہ لینے کے لیے بالکل نہ جائیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۹۸ جلد ۱۲)

**مسئلہ:۔** حرام اور مشتبہ مال سے مسجد بنانے کی شرعاً اجازت نہیں ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص ۹۹ جلد ۶)

## مزار کے چندہ سے مسجد کے امام کی تنخواہ؟

سوال: ۔ ایک مزار ہے اور اس ہی احاطہ میں مسجد بھی ہے، لوگ آتے جاتے مزار کے سامنے جو صندوق رکھا ہے، اس میں روپے ڈالتے ہیں، نیز غیر مسلم حضرات بھی، کس کی کیا نیت ہے معلوم نہیں، تو مسجد کے امام ومؤذن کی تنخواہ اس سے دینا درست ہے؟

جواب: ۔ ظاہر تو یہ ہے کہ روپیہ مسجد ومزار کے تحفظ اور ضروریات کے لیے اس میں ڈالتے ہیں، پس یہ روپیہ دونوں ہی ضروریات میں صرف کرنا درست ہے، بلکہ اگر وہاں پر ایک مکتب بھی قائم کردیا جائے تو مناسب ہوگا، تاکہ مسجد بھی آباد رہے اور صاحب مزار کو بھی ثواب ملتا رہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۳۳ جلد ۱۸)

**مسئلہ**: ۔ زائرین جو پیسہ خادم مزار کو بسلسلہ خدمت وتعلق صاحب مزار دیتے ہیں وہ خدام مزار کا ہے، اس کو جبراً مدرسہ کے واسطے لینے کا کسی کو حق نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۷۱ جلد ۱۵)

## تحفظ مسجد کے لیے مقدمہ کے مصارف مسجد کی رقم سے؟

**مسئلہ**: ۔ مسجد کی وقف شدہ زمین میں زبردستی مدرسہ بنانے کا حق نہیں، اگرچہ دینی مدرسہ بنانا اور دینی تعلیم کو عام کرنا بڑے اجر وثواب کی چیز ہے، مگر ناحق طریقہ کو ہرگز اختیار نہ کیا جائے، اس کے لیے متولی سے لڑنا اور تولیت سے الگ کرنا اور مقدمہ لڑنا بہت مذموم اور گناہ ہے۔

اگر اس مقدمہ کی کامیابی میں مسجد کا تحفظ ہے اور اسکی جائیداد کا تحفظ ہے تو متولی کو اسمیں مسجد کا روپیہ (ضرورت کے مطابق ہی) خرچ کرنا درست ہے کہ یہ درحقیقت مسجد ہی کے لیے ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۳۵ جلد ۱۸)

## مسجد کی رقم سے کسی غریب کی مدد کرنا؟

سوال: ۔ جن مساجد کے پاس کافی روپیہ جمع ہے، وہ غرباء کو قرض دے کر ان کی حالت سدھار سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: ۔ اس کی اجازت نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۷۳ ج ۱۸)

## بَیعانہ کی رقم مسجد میں لگانا؟

سوال: ۔ ایک شخص نے متولی سے مسجد کے مکان کا سودا کیا اور کچھ رقم پیشگی بطور بیعانہ کے متولی کو دے دی، اور اس شخص کے پاس روپیہ کا انتظام نہ ہو سکا اور متولی مسجد نے وہ مکان دوسرے کو فروخت کر دیا۔ اب متولی اس شخص کے وعدہ خلافی کے باعث وہ پیشگی رقم واپس نہیں کرتا، تو کیا وہ روپیہ مسجد کے مصرف میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ۔ اگر کسی وجہ سے بیع کا معاملہ بائع اور مشتری (بیچنے اور خریدنے والے) پورا نہ کر سکیں تو بیعانہ کا واپس کرنا ضروری ہوتا ہے اور اس کا رکھ لینا ہرگز جائز نہیں ہے لہٰذا متولی کے ذمہ لازم ہے کہ وہ روپیہ جو پیشگی لیا تھا اس شخص کو واپس کر دے، ایسے روپیہ کو مسجد میں صرف کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۶ جلد ۶)

## مسجد کی آمدنی سے تنخواہ وضع کرنا؟

سوال: ۔ مسجد کا ملازم اگر وہ مسجد کے کام سے غیر حاضر رہے تو ان غیر حاضر ایام یا اوقات کی تنخواہ مسجد کے سرمایہ سے لینے کا حق اس کو ہے یا نہیں؟ یا منتظمہ کو ایسے غیر حاضر ایام کی تنخواہ دینے کا اختیار ہے یا نہیں؟

جواب: ۔ منتظمہ کمیٹی کو لازم ہے کہ اس کے لیے چھٹی کا ضابطہ تجویز کر دے کہ مثلاً ایک ماہ میں ایک روز یا دو روز یا سال بھر میں پندرہ روز یا ایک ماہ میں (حالات کے مناسب) تم رخصت لے سکتے ہو۔ اس کے علاوہ تم غیر حاضر رہے تو تنخواہ وضع ہوگی، مسجد کا روپیہ بے محل خرچ کرنے کا اعتبار نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۷ جلد ۱۵)

**مسئلہ:** ۔ اگر شروع ملازمت میں امام (وغیرہ) نے یہ طے کر رکھا ہے کہ ایام رخصت کی تنخواہ بھی لوں گا یا کمیٹی مسجد نے طے کر رکھا ہے تو بلا تکلف و بلا خدشہ رخصت کے ایام کی تنخواہ لینا دینا جائز رہے گا۔ اور اگر یہ سب باتیں نہ ہوں تو عرف عام میں جتنے دنوں کی رخصت میں تنخواہ دینے کا دستور ہو تو صرف اتنے دنوں کی تنخواہ دینا درست رہے گا۔ اور اس سے زیادہ اراکین مسجد کی صواب دید پر موقوف رہے گا۔ (نظام الفتاویٰ ص ۳۰۲ ج ۱)

# ایک وقف کی رقم دوسری جگہ خرچ کرنا؟

سوال:۔ یہاں پر الگ الگ اوقاف ہیں لیکن چند آدمیوں نے مل کر تقریباً دس مسجدوں کے اوقاف اکٹھے ایک جگہ کر کے ایک مسجد کی آمدنی دوسری مسجد میں خرچ کرنے لگے ہیں تو کیا یہ جائز ہے؟

جواب:۔ واقف نے جو جائیداد جس مسجد کے لیے جداگانہ وقف کی ہے اس کی آمدنی اسی مسجد میں صرف کی جائے دوسری مسجد میں صرف نہ کی جائے۔

**مسئلہ**:۔ جب ایک مسجد کی آمدنی دوسری مسجد میں خرچ کرنے کی اجازت نہیں تو پھر مسجد کی آمدنی اسکول میں خرچ کرنا کیسے جائز ہوگا۔ جو لوگ خرچ کرتے ہیں وہ گنہگار ہیں، ان کے ذمہ ضمان لازم ہے، ایسے لوگوں کو اوقاف کا منتظم بنانا بھی درست نہیں ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۶ جلد ۵ و فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۸۵ جلد ۲)

**مسئلہ**:۔ مساجد کی وقف رقم یتیم خانہ میں بطور وقف نہیں دے سکتے۔ ایک وقف کے روپے دوسرے وقف میں استعمال کرنا جائز نہیں، ممنوع ہیں۔ درمختار میں ہے کہ دو شخص علیحدہ علیحدہ بنائیں یا ایک ہی شخص نے مسجد اور مدرسہ بنایا اور دونوں کے لیے جدا جدا (الگ الگ) وقف کیے تو قاضی کو حق نہیں ہے کہ ایک وقف کی آمدنی دوسرے وقف پر خرچ کرے۔

(درمختار مع شامی ص ۵۱۵ جلد ۳)

ہاں اگر واقف نے وقف نامہ میں تحریر کیا ہے کہ ضرورت سے زائد آمدنی سے ضرورت کے وقت غریب حاجتمند وقفوں میں امداد کریں اور کارخیر میں خرچ کریں تو واقف کی شرط کے مطابق وقف نامہ جو تحریر ہے اُس کے مطابق وقف کی امداد کرنا اور کارِ خیر میں خرچ کرنا صحیح ہوگا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۸۵ جلد ۲)

# ایک مسجد کا روپیہ دوسری مسجد میں صرف کرنا؟

**مسئلہ**:۔ ایک مسجد کے لیے مخصوص طور پر جو وقف ہو، اس کی آمدنی دوسری مسجد میں صرف کرنا جائز نہیں ہے لیکن مسجد کی آبادی کے لیے مسجد سے متعلق مدرسہ دینی قائم کرنا شرعاً

درست ہے کہ یہ بھی مصالح مسجد میں سے ہے، دنیوی مصالح مسجد میں سے نہیں، اس میں خرچ کرنا درست نہیں۔ دینی تعلیم خواہ قرآن کریم کی تعلیم ہو خواہ مسائل شرعیہ کی تعلیم ہو، اور پھر چاہے عربی زبان میں ہو چاہے اردو میں چاہے گجراتی زبانی میں ہو سب کا ایک ہی حکم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۸۶ جلد ۱۰)

## سُود کا پیسہ مسجد کی روشنی وغیرہ میں خرچ کرنا؟

**مسئلہ** :۔ ناجائز آمدنی کا پیسہ مسجد میں لگانا درست نہیں، اگر بجلی کی فٹنگ اور پنکھے میں ناجائز پیسہ لگایا گیا ہے تو جس نے لگایا ہے وہ پنکھا یہاں سے لے جائے اور حلال کمائی سے لگایا جائے، بجلی کی فٹنگ میں تار، میٹر، بلب جو کچھ بھی وہاں موجود ہے اس کو نکال کر جائز آمدنی سے لگایا جائے اور اگر ایسا کرنے میں فتنہ ہو تو مجبوراً یہ صورت کرلی جائے کہ جتنا پیسہ اس میں خرچ ہوا ہے اور وہ پیسہ سود کا تھا تو اتنا پیسہ اصل مالک کو (جس سے سود لیا تھا) اُسی کو واپس کردیا جائے، اگر اصل مالک معلوم نہ ہو تو اتنا پیسہ غریبوں کو صدقہ کردیا جائے، لیکن پہلے اس کی تحقیق بھی کرلی جائے کہ اس میں سودی رقم صرف کی گئی ہے (یا نہیں؟) اور جو نمازیں اس روشنی وہوا میں پڑھی گئی ہیں وہ درست ہوگئیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۶ جلد ۱۲)

## لاوارث کا مال مسجد میں لگانا؟

**مسئلہ** :۔ لاوارث کچھ روپیہ وغیرہ چھوڑ کر مرا اور کوئی اس کا وارث بھی نہیں ہے کہ جس پر تقسیم کیا جائے اور نہ مرنے والے نے اپنے مال سے متعلق کوئی وصیت کی اور نہ اس کا دُور نزدیک کا کوئی وارث ہے تو موجودہ حالت میں اس کے ترکہ کو مدرسہ یا مسجد میں صرف کیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۷۱ جلد ۱۲ بحوالہ درمختار ص ۴۸۸ جلد ۵ وشامی ص ۸۹ جلد ۲)

**مسئلہ** :۔ لاوارث شخص مرگیا، اس کے کفن دفن کے لیے چندہ کیا گیا، بعد کفن دفن جو کچھ چندہ بچ گیا اس کو مسجد میں خرچ کرسکتے ہیں چندہ دینے والوں کی اجازت سے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۷۹ جلد ۱۲)

## پٹے پر لی ہوئی زمین پر مسجد بنانا؟

**مسئلہ** :۔ جب کہ ننانوے سال کے پٹے کی زمین پر مسجد تعمیر کی گئی ہے۔ حکومت سے خریدی نہیں ہے، نہ حکومت نے مسلمانوں کو دی ہے کہ اسے وقف کر کے مسجد شرعی بنا لیتے، اور حکومت کو حق حاصل ہے کہ جب چاہے واپس لے لے۔ تو یہ شرعی مسجد نہیں ہے، (بلکہ) عبادت خانہ ہے، جماعت کا ثواب ملے گا، البتہ مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب نہیں ملے گا۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۲۷ جلد ۶ درمختار ص ۵۰۴ جلد ۳)

(لیکن چونکہ مجبوری ہے بغیر پٹے کے زمین ملتی نہیں تو اس لیے ثواب کی امید رکھنی چاہئے)۔

**مسئلہ** :۔ شرعی مسجد کے تحقق کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ جگہ ہمیشہ کے لیے مسجد پر وقف ہو، اگر وہ جگہ کچھ مدت کے لیے پٹہ پر لی (یا کرایہ پر لی) گئی ہے (یا مالک کی اجازت کے بغیر زمین پر غاصبانہ قبضہ کر کے مسجد بنالی ہے) تو وہ شرعی مسجد نہ ہوگی۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۲۸ جلد ۶ بحوالہ عالمگیری ص ۲۳۸ جلد ۳ و ہدایہ اولین ص ۶۲۴ کتاب الوقف و کفایت المفتی ص ۴۳ جلد ۷)

## غیر آباد میدان میں مسجد کا صرف سنگِ بنیاد رکھا؟

**مسئلہ** :۔ غیر آباد میدان اور جنگل و بیابان میں مسلم آبادی قائم کرنے اور مسلمان کو وہاں بسانے کی غرض سے وسیع قطعۂ زمین خریدا گیا اور مسجد و مدرسہ قائم کرنے کی غرض سے جگہ بھی متعین کر دی گئی اور مکانات و رہائش گاہوں کی تعمیرات کا کام بھی شروع ہونے والا تھا اس لیے تبرکاً مسجد کے سنگ بنیاد کی رسم ادا کی، اور اس کو دس سال کا عرصہ گزر جاتا ہے مگر رہائش گاہیں بنانے اور مسلمانوں کو وہاں بسانے میں کامیاب نہ ہو سکے اور نہ اس کی توقع ہے ان حالات میں صرف سنگِ بنیاد رکھنے پر جبکہ وہاں نہ اذان ہوئی اور نہ نماز پڑھی گئی اور نہ مسجد بننے اور اس کے آباد ہونے کے آثار و قرائن پائے جاتے ہیں، نہ قرب و جوار میں چھوٹی بڑی کوئی مسلم آبادی ہے، نہ اس کی مسلمانوں کو حاجت ہے، لہٰذا شرعی مسجد کے احکام (اس سنگ بنیاد پر) جاری نہ ہونگے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۸۷ جلد ۶ بحوالہ عالمگیری ص ۲۱۴ ج ۶ کتاب الکراہیہ)

## مشترکہ زمین میں مسجد بنانا؟

**مسئلہ**:۔ اگر مشترکہ زمین میں سب مالکوں کی اجازت سے مسجد بنائی گئی تو نماز جائز ہے۔ اور یہ کوشش کرنا کہ کسی ایک مسجد میں نماز نہ ہو، گناہ ہے، اور اگر نئی مسجد سب مالکوں کی اجازت کے بغیر بنی ہے تو جب تک سب مالک اجازت نہ دیں، اس میں نماز نہ پڑھی جائے۔
(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۶ جلد ۶)

## مسجد کی زمین پر قبضہ کرنا؟

**مسئلہ**:۔ اگر وہ مسجد کے لیے وقف ہے تو اس پر مالکانہ قبضہ اور غصب حرام ہے، اس قبضہ کو ہٹا کر مسجد کے قبضہ میں دینا ضروری ہے، پھر اس کی چہار دیواری بنا کر حسب مصالح مسجد کے کام میں لائیں تا کہ آئندہ ایسی نوبت نہ آئے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۸۲ جلد ۱۲)

## مسجد کی زمین میں کرایہ دار کے لیے دوکان بنانا؟

سوال:۔ ایک جگہ مسجد کی ہے اس میں کوئی دوسرا شخص دوکان بنالے اور مسجد کو سالانہ کچھ رقم مقرر کردے، بعد وصولی رقم دوکان مسجد کی ہو جائے گی، کیا یہ درست ہے؟

جواب:۔ اس کی صورت اس طرح کرلی جائے کہ مسجد کی زمین اس شخص کو کرایہ پر دیدی جائے اور کرایہ پیشگی لے کر اس سے دوکان بنوادی جائے اور جب دوکان مکمل ہوجائے تو وہ کرایہ دار کے حوالہ کردی جائے، اس طرح وہ دوکان مسجد کی ہوجائے گی اور کرایہ دار کو اتنی مدت استعمال کا حق ہوگا جس کا وہ کرایہ پیشگی ادا کر چکا ہے۔ (کرایہ دار مناسب ہو تو دکان کی توسیع بھی کرسکتے ہیں)۔

یہ بھی درست ہے کہ خالی زمین دے دی جائے جس کا کرایہ مسجد کو وہ ادا کرتا ہے اور کرایہ دار خود اس میں تعمیر کرلے، پھر جب مدت کرایہ داری ختم ہو جائے تو اپنی تعمیر ہٹالے، زمین مسجد کو دے دے، یا بعینہ تعمیر ہی مسجد کو دے دے۔ (جو خرچہ تعمیر میں ہوا وہ مسجد سے وصول کرلے)۔ خالی زمین کرایہ پر دیتے وقت یہ شرط نہ کی جائے کہ اس زمین کا کرایہ یہ ہے کہ اس پر دوکان تعمیر کرے اتنی مدت بعد وہ تعمیر مسجد کو دیدے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۸۴ جلد ۱۲)

## ایک مسجد کا روپیہ دوسری مسجد کے لیے قرض دینا؟

سوال:۔ ہمارے گاؤں کے مساجد کے ٹرسٹ الگ الگ ہیں۔ ایک مسجد میں بالکل پیسہ نہیں ہے تو کیا دوسری مسجد کے وقف سے اس کا خرچ چلا سکتے ہیں یا قرض لے سکتے ہیں؟

جواب:۔ متولی باہمی مشورہ سے ایک وقف سے دوسرے وقف کو بطور قرض حسب ضرورت رقم دے سکتے ہیں، پھر اس کی واپسی ضروری ہے، اور یہ اس وقت ہے جبکہ متولی مشترک ہو، یا کوئی منتظمہ کمیٹی مشترک ہو، وہ سب اوقاف کا انتظام کرتی ہو۔

(فتاوی محمودیہ ص ۱۷۳ جلد ۱۸ بحوالہ ردالمحتار ص ۵۷ جلد ۲)

## زمین کے کچھ حصہ پر مسجد کی نیت کرنا؟

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی زمین کے کچھ حصہ پر مسجد کی نیت کی اور عبادت خانہ کی صورت میں احاطہ کر کے نماز پڑھنی شروع کر دی، مگر اسکا دروازہ اپنی طرف ہی رکھا ابھی کوئی راستہ الگ نہیں کیا تو شرعاً مسجد ہوگی یا نہیں؟

جواب:۔ اگر وہاں لوگوں کو نماز پڑھنے کی اجازت دے دی اور اذان و جماعت ہونے لگی اور آنے جانے کا ایسا راستہ موجود ہے کہ رکاوٹ نہیں تو وہ شرعاً مسجد بن گئی ہے۔

(فتاوی محمودیہ ص ۱۷۴ جلد ۱۸ و فتاوی رحیمیہ ص ۱۰۲ جلد......)

**مسئلہ** :۔ وقفِ تام ہو جانے کے بعد اس کو منسوخ کرنے کا حق نہیں، نہ اس میں کسی قسم کے مالکانہ تصرف کا حق رہا، یعنی واقف نہ اس کو بیچ سکتا ہے اور نہ اس کو ہبہ کر سکتا ہے اور نہ اس کی وصیت کر سکتا ہے، نہ اس کو رہن رکھ سکتا ہے۔

(یعنی وقف لوجہ اللہ کرنے کے بعد واقف اس چیز کا مالک نہیں رہا، اس لیے اس کے اختیارات ختم ہو گئے ہیں۔ (رفعت قاسمی غفرلہٗ)

## غیر مسلم کا مسجد تعمیر کرانا؟

سوال:۔ ایک غیر مسلم کارخانہ دار نے کارخانہ میں مسجد تعمیر کروائی، مسلمان چھ سات سال تک اس میں نماز ادا کرتے رہے، پھر غیر مسلم مالک نے کارخانہ کو مسلمان کے

ہاتھ فروخت کر دیا، اس کے بعد بھی سات آٹھ سال تک اس میں نماز باجماعت ادا کی جاتی رہی، لیکن اب مسلمان کارخانہ دار کہتا ہے کہ میں مسجد یہاں سے ہٹا کر دوسرے کنارے پر بناؤں گا اور یہاں پر ذاتی عمارت بنانا چاہتا ہوں، کیا اس کا یہ اقدام درست ہے؟

جواب:۔ غیر مسلم اگر ثواب کا کام سمجھ کر وقف کرے تو اس کا وقف صحیح ہے، یہاں پر بھی ظاہر یہی ہے کہ اس نے نیکی سمجھ کر ہی یہ مسجد تعمیر کروائی ہے، لہٰذا مسجد شرعی بن گئی، اب مسلمان کارخانہ دار کو اسے ہٹانا جائز نہیں ہے۔ اگر غیر مسلم کا وقف صحیح تسلیم نہ کیا جائے تو بھی مسلمان کارخانہ دار کے سامنے سات آٹھ ماہ مسلسل اس جگہ نماز باجماعت ہوتی رہی اور وہ خاموش رہا، یہ خاموشی بھی دلیل رضا ہے، لہٰذا خود اس کی رضاء سے بھی یہ شرعی مسجد قرار پائی، اب اس کو ہٹانا جائز نہیں ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۴۵۲ جلد ۶)

(اگر کارخانہ میں نماز کے لیے ویسے ہی کوئی جگہ الگ کر دی جیسا کہ گھروں میں عام طور پر نماز کے لیے الگ کوئی جگہ چبوترہ وغیرہ بنالیا کرتے ہیں، باقاعدہ مسجد کی نیت نہیں ہوتی، پھر تو مالک کو حق ملکیت پہنچتی ہے، اس کو اختیار ہے کہ وہ جگہ نماز کے لیے باقی رکھے یا ختم کر دے یا دوسری کوئی جگہ الگ بنائے۔ (رفعت)

**مسئلہ**:۔ اگر کافر ثواب کی نیت سے مسجد تعمیر کرائے تو جائز ہے، البتہ اگر اس عمل کی وجہ سے مسلمانوں پر کفار کا افتخار واظہار کا اندیشہ ہو تو ان کے اس عمل کو قبول کرنا جائز نہ ہوگا۔

(احسن الفتاویٰ ص ۴۴۰ جلد ۶)

## غیر مسلم کا مسجد کے لیے زمین وقف کرنا؟

**مسئلہ**:۔ اگر غیر مسلم کے نزدیک مسجد بنانا نیک کام ہے اس لیے اس نے چندہ دیا یا زمین وقف کی ہے تو درست ہے، وہاں مسجد بنالی جائے اور وہ پیسہ بھی مسجد میں لگا دیا جائے، شامی میں وقف غیر مسلم کی بحث موجود ہے جس کا حاصل وہی ہے جو یہاں پر لکھا گیا ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۹۵ ج ۱۲)

## مقبوضہ سرکاری زمین پر مسجد؟

سوال:۔ عرصہ دراز سے ایک سرکاری زمین پر ایک خاندان قابض ہے، مگر سالانہ کرایہ سرکار کو ادا کرتے ہیں، کچھ عرصہ پہلے اس خاندان نے اسی زمین کا کچھ حصہ برائے مکتب و مسجد وقف کر دیا ہے، حکومت نے اعتراض کیا مگر جب مسجد کا نام سنا تو اجازت دیدی اور زمین کی ایک حد مقرر کر دی۔ اب مسجد بن گئی اور چھ سال سے نماز ہو رہی ہے، تو کیا یہ مسجد شرعی ہے؟

جواب:۔ یہ سب زمین مِلک سرکار تھی، جن لوگوں کے تصرف میں تھی، ان کی مملوک نہیں تھی، وہ اس کا کرایہ ادا کرتے تھے، ان کو وقف کرنے اور مسجد و مکتب بنانے کا حق نہیں تھا، لیکن جب سرکار کی طرف سے مکتب و مسجد بنانے کی اجازت ہے، پھر سرکار اس کو خالی نہ کرائے گی اور نہ کرایہ وصول کرے گی، تو اس اجازت کے بعد حسب صوابدید مصلحتِ مسجد و مکتب کے لیے جگہ متعین کر کے تعمیر درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۳۴ ج۱۸)

## مسجد کے پلاٹ کا تبادلہ کرنا؟

سوال:۔ ایک شخص نے مسجد سے دور ایک مکان کی جگہ (پلاٹ) وقف کی ہے اور وقف کرنے والا صاحب خیر وفات پا گیا، اس وقف شدہ پلاٹ کو جو مسجد سے دور ہے اس کے بدلہ میں مسجد کے قریب کوئی مکان مل جائے تو اس طرح مکان کا بدلنا شرعاً کیسا ہے؟

جواب:۔ واقف نے اگر استبدال کی اجازت دی ہو تب تو بدلنا بلا تکلف جائز ہے، اور اگر واقف نے استبدال کے متعلق کوئی وضاحت نہ کی ہو تو متولیان مسجد کا استبدال سے کیا مقصد ہے؟ اگر موجودہ جگہ سے مسجد کے لیے آمدنی ہوتی ہو اور متولیانِ مسجد زائد آمدنی کے لیے جگہ بدلنا چاہتے ہوں تب تو بدلنا جائز نہیں ہے، اور اگر اس خالی پلاٹ سے فی الحال کوئی آمدنی نہ ہو اور استبدال صرف مسجد کے مفاد کے لیے ہو مثلاً مسجد کے قریب جگہ ہوگی تو وسیع مسجد بنا سکیں گے یا وہ جگہ محفوظ رکھیں گے اور آئندہ توسیع کے کام آسکے گی یا اس جگہ سے متعلق وضو خانہ، پیشاب خانہ یا امام صاحب کا کمرہ بنانا مقصود ہو تو استبدال کی گنجائش ہو سکتی ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص۲۳۴ ج۱۰ و فتاویٰ محمودیہ ص۲۵۲ جلد ۱۸)

## مسجد کے وقف مکان کو بیچنا؟

**مسئلہ** :۔ جو مکان مسجد کے لیے وقف ہو، اس کو فروخت کرنے کے لیے سنی سینٹرل بورڈ کی اجازت کافی نہیں۔ وقف شدہ مکان کی بیچنے کا حق نہیں ہے۔ (اگر متولی نے وقف بورڈ سے اجازت لے کر بیچ دیا تو متولی صاحب سے مطالبہ کیا جائے کہ اس کو کیوں فروخت کیا، یہ تو فروخت کے قابل نہیں ہے اور بیع کو فسخ کر کے حسب سابق مکان کو وقف کر دیا جائے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۳۰۲ جلد ۱۵)

## مغصوبہ زمین پر مسجد بنانا؟

**مسئلہ** :۔ دوسرے کی زمین میں بغیر اجازت مالک کے مسجد بنانا جائز نہیں ہے اور اس میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ نیز دوسرے کی زمین پر مسجد کے لیے دوکان بنانا اور اس کی آمدنی کو مسجد میں خرچ کرنا بھی ناجائز ہے، خواہ مسلم کی زمین ہو یا غیر مسلم کی، بلکہ غیر مسلم کی زمین میں بغیر اجازت تصرف کرنا اور بھی زیادہ گناہ ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۸ جلد ۶)

## بلا ضرورت مسجد کو منہدم کرنا؟

**مسئلہ** :۔ جو مسجد کہ شرعاً مسجد بن چکی ہو اسکو بلا ضرورت شدیدہ مثلاً جگہ کی تنگی و کہنگی کی وجہ سے توڑ کر از سرِ نو تعمیر کرنا جائز ہے، لیکن ویران کرنا کسی حالت میں بھی جائز نہیں ہے۔

اگر متولی نے واقعی اغراضِ دنیویہ کی وجہ سے دوسری مسجد بنوائی ہے اور پہلی مسجد کو ویران کرنا مقصود تھا اور للّٰہیت مقصود نہ تھی تو یہ مسجد ضرار کے ساتھ لاحق ہے البتہ اگر وہ مسجد حلال مال سے بنائی گئی ہے اور شرعی طور پر وقف ہو چکی ہے تو نماز پڑھنا اس میں درست ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۶ جلد ۶ و ص ۲۸۰ جلد ۱۲)

**مسئلہ** :۔ دوسری مسجد جبکہ ضرورت کی وجہ سے بنائی گئی ہے اور مالکِ زمین نے بخوشی وہ جگہ مسجد کے لیے دے دی اور اس پر باقاعدہ نماز و جماعت ہونے لگی اور مالکِ اصلی کا مالکانہ قبضہ اس پر نہیں رہا تو وہ شرعی مسجد بن گئی وہ مسجد ضرار کے حکم میں داخل نہیں ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۸ جلد ۶)

## مسجد کی زمین کو امام نے اپنے نام کرالیا تو؟

**مسئلہ** :۔ اگر وہ زمین وقف ہے تو اس پر کسی کا مالکانہ قبضہ جائز نہیں، بلکہ غصب ہے، امام کے ذمہ ضروری ہے کہ فوراً یہ مالکانہ قبضہ اُٹھالیں اور زمین مسجد کے نام کردیں، ورنہ آخرت میں بازپُرس ہوگی اور (ایسے) امام صاحب کی امامت مکروہ تحریمی ہوگی اور وہ امامت سے الگ کیے جانے کے قابل ہونگے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۱۱ جلد ۱۵)

## مسجد کے لیے وقف شدہ زمین میں اسکول یا قبرستان بنانا؟

سوال :۔ ایک شخص نے اپنی زمین مسجد کے نام ہبہ کردی، اس کی زندگی میں جامع مسجد بنادی گئی، باقی حصہ اسی وقت سے بطور صحن کے استعمال ہوتا ہے، معلوم یہ کرنا ہے کہ اس کے انتقال کے بعد اس صحن کو اسکول یا قبرستان کے لیے وارثین بانی مسجد یا متولی یا نمازیوں کے لیے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب :۔ ناجائز ہے، جس کام کے لیے واقف نے وہ قطعہ زمین وقف کیا ہے اس کے خلاف استعمال کرنا جائز نہیں ہے اور اس کو اور دیگر نمازیان وغیرہ کسی کو بھی شرعاً یہ حق نہیں ہے کہ واقف کی غرض کے خلاف کسی دوسرے کام میں اس وقف کو صرف کریں یا منتقل کریں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۰ جلد ۶)

## طوائف کا زمین کا مسجد کے لیے وقف کرنا؟

**مسئلہ** :۔ اگر وہ زمین حرام آمدنی کی اور فعل حرام کے عوض کی نہیں ہے تو اس کا وقف کرنا اور اس کی آمدنی کو مسجد میں صرف کرنا شرعاً درست ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۳۱۲ ج ۱۵، کفایت المفتی ص ۸۷ ج ۷)

## جو جگہ مدرسہ کی نیت سے خریدی اس کو مسجد کے لیے وقف کرنا؟

**مسئلہ** :۔ مدرسہ یا انجمن کی نیت سے خریدنے کے بعد بھی وہ جگہ خریدار کی ملک میں ہے،

محض نیت سے مدرسہ یا انجمن پر وقف نہیں ہوئی۔ اب اگر اس (خریدار مالک) کے نزدیک مسجد کے لیے وقف کرنا زیادہ مفید ہو تو مسجد کے لیے وقف کردینے کا اس کو حق ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۳۳۵ جلد ۱۵)

## مدرسہ کی عمارت پر مسجد بنانا؟

سوال:۔ ایک شخص نے مدرسہ کی عمارت میں اوپر کی منزل پر مسجد بنوائی ہے کہ محلّہ کی مسجد میں لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ طلباء شور و پکار کرتے ہیں، کیا یہ شرعاً مسجد کے حکم میں ہے یا نہیں؟

جواب:۔ یہ شرعی مسجد نہیں ہے جبکہ تحتانی (نیچے کی) منزل مدرسہ کی ہے۔ یہاں نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب نہیں ہوگا۔ مگر نماز ادا ہو جائے گی۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۸۹ جلد ۱۵)

## مسجد کے باہر افتادہ زمین پر دوکانیں بنانا؟

**مسئلہ:۔** مسجد کے قریب کچھ جگہ عامۃً مصالح مسجد کے لیے چھوڑ دی جاتی ہے، ایسا ہی حال اس جگہ کا معلوم ہوتا ہے (کہ مسجد کے باہر کنواں وغیرہ تھا) خاص کر جب کوئی اس کی ملکیت کا مدعی بھی نہیں، تو ایسی حالت میں اس جگہ پر مصالح مسجد کے لیے متفقہ رائے سے دوکانیں وغیرہ بنا دینا شرعاً درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۸ جلد ۱۷)

**مسئلہ:۔** مسجد کی زمین امام یا مؤذن کی تنخواہ میں بونے کے لیے دینا، اس معاملہ پر امام یا مؤذن رضامند ہو جائیں اور مسجد کو نقصان نہ ہو تو یہ بھی درست ہے (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۰ ج ۱۷)

## مصالح مسجد کے لیے دی گئی زمین کو فروخت کرنا؟

**مسئلہ:۔** جو زمین (مسجد کے لیے) وقف کر دی گئی ہے، اس کو فروخت کرنے کا حق نہیں، نہ متولی کو نہ واقف کو، نہ واقف کے ورثاء کو، جو زمین مصالح مسجد کے لیے دی گئی اس کو تعمیرِ مسجد کے لیے متولی واقف، (واقف نہ ہو تو اس کے ورثاء) اور اہلِ محلّہ سب باہمی مشورہ سے فروخت کرنا چاہیں تو اس کی اجازت ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۳۰ جلد ۱۸ بحوالہ در مختار ص ۳۶۷ جلد ۳)

## مسجد کے نام وقف زمین کو تبدیل کرنا؟

سوال: ۔ ایک زمین مسجد کے نام وقف ہے جو مسجد سے الگ کچھ فاصلہ پر ہے، مسجد کو اس سے فائدہ کی کوئی صورت نہیں ہے، ایک صاحب کو مکان بنانے کے لیے اس زمین کی ضرورت ہے اور وہ صاحب، زراعت والی زمین اس کے بدلہ میں دوگنی مسجد کو دے رہے ہیں، اس سے مسجد کی آمدنی بڑھ جائے گی تو یہ تبدیلی شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ نیز زائد زمین لینا سود تو نہیں؟

جواب: ۔ اگر اس زمین سے مسجد کو نفع حاصل ہونے کی کوئی صورت نہیں تو تبدیل کرنا اور نفع والی زمین مسجد کیلئے حاصل کرنا درست ہے، اس زمین کے زائد ہونے کی وجہ سے سود نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۴۶ جلد ۱۸)

## سرکاری زمین پر بغیر اجازت مسجد بنانا؟

سوال: ۔ ہمارا مکان لب سڑک ہے، اس کے سامنے ہمارا صحن ہے جو کہ گورنمنٹ کی زمین کہی جاتی ہے اور نشاندہی کی وجہ سے حکومت کی زمین کہی جاتی ہے، اس زمین ہم نے مسجد کی بنیاد ڈال دی ہے جو ابھی تک چبوترہ کی شکل میں ہے جس میں پانچوں وقت نماز باجماعت ہو رہی ہے، تو اس زمین کو مسجد بنانا کیسا ہے؟

جواب: ۔ جبکہ وہ زمین حکومت کی ملک ہے اور اسکی حدود میں ہے تو مسجد بنانے کے لیے گورنمنٹ سے باقاعدہ اجازت حاصل کر لی جائے۔ بلا اجازت مسجد بنانے میں خطرہ واندیشہ ہے شرعاً بھی، قانوناً بھی۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۹۷ جلد ۱۰)

**مسئلہ:** ۔ بحالت موجودہ (سرکاری زمین پر بغیر اجازت کے مسجد بنائی گئی تو اجازت حاصل کرنے کی کوشش کرنے کے ساتھ ساتھ) اس عبادت گاہ کا احترام مسجد ہی کی طرح کیا جائے گا اور اس میں کوئی کام خلاف احترام مسجد نہ کیا جائے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ وہاں نماز پڑھنے کا ثواب بھی مسجد ہی کا ملے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۹۹ جلد ۱۰)

**مسئلہ:** ۔ غصب شدہ جگہ پر مسجد تو نہیں بن سکتی ہے، جب تک مالک سے اس کی اجازت نہ

لے لی جائے، نیز حکومت کے کسی دفتر یا ادارہ پر قبضہ کر کے اس کو مسجد میں شامل کرنا بھی (یعنی مسجد بنا دینا) غصب ہے۔ (آپ کے مسائل ص۱۳۴ ج ۳)

**مسئلہ:۔** بلا اجازت غیر مسلم کی جگہ پر مسجد و مدرسہ بنانا صحیح نہیں، اگر بنالیا تو اس غیر مسلم (مالک) کو حق ہے کہ اپنی زمین سے مسجد اور مدرسہ اٹھا دے، اگر مسلمان مسجد و مدرسہ کو باقی رکھنا چاہتے ہیں تو غیر مسلم کو اس کی قیمت دے کر رضامندی سے خرید لیں۔

(آپ کے مسائل ص۱۳۴ جلد ۳ و نظام الفتاوی ص۳۱۱ جلد ۱)

## افتادہ زمین پر مسجد بنانا؟

سوال:۔ ایک تالاب دھوبیوں کو الاٹ کیا گیا، تالاب کے پاس کچھ افتادہ زمین ہے ہم نے اس پر چھت ڈال رکھی ہے اور پانچویں وقت کی نماز اس میں پڑھتے ہیں۔ حکومت کے کاغذات میں بھی یہ جگہ مسجد ہی لکھی ہے، کچھ لوگ اس کو ناجائز بتلاتے ہیں، شرعی حکم کیا ہے؟

جواب:۔ اگر وہ زمین کسی خاص شخص کی ملک نہیں بلکہ افتادہ ملک سرکار ہے۔ اور سب کی اجازت اور رضامندی سے وہاں پر اذان و جماعت ہو رہی ہے اور سرکار نے اس کو مسجد تسلیم کر لیا ہے تو اس زمین کو غصب کہنا درست نہیں۔ جو شخص اس کے مسجد ہونے میں رکاوٹ ڈالتا ہے وہ غلطی پر ہے، اس کو ایسا کرنا نہیں چاہئے مسلمان وہاں باقاعدہ مسجد بنالیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۰۱ جلد ۱۸)

## مدرسہ کے لیے مسجد کی زمین پر تعمیر کرنا؟

سوال:۔ کیا مسجد کی زمین پر مسجد کے روپے سے تعمیر کر کے بلا کسی معاوضہ کے مدرسہ کے تصرف میں لینا جائز ہے؟

جواب:۔ مسجد کی زمین پر مسجد کے روپے سے عمارت تعمیر کر کے بلا کسی معاوضہ کے مدرسہ کے تصرف میں لانا جائز نہیں، مدرسہ کے فنڈ سے جداگانہ تعمیر کی جائے، مسجد کی زمین پر تعمیر کرنا ہو تو مشورہ کے بعد اس کا کرایہ مقرر کر کے تعمیر کریں۔ زمین مسجد کی رہے اور تعمیر مدرسہ کی رہے، اور زمین کا کرایہ مدرسہ کی طرف سے مسجد کو دیا جائے۔ یا تعمیر بھی مسجد کے

روپے سے ہو تو پھر وہ تعمیر بھی مسجد ہی کی ہوگی اور مدرسہ کرایہ دیتا رہے گا۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۷۷ جلد ۴)

## گھر کو مسجد بنا دینا؟

سوال:۔ زید نے اپنے ذاتی مکان کے بارے میں عام مسلمانوں کے روبرو عدالت میں اقرار نامہ بنوا کر دیا ہے کہ اس وقت سے ہمیشہ کے لیے عام طور پر میرے مکان کے اندر باجماعت نماز پنج وقتہ پڑھنے کا حق ہے اور میری بیوی جب تک زندہ ہے مکان کے اس کونہ میں رہے گی، بقیہ تمام مکان پر کل مسلمانوں کا حق رہے گا۔ چنانچہ عام مسلمان پنج وقتہ نماز اس مکان میں جا کر ادا کرتے رہے۔ زید کے انتقال کے بعد اس کی بیوی اور اس کے بعض اعزا نماز پڑھنے میں حائل ہیں اور اس کو اپنا مکان بنا کر قابض ہونا چاہتے ہیں۔ کیا حکم ہے؟

جواب:۔ زید نے بحالتِ صحت وتندرستی اس مکان کو مسجد بنا دیا اور اس کا راستہ بھی الگ کر کے اس سے اپنا قبضہ ہٹا لیا اور عام مسلمانوں کو اجازت دے دی، اور انہوں نے باقاعدہ اس میں اذان وجماعت شروع کر دی تو شرعاً وہ مسجد بن گئی۔ اب زید کی بیوی یا کسی اور کا اس پر حق نہیں رہا، جو دعویٰ کرے وہ لغو اور باطل ہے، اگر مرض الموت کی حالت میں اس مکان کو مسجد بنا لیا تو وہ وصیت کے حکم میں ہے اور ایک تہائی میں وصیت جاری ہوگی اور دو تہائی ورثاء کی اجازت پر موقوف ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۴ جلد ۶ بحوالہ عالمگیری ص ۴۲۸ جلد ۴)

**مسئلہ**:۔ مسجد کسی کی مِلک نہیں ہوتی (جو محلّہ والے محلّہ کی مسجد کو اپنی ملکیت سمجھتے ہوں تو) اور کسی کے سمجھنے سے اسمیں کچھ تغیر نہیں ہوتا۔ پس نماز اسمیں صحیح ہے اور ثواب مسجد کا حاصل ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۴۹ جلد ۴ بحوالہ رد المختار ص ۵۱۰ ج ۳)

## جب مالک کی اجازت سے اذان و جماعت ہونے لگے تو وہ مسجد بن گئی

سوال:۔ زید کی مملوکہ زمین میں باجازتِ زید عام قوم نے اپنے چندہ سے مسجد کی تعمیر کرا دی، چند سال تک اس میں نماز باجماعت ہوتی رہی، اب زید کہتا ہے کہ میں نے

وقف نہیں کیا، خواہ میں کسی کو نماز پڑھنے دوں یا نہ پڑھنے دوں اور مسجد بند کردوں۔ کیا اس کو نمازیوں کو مسجد کے اندر نماز پڑھنے یا روکنے کا حق ہے یا نہیں؟

جواب:۔ جب زید کی اجازت سے مسجد بنائی گئی ہے اور اس میں نماز جماعت کے ساتھ ہوتی رہی اور پھر بھی زید نے منع نہیں کیا تو شرعاً وہ مسجد بن گئی، اب زید کو حق نہیں کہ وہ کسی کو نماز پڑھنے سے روکے یا اس کو بند کرے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۷۰ ج ٦ بحوالہ رد المحتار ص ٦٨٦ جلد ۱)

**مسئلہ**:۔ جب کہ مسجد بنائی اور زبانی وقف کر کے لوگوں کو نماز پڑھنے کی اجازت دے دی اور وہاں اذان و جماعت ہونے لگی اور اپنی ملک سے اس مسجد کا راستہ وغیرہ الگ کر دیا تو وہ بالاتفاق شرعی مسجد بن گئی، اگرچہ تحریرِ وقف نامہ کی نوبت نہ آئی ہو، وہاں نماز دوسری مسجدوں کی طرح بلا تامل درست ہے، واقف کے ورثاء کو اس میں کوئی ایسا تصرف درست نہیں جو وقف کے خلاف ہو، اور بطور وراثت مِلک کا دعویٰ کرنا غلط ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۹۳ جلد ۱۰)

**مسئلہ**:۔ کسی جگہ کے مسجد ہونے کے لیے یہ باتیں ضروری نہیں:۔

(۱) واقف نے جو صحیح طور پر زمین کا مالک تھا اور وقف کرنے کا شرعی اختیار رکھتا تھا اس کو مسجد کے لیے وقف کیا ہو خواہ وہ زمین عمارت سے خالی ہو یا عمارت ہو۔

(۲) اسکو اپنی مِلک سے ایسی طرح پر علیحدہ کر دیا ہو کہ کسی دوسرے شخص کا یا واقف کا کوئی حق متعلق نہ رہے۔

(۳) وقف کر کے اس کو متولی کے سپرد کر دیا ہو یا واقف کی اجازت سے اس میں ایک مرتبہ بھی نمازِ باجماعت ہو گئی ہو۔ جس زمین یا عمارت میں یہ باتیں متحقق ہو جائیں وہ مسجد ہو جائے گی۔ ان میں سے پہلی بات یعنی مسجدیت کے لیے وقف کرنا وقف کی نیت سے متعلق ہے، اگر نیت کی تصریح موجود ہو جب تو کوئی اشکال نہیں، لیکن اگر تصریح نہ ہو تو پھر قرائن سے اس کی نوعیت متعین کی جا سکتی ہے۔ (کفایت المفتی ص ۱۵۲ جلد ۳)

## مسجد کا نقشہ غیر مسلم سے تیار کرانا؟

**مسئلہ** :۔ مساجد سے متعلق جو خدمات ہوں، وہ مسلمان سے لینا بہتر ہیں، خاص کر جب اندیشہ ہو کہ اگر غیر مسلم سے خدمات لی گئیں تو وہ آئندہ مسلمانوں پر احسان جتائیں گے، یا کوئی دینی مفسدہ ہو، چنانچہ مساجد کے لیے کفار کے چندہ کے سلسلہ میں یہ ہے کہ غیر مسلم چندہ دینے والا اپنے اعتقاد کے اعتبار سے چندہ دینے کو قربت سمجھتا ہو تو اس کا چندہ لیا جا سکتا ہے، لیکن اگر یہ احتمال ہو کہ وہ آئندہ مسلمانوں پر احسان جتائے گا تو اس وقت بہتر یہ ہے کہ ان کا چندہ نہ لیا جائے۔

لیکن صورت مسئولہ میں جب کہ مسلمان آرکیٹکٹ (ماہرِ تعمیرات) استطاعت سے زائد حق المحنت طلب کر رہا ہے اور غیر مسلم مناسب اجرت پر کام کرنے پر تیار ہے تو چونکہ غیر مسلم کو اجرت دے کر اس سے کام لیا جا رہا ہے تو وہ بمنزلہ ایک ملازم کے ہوا جس سے یہ احتمال ختم ہو جاتا ہے کہ وہ آئندہ مسلمانوں پر احسان جتائے گا، ان حالات میں غیر مسلم ماہرِ تعمیرات سے نقشہ وغیرہ کی خدمت لی جا سکتی ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص۲۳۲ جلد۱۰ بحوالہ امداد الفتاویٰ ص۲۹۰ جلد۲)

## غیر مسلم سے مسجد کی بنیاد رکھوانا؟

**مسئلہ** :۔ غیر مسلم اگر معمار ہو یا انجینئر ہو اور سمت سے خوب واقف ہو اور اسلام کی تقریب یا اعزاز کی نیت ہو، اس سے بنیاد مسجد کی رکھوانا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۳۲ جلد۱۸)

## مسجد کی بنیاد رکھتے وقت کی دُعا

(ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم) (فتاویٰ محمودیہ ص۴۸۶ جلد۱)

(لیکن مناسب یہ ہی ہے کہ مسلمان متقی پرہیزگار ہی مسجد کی بنیاد رکھیں، یعنی مسجد کی نیو کھود کر پہلی اینٹ جو رکھیں وہ اس کے اہل ہوں، اور یہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کی دعاء قرآنی جو کہ خانۂ کعبہ تعمیر کرتے ہوئے پڑھتے رہے، زبان سے ادا کریں (محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

# کیا مسجد کی بنیاد رکھتے ہی مسجد کا حکم ہوگا؟

سوال:۔ مسجد کی پوری عمارت تعمیر ہونے کے بعد مسجد کہا جائے گا یا صرف بنیاد کا پڑنا ہی کافی ہے، اگر بنیاد ہی کافی ہے تو ایسی مساجد میں جن کی صرف بنیاد ہی پڑی ہو، اس میں وضوء کرنا، غسل کرنا، جانوروں کو چرانا یا معماروں کا بیڑی سگریٹ پینا کیسا ہے؟

جواب:۔ جس کی وہ زمین ہے اگر اس نے مسجد بنانے سے پہلے لوگوں کو وہاں اذان، نماز، جماعت کی اجازت دے دی اور یہ نیت کرلی کہ یہاں ہمیشہ اذان، نماز، جماعت، ہوا کرے گی اور اسکو مسجد قرار دے دیا تو وہ شرعی مسجد بن گئی، اب جو چیزیں مسجد میں منع ہیں وہاں بھی منع ہیں، مسجد کا پورا احترام لازم ہے۔ (عالمگیری ص ۳۳۸ جلد ۳)

اور اگر ایسا نہیں کیا ہے بلکہ نیت یہ ہے کہ تعمیر مکمل ہونے کے بعد اذان، نماز، جماعت شروع کی جائے گی اور اسی وقت اس کو مسجد قرار دیا جائے گا تو اس پر مسجد کا حکم تکمیل عمارت کے بعد جاری ہوگا۔ (فتاوی محمودیہ ص ۴۹۸ جلد اول، و آپ کے مسائل ص ۱۵۵ جلد ۳)

# مساجد کی حدود واضح ہونی چاہئیں

بعض مساجد میں تو ضروریات مسجد والا حصہ اصل مسجد سے بالکل الگ اور ممتاز ہوتا ہے، جس کی پہچان مشکل نہیں ہوتی، لیکن بعض مساجد میں یہ حصہ اصل مسجد سے اس طرح متصل (ملا ہوا) ہوتا ہے کہ ہر شخص اسے نہیں پہچان سکتا جب تک بانی مسجد صراحۃً نہ بتائے کہ یہ حصہ مسجد نہیں ہے اس وقت تک اس کا پتہ نہیں چلتا۔

لہٰذا جب کسی شخص کا کسی مسجد میں اعتکاف کرنے کا ارادہ ہو تو اسے سب سے پہلے کام یہ کرنا چاہئے کہ مسجد کے بانی یا اس کی متولی سے مسجد کی ٹھیک حدود معلوم کرے، اور مسجد والوں کو بھی چاہئے کہ وہ مسجد کی حدود کو حتی الامکان واضح اور ممتاز رکھیں، اور بہتر یہ ہے کہ ہر مسجد میں ایک نقشہ مرتب کر کے لٹکا دیا جائے، جس میں حدود واضح کردی گئی ہوں، ورنہ کم از کم بیسویں روزے کو جب معتکفین حضرات مسجد میں جمع ہو جائیں تو انہیں زبانی طور پر سمجھا دیا جائے کہ مسجد کی حدود کہاں سے کہاں تک ہیں۔

جن مسجدوں میں وضوخانے اصل مسجد سے بالکل متصل ہوتے ہیں، وہاں عام طور سے لوگ وضوخانوں کو بھی مسجد کا حصہ سمجھتے ہیں اور اعتکاف کی حالت میں وہاں پر بے کھٹکے آتے جاتے رہتے ہیں، خوب سمجھ لینا چاہئے کہ اس طرح سے اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے، وضوخانے مسجد کا حصہ نہیں ہوتے، اور معتکف کے لیے وہاں شرعی ضرورت کے بغیر جانا جائز نہیں ہے، لہٰذا اعتکاف میں بیٹھنے سے پہلے منتظمین مسجد کی مدد سے واضح طور پر یہ معلوم کرلینا ضروری ہے کہ مسجد کی حدود کہاں ختم ہوگئی ہیں اور وضوخانے کے حدود کہاں سے شروع ہوتی ہیں۔ اسی طرح مسجد کی سیڑھیاں جن پر چڑھ کر لوگ مسجد میں داخل ہوتے ہیں وہ بھی عموماً مسجد سے خارج ہوتی ہیں، اس لیے معتکف کو شرعی ضرورت کے بغیر وہاں جانا بھی جائز نہیں ہے۔ بعض مساجد کے صحن میں جو حوض بنا ہوتا ہے وہ بھی مسجد سے خارج ہوتا ہے لہٰذا اس کے بارے میں بھی یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ حوض کے قریب مسجد کی حدود کہاں تک ہیں؟ اور حوض کی حدود کہاں سے شروع ہوتی ہیں؟

جن مساجد میں نماز جنازہ پڑھنے کی جگہ الگ بنی ہوتی ہے وہ بھی مسجد سے خارج ہوتی ہے، معتکف کو وہاں جانا بھی جائز نہیں ہے۔

بعض مساجد میں امام کی رہائش کے لیے مسجد کے ساتھ ہی کمر بنا ہوتا ہے، یہ کمرہ بھی مسجد سے خاج ہوتا ہے، اس میں معتکف کو جانا جائز نہیں ہے۔

بعض مسجدوں میں ایسا کمرہ امام کی رہائش کے لیے تو نہیں ہوتا، لیکن امام کی تنہائی کی ضرویات کے لیے بنایا جاتا ہے، اس کمرہ کو بھی جب تک بانی مسجد نے مسجد قرار نہ دیا ہو اس وقت تک اسے مسجد نہیں سمجھا جائے گا۔ اور معتکف کو اس میں بھی جانا جائز نہیں ہے، ہاں اگر بانی مسجد نے اس کے مسجد ہونے کی نیت کرلی ہو تو پھر معتکف اس میں جاسکتا ہے۔

بعض مساجد میں اصل مسجد کے بالکل ساتھ بچوں کو پڑھانے کے لیے جگہ بنائی جاتی ہے، اس جگہ کو بھی جب تک بانی مسجد نے مسجد قرار نہ دیا ہو اس وقت تک معتکف کے لیے اس میں جانا جائز نہیں ہے۔

بعض مسجدوں میں مسجد کی دریاں، صفیں، چٹائیاں اور دیگر سامان رکھنے کے لیے

الگ کمرہ یا کوئی جگہ بنائی جاتی ہے، اس جگہ کا حکم بھی یہی ہے کہ جب تک بنانے والے (بانی مسجد) مسجد نے اسے مسجد قرار نہ دیا ہو، یہ جگہ مسجد نہیں ہے اور معتکف اس میں نہیں جا سکتا۔

اس تفصیل سے واضح ہوا ہوگا کہ اعتکاف کرنے کے لیے مسجد کی حدود کو معین کرنا کس قدر ضروری ہے، لہٰذا معتکف کو اعتکاف شروع کرنے سے پہلے منتظمین مسجد سے حدودِ مسجد کو اچھی طرح معین کرالیں، پھر جب مسجد کی حدود معلوم ہو جائیں تو اس کے بعد اعتکاف کے دوران شرعی ضرورت کے بغیر ان حدود سے ایک لمحے کے لیے بھی باہر نہ نکلیں، ورنہ اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (احکام اعتکاف ص ۳۵/ از مولانا محمد تقی عثمانی پاکستان)

## محلّہ والوں کی ذمہ داری

(۱) ہر محلے والوں کی ذمی داری ہے کہ وہ پہلے سے یہ تحقیق کریں کہ ہماری مسجد میں کوئی شخص اعتکاف میں بیٹھ رہا ہے یا نہیں؟ اگر کوئی آدمی نہ بیٹھ رہا ہو تو فکر کر کے کسی کو بٹھائیں۔

(۲) لیکن کسی شخص کو اجرت دے کر اعتکاف میں بٹھانا جائز نہیں، کیونکہ عبادت کے لیے اُجرت دینا اور لینا دونوں ناجائز ہیں۔ (شامی)

(۳) اگر محلے والوں میں سے کوئی شخص بھی کسی مجبوری کی وجہ سے اعتکاف میں بیٹھنے کے لیے تیار نہ ہو تو کسی دوسرے محلے کے آدمی کو اپنی مسجد میں اعتکاف کرنے کے لیے تیار کرلیں۔ دوسرے محلے کے آدمی کے بیٹھنے سے بھی اس محلے والوں کی سنت انشاءاللہ ادا ہو جائے گی۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۵۱۲ جلد ۶)

اعتکاف کا رکن اعظم یہ ہے کہ انسان اعتکاف کے دوران مسجد کی حدود میں رہے، اور حوائج ضروریہ کے سوا (جن کی تفصیل آگے آرہی ہے) ایک لمحے کے لیے بھی مسجد کی حدود سے باہر نہ نکلے کیونکہ اگر معتکف ایک لمحے کے لیے بھی شرعی ضرورت کے بغیر حدودِ مسجد سے باہر چلا جائے تو اس سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (احکام اعتکاف ص ۳۳ از مولانا محمد تقی عثمانی)

## حُدودِ مسجد کا مطلب

بہت سے لوگ حدودِ مسجد کا مطلب نہیں سمجھتے، اور اس بنا پر ان کا اعتکاف ٹوٹ

جاتا ہے، اس لیے خوب اچھی طرح سمجھ لیجئے گا کہ حدودِ مسجد کا مطلب کیا ہے؟

عام بول چال میں تو مسجد کے پورے احاطے کو مسجد ہی کہتے ہیں، لیکن شرعی اعتبار سے یہ پورا احاطہ مسجد ہونا ضروری نہیں ہے، بلکہ شرعاً صرف وہ حصہ مسجد ہوتا ہے جسے بانی مسجد نے مسجد قرار دے کر وقف کیا ہو۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ زمین کے کسی حصے کا مسجد ہونا اور چیز ہے اور مسجد کی ضروریات کے لیے وقف ہونا اور چیز شرعاً مسجد صرف اتنے حصے کو کہا جائے گا جسے بنانے والے نے مسجد قرار دیا ہو یعنی نماز پڑھنے کے سوا اس سے کچھ مقصود نہ ہو، لیکن تقریباً ہر مسجد میں کچھ حصہ ایسا ہوتا ہے جو شرعاً مسجد نہیں ہوتا، لیکن مسجد کی ضروریات کے لیے وقف ہوتا ہے، مثلاً وضو خانہ، غسل خانہ، استنجاء کی جگہ، نمازِ جنازہ پڑھنے کی جگہ، امام کا کمرہ، گودام، پانی گرم کرنے کی جگہ وغیرہ، اس حصے پر شرعاً مسجد کے احکام جاری نہیں ہوتے، چنانچہ ان حصوں میں جنابت (ناپاکی) کی حالت میں جانا بھی جائز ہے، جبکہ اصل مسجد میں ناپاک کا داخل ہونا جائز نہیں، اس ضروریات والے حصے میں معتکف کا جانا بالکل جائز نہیں ہے، بلکہ اگر معتکف اس حصے میں شرعی عذر کے بغیر ایک لمحے کے لیے بھی چلا جائے تو اس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے، (احکام اعتکاف از مولانا محمد تقی عثمانی ص ۳۳)

**مسئلہ**:۔ حدِ مسجد وہ جگہ ہے جس کو نماز کے لیے متعین کر دیا گیا ہو، وہاں بلا غسل جانا منع ہے، وضو کی جگہ عام طور پر خارجِ مسجد ہوتی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۱ جلد ۱۵)

مسجد کے فرش (صحن) پر پیر رکھتے ہی اعتکاف کی نیت مناسب ہے۔

## سڑک کی توسیع میں مسجد کا دے دینا؟

سوال:۔ ہمارے یہاں لب سڑک مسجد تعمیر شدہ ہے، یہاں کی سرکار اس سڑک کو کشادہ کرنا چاہتی ہے، جس کے تحت سڑک میں آدھی مسجد چلی جائے گی اور آدھی باقی رہ جائے گی۔ یہاں کے ایک غیر مسلم سیٹھ صاحب نے بھی یہ مشورہ دیا ہے کہ مسجد کے شمال میں ہماری جگہ ہے، جتنی جگہ مسجد کی جاتی ہے وہ روڈ (سڑک) میں دے دو اور اتنی جگہ میں (تم کو مسجد کے لیے) شمال کی جانب دیتا ہوں، تم لوگ شمال کی جانب مسجد کو کشادہ کرلو، یہ بات

بھی مدِ نظر رہے کہ حکومت معلوم نہیں بعد میں کس طرح سے پیش آئے؟

جواب: ۔ جو جگہ ایک دفعہ شرعی مسجد بنادی گئی وہ ساری عمر کے لیے مسجد ہوگئی، اس کو فروخت کرنا یا اس کا تبادلہ کرنا یا اس کا کوئی اور مکان، دوکان، مدرسہ، مسافر خانہ وغیرہ بنانا وہاں کھیتی کرنا، مُردے دفن کرنا بالکل جائز نہیں ہے۔ صورت مسئولہ میں اگر مسجد کا کچھ حصہ حکومت (زبردستی جبراً) لینا چاہتی ہے تو اس سے بیع وغیرہ کا معاملہ نہ کیا جائے اور نہ اس سے لڑائی کی جائے، نہ اشتعال انگیزی کی جائے اور نہ سیٹھ صاحب سے تبادلہ کی بات کی جائے۔ جب حکومت اپنی منشاء کے مطابق جگہ لے لے اور سیٹھ صاحب اپنی زمین توسیع کے لیے دے دیں اور وہ اس کار خیر سمجھ کر دیں تو اس کو لے کر مسجد میں شامل کرلیں، بحالتِ مجبوری یہی صوررت مناسب ہے۔ درمختار اور بحر وغیرہ میں غیر مسلم کے وقف کی بحث بھی مذکور ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص۱۲۷ جلد۱۸ اباب احکام المساجد)

**مسئلہ**: ۔ حتی الامکان مسجد کو اپنی حالت پر برقرار رکھنے کی سعی بلیغ کی جائے اور محفوظ کردی جائے کہ بے ادبی سے مصئون اور محفوظ رہے، اگر سامان ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو اُسے دوسری مسجد کے لیے ہٹالیا جائے، اور اگر عمارت توڑ دیئے جانے کا یقین ہو تو اُسے بھی توڑ کر دوسری مسجد (قریب) کے لیے رکھ لیا جائے اور اصل جگہ محصور کرلی جائے تاکہ بے حرمتی سے محفوظ رہ سکے۔ اگر مسجد کی زمین کو حکومت کسی حال میں بھی باقی رکھنا نہیں چاہتی تو اگرچہ بصورت مجبوری ان کے ہاتھ فروخت کردینے کی گنجائش ہے (اس بات کے مجاز اصل واقف یا اس کے ورثاء ہیں اور اگر وارث معلوم نہ ہوں تو اہلِ محلّہ ہیں) مگر اس صورت میں مسجد فروخت کرنے کی مثال قائم ہو جائے گی اور دوسری جگہ کی حکومتیں اور دوسری قومیں اس سے ناجائز فائدہ اٹھائینگی۔ لہٰذا اگر نقصان قابلِ برداشت ہو تو فروخت نہ کرنا بہتر اور قرینِ مصلحت ہے۔ بحالت مجبوری اس کو منظور کیا جاسکتا ہے، کہ حکومت اس جگہ کے عوض دوسری مسجد بنوادے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۱۸۳ جلد۲، فتاویٰ خیریہ ص۱۶۴ جلد اول وشامی ص۵۱۳ جلد۳ وص۵۱۹ ج۳ تفصیل دیکھئے جامع صغیر ص۱۰۹ جلد اول)

# سڑک پر مسجد کی ڈاٹ کا حکم

سوال:۔ مسجد تنگ ہونے کی وجہ سے نمازیوں کے واسطے خارج سڑک پر ڈاٹ لگانا جائز ہے جبکہ چونگی اجازت دیدے، صرف ڈاٹ لگا کر نماز پڑھنے کی اور زمین (سڑک) چونگی ہی کی مِلک ہے اور راہگیروں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو، کیونکہ ڈاٹ زمین سے بارہ چودہ فٹ بلند ہوگی تو کیا نماز اس ڈاٹ پر جائز ہوگی اور جماعت کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

جواب:۔ سڑک پر ڈاٹ لگا کر نماز پڑھنا شرعاً درست ہے اور جب کہ مسجد کے صحن کے ساتھ یہ ڈاٹ متصل (ملی ہوئی) ہو اور صفوفِ مسجد وہاں تک متصل ہیں تو جماعت کا ثواب بھی ملے گی۔ لیکن یہ ڈاٹ مسجد شرعی کے حکم میں نہ ہوگی کیونکہ مسجد تحت الثریٰ سے آسمان تک کسی کی مِلک نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ کے لیے وقف ہوتی ہے اور یہاں پر ڈاٹ کے نیچے سڑک ہے جو کہ سرکاری چنگی کی مِلک ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۸۳ ج ۶)

# دومنزلہ مسجد کا حکم

**مسئلہ**:۔ دومنزلہ مسجد بنا کر عام طور پر نیچے کا حصہ بے کار کر دیا جاتا ہے، معمولی سی گرمی کو بہانہ بنالیا جاتا ہے، صرف اوپر کے حصہ میں نماز ہوتی ہے، حالانکہ اصل مسجد نیچے کا حصہ ہے اور مسجد کی چھت پر بلاضرورت چڑھنا مکروہ بھی ہے، اس لیے ایسے حالات میں دومنزلہ مسجد بنانا مناسب نہیں ہے۔ ہاں اگر ہمیشہ ہی مسجد کے نیچے کے حصے میں جماعت ہو اور جگہ کی تنگی کی وجہ سے مقتدی چھت پر کھڑے ہو جائیں تو شرعاً یہ جائز ہے، اور اس سہولت کے لیے دومنزلہ مسجد بنانے یا مسجد کی چھت پر سائبان ڈالنے میں مضائقہ نہیں ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۸۴ جلد ۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۶۸۶ جلد ۱ و تفصیل فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۵۰ جلد ۴)

**مسئلہ**:۔ مسجد کی چھت پر نماز کا مکروہ ہونا اس صورت میں ہے جب کہ چھت پر محلّہ والے نماز کے لیے جگہ نہ بنائیں اور اس کو خالی چھت ہی قرار دیں اور جب چھت پر دوسری منزل بنادی گئی تو اب یہ خالی چھت کے حکم میں نہیں رہی۔ (امدادالاحکام ص ۴۴۰ ج ۱)

## مسجد کا تبادلہ کرنا؟

**مسئلہ** :۔ اپنی طرف سے مسجد کی زمین کا تبادلہ یا بیع نامہ کا معاملہ (از خود) نہ کیا جائے اور اگر وہ زمین نہ چھوڑیں اور دوسری جگہ آپ کے مناسب زمین دیں یا قیمت دیں تو مجبوراً لے کر دوسری جگہ مسجد بنالیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۷۵ جلد ۱۲)

## مسجد کا لینٹر پڑوسی کی دیوار پر ڈالنا؟

**مسئلہ** :۔ مسجد خدا کا گھر ہے اس میں کسی دوسرے کی زمین، بغیر مالک کی اجازت کے شامل کر لینا یا اس کی دیوار پر مسجد کا گاڈر یا لینٹر وغیرہ رکھنا یا مسجد میں کوئی ایسا روشن دان کھولنا کہ جس سے دوسرے کے مکان کی بے پردگی ہو شرعاً یہ جائز نہیں، یہ حق تلفی ہے، گناہ ہے، اگر مسجد میں کسی زمین کی ضرورت ہو تو قیمت دے کر خریدی جائے، اگر کسی دیوار کا کوئی حصہ مسجد میں لیا گیا ہو تو اس کی قیمت ادا کی جائے۔ اگر بے پردگی ہو کسی کی تو اس کا انتظام کیا جائے، اور جس کی حق تلفی کی گئی اس سے معذرت بھی کی جائے، ورنہ آخرت کی باز پرس سے نجات نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۷٦ جلد ۲)

**مسئلہ** :۔ مسجد کی دیواریں کسی مکان یا دوکان کی دیوار سے مشترک بھی نہ ہوں اگرچہ وہ مکان یا دوکان اس مسجد پر وقف ہو۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۸۰ جلد ۲)

## توسیع مسجد کے لیے پڑوسی کا مکان لینا؟

**مسئلہ** :۔ جو زمین خرید کر وقف نہیں کی وہ مسجد کی نہیں، اسمیں مالک کو تصرف کا اختیار ہے، لیکن اگر مسجد میں تنگی ہو اور اسکو بڑھانے کی ضرورت ہو تو مالک سے قیمتاً لے لی جائے، اگر مالک فروخت کرنے پر رضامند ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۷۸ جلد ۱۰ بحوالہ درمختار ص ۳٦۷ جلد ۳)

(یعنی زبردستی حاصل کرنا جائز نہیں ہے محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

## مسجد کی دیوار میں نقش ونگار کرنا؟

**مسئلہ** :۔ قبلہ کی دیوار کے علاوہ مسجد میں نقش ونگار کرنا درست ہے لیکن وقف مال سے

درست نہیں ہے، لیکن زیادہ تکلفات کرنا (پھر بھی) مکروہ ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص۱۷۳ جلد۶ بحوالہ کبیری ص۵۷۱ ومجمع الانہر ص۱۲۷ جلد۱ وبحرالرائق ص۳۷ جلد۲)

**مسئلہ**:۔ درمختار وشامی ص۴۴۲ جلد اول کی عبارت سے معلوم ہوا کہ مسجد میں علاوہ محراب کے دوسرے حصوں چھت وغیرہ میں نقش ونگار کرنا اپنے حلال روپیہ سے جائز ہے لیکن محراب میں یعنی جانب قبلہ کی دیوار میں ایسے نقش ونگار کرنا جس سے نمازیوں کی توجہ منتشر ہو مکروہ ہے، اس طرح زیادہ تکلف کے بعد باریک باریک نقوش اور بیل بوٹے نکلوانا بھی مکروہ ہے اور مالِ وقف سے تو ان چیزوں میں سے کچھ بھی جائز نہیں ہے۔

جو چیز تعمیر کو پختہ اور مستحکم کرنے والی ہو وہ حسب ضرورت مالِ وقف سے جائز ہے، باقی زیبائشی کام میں وقف مال خرچ کرنا حرام ہے۔ اگر متولی مالِ وقف کو زیبائش کے کام میں صرف کرے گا تو وہ اس کا ضامن ہوگا۔ البتہ اگر مالِ وقف زیادہ جمع ہو جائے اور مسجد کو عمارت کی ضرورت نہ ہو بلکہ ضروریاتِ مسجد سے وہ روپیہ قطعاً زائد ہو اور متولی کو قوی اندیشہ ہو کہ اس روپیہ کی حفاظت کسی طرح نہیں ہو سکتی اور دوسرے ظالم لوگ اس روپیہ پر قبضہ کر کے اپنی ضروریات میں صرف کرلیں گے تو پھر ایسی مجبوری کے وقت اس روپیہ کو مسجد کے زیبائشی کام میں بھی صرف کرنا درست ہے۔ (مسجد کی دیواروں پر ایسے شیشے کے بیل بوٹے تیار کرانا جس میں چہرہ اور عکس نظر آتا ہو) اور ظاہر یہ ہے کہ شیشے (کے بیل بوٹے وغیرہ) لگانا زیبائش ہی کے لیے ہے، عمارت کے لیے نہیں۔ اگر نمازی کی تصویر ان شیشوں میں نظر آتی ہے تو اس میں اور بھی تصویر پرستی کی مشابہت ہے۔

ایسی مسجد میں (جس کے نقش ونگار میں آئینہ لگا ہو اور تصویر نظر آتی ہو) نماز جائز ہے نمازی کو چاہئے کہ نظر نیچی رکھے تاکہ خشوع حاصل ہو اور دھیان نہ بٹنے پائے ورنہ اگر اس طرف توجہ کی اور خشوع نہ رہا تو نماز مکروہ ہوگی۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۸۰ جلد۶ وفتاویٰ رحیمیہ ص۱۷۰ جلد۲ بحوالہ ابن ماجہ ص۲۴۵ جلد اول وشامی ص۶۰۷ جلد اول وکفایت المفتی ص۱۴۰ جلد۳ وکتاب الفقہ ص۴۵۷ جلد اول واحسن الفتاویٰ ص۴۵۹ جلد۶)

## جُوتے پہن کر جماعت خانہ میں داخل ہونا؟

**مسئلہ**: ـ مسجد کی عمارت منہدم کرنے کے بعد (یعنی پُرانی تعمیر کو توڑ کر نئی تعمیر کے وقت) مسجد کی جگہ کا احترام ویسا ہی ضروری ہے جیسے پہلے تھا، جوتے اور چپل اگر نئے اور پاک ہوں تو مضائقہ نہیں، لیکن ادب کے مقام پر جوتے اُتار دینا ادب کا مقتضیٰ ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۱۱ جلد ۶ و آپ کے مسائل ص ۱۳۸ جلد ۳)

**مسئلہ**: ـ بعض جگہ جوتے رکھنے کے لیے مسجد میں لکڑی کا بکس نہیں ہوتا، اگر جوتے خشک ہوں (ناپاکی لگی ہوئی نہ ہو) تو مسجد ناپاک نہیں ہوتی۔

(آپ کے مسائل ص ۱۳۸ جلد ۳ و کفایت المفتی ص ۱۵۰ جلد ......)

## دَوران تعمیر مسجد میں جوتہ پہن کر جانا؟

**مسئلہ**: ـ محض وقف کرنے والے کی نیت کرنے اور صحن و دالان کی جگہ متعین کر لینے سے مسجد کے احکام جاری نہیں ہو جاتے کیونکہ صرف اتنی بات سے مسجدیت تام نہیں ہو جاتی بلکہ جب مسجد میں اذان و جماعت ہونے لگے تب مسجدیت تام ہو کر اس پر پورے احکام جاری ہوتے ہیں۔

پس دَوران تعمیر وہاں مسجد کا ملبہ اینٹ گارہ وغیرہ پڑا ہو، تعمیر ہو رہی ہو، معمار و مزدور آ جا رہے ہوں تو اس کا حکم اور ہے اور جب وہاں نماز و جماعت ہو رہی ہو اس کا حکم اَور ہے، جتنا حصہ نماز و جماعت کے لیے متعین کر دیا گیا ہے اور وہاں نماز و جماعت ہونے لگی ہے اس پر پورے مسجد کے احکام جاری ہونگے، وہاں جوتہ پہن کر جانا بھی احترام کے خلاف ہوگا۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۷ ج ۱۸ بحوالہ عالمگیری ص ۹۳ ج ۴)

## معماروں کا مسجد میں گھٹنے کھولنا؟

سوال: ـ مسجد کے اندر تعمیر کے دوران معماروں کو حقہ پینا اور گھٹنے کھلے رکھنا کیسا ہے؟

جواب: ـ گھٹنے کھلے رکھنا کسی کے سامنے خارج مسجد بھی منع ہے چہ جائے کہ مسجد میں، متولی کو چاہئے کہ ایسے معماروں اور مزدوروں کو ہدایت کرے کہ وہ ایسا نہ کریں۔

مسجد میں حقہ پینے سے بھی ان کو روکا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۴۱ جلد ۱۵)

## مسجد میں مینار کتنے ہوں؟

**مسئلہ** :۔ مینار کے متعلق شریعت کی طرف سے کوئی تحدید و تعیین نہیں، البتہ مسجد کی ہیئت ایسی ہونی چاہئے کہ دیکھنے والے پہچان لیں کہ یہ مسجد ہے۔ عامۃً دو مینار بنانے کا معمول ہے، کسی مسجد میں چار اور کسی میں اس سے زائد بھی ہیں، مگر یہ سب کسی شرعی امر کی وجہ سے نہیں، نہ ممانعت ہے، البتہ بلاوجہ پیسہ خرچ نہ کیا جائے، خاص کر وقف کا پیسہ، کہ اس میں بہت احتیاط ضروری ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۵ جلد ۱۵)

**مسئلہ** :۔ مسجد کے اندر محراب میں طاق بنانا عورتوں کے بھرنے کی غرض سے مسجد کی ضرورت میں داخل نہیں، گنبد، مینار، محراب کی اگر ضرورت ہو تو ان کا بنانا شرعاً درست ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۵۹ جلد ۱۰ و فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۱۹ جلد ۶ و ابوداؤد شریف ص ۸۴ جلد ۱ و فتاویٰ عالمگیری ص ۳۱۵ جلد ۶ کتاب الکراہیۃ)

## مسجد سے ملا کر اپنی تعمیر کرنا؟

سوال :۔ مسجد سے آگے کی سمت یا بازو میں مسجد سے متصل ایک شخص کی زمین ہے وہ اپنی زمین میں عمارت بنا رہا ہے، اگرچہ وہ زمین اسی کی ملکیت میں ہے مگر وہ مسجد کی عمارت یعنی دیوار سے ہی تعمیر شروع کر رہا ہے لیکن قانون کے اعتبار سے اس کو کم از کم تین فٹ جگہ چھوڑ کر عمارت بنانا چاہئے (کیونکہ مسجد کے روشندان اور پرنالے اسی جگہ پر گرتے ہیں) لیکن وہ شخص اس کے لیے رضامند نہیں ہے تو کیا قانون کے اعتبار سے اس کو نوٹس دے کر روکا جا سکتا ہے تحفظ مسجد کے لیے؟

جواب :۔ مسجد کی چھت کا پانی گرنے کے لیے جگہ کا چھوڑنا مسجد کا حق ہے، لہٰذا تحفظِ مسجد کے لیے بھی اس کو روکنے کی ضرورت ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۷ جلد ۱۵)

## مسجدِ کبیر کی تعریف

**مسئلہ** :۔ چالیس ذراع لمبی چالیس ذراع چوڑی، ایک قول میں ساٹھ ذراع ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۸ جلد ۱۰ بحوالہ در مختار ص ۲۰۶ جلد اول)

**مسئلہ** :۔ جو مسجد چالیس گز (شرعی) لمبی اور اتنی ہی چوڑی ہو وہ مسجدِ کبیر ہے، اور جو اس سے چھوٹی ہو وہ مسجد صغیر ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۸۲ جلد ۱۵ و امداد الاحکام ص ۴۴۴ جلد اول)

## مسجد کا نام ”مسجدِ حرم“ رکھنا؟

سوال :۔ کیا کسی مسجد کا نام ”مسجد حرم“ رکھ سکتے ہیں، کیونکہ یہ نام خانۂ کعبہ کا ہے؟

جواب :۔ غلام احمد قادیانی نے یہی تلبیس کی تھی کہ اپنا نام نبی کریم ﷺ کا نام تجویز کیا، اپنی بیوی کا نام ام المؤمنینؓ کا نام تجویز کیا اور اپنی مسجد کا نام سرور دو عالم ﷺ کی مسجد کا نام تجویز کیا، اپنے قبرستان کا نام مدینہ پاک کے قبرستان کا نام تجویز کیا، اس طرح اس نے اپنی امت کو حضرت خاتم النبیین ﷺ کی اُمت سے بے نیاز و بے تعلق بنانے کی کوشش کی۔

اپنی مسجد کا نام آپ حضرات بھی مسجد حرام نہ رکھیں کہ عام مسلمانوں کو اس سے دھوکہ لگتا ہے، اگر چہ آپ حضرات کی نیت تلبیس کی نہ ہو تا ہم دھوکہ اور مغالطہ سے بچنا ضروری ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۲۷ جلد ۱۸)

## ”مسجدِ غرباء“ نام رکھنا؟

**مسئلہ** :۔ تعارف کی غرض سے نام رکھا جاتا ہے، لہٰذا اس وجہ سے کہ اس کے اکثر لوگ غریب ہیں، یا غرباء نے مسجد کی تعمیر کرائی ہے اور غریب لوگوں کی مسجد ہے، ”مسجد غرباء“ نام رکھنے میں شرعی قباحت نہیں ہے، ایسا نام رکھ سکتے ہیں، (فتاویٰ محمودیہ ص ۹۲ جلد ۶)

## نام کھدوا کر مسجد پر پتھر لگوانا؟

سوال :۔ مرنے والے کی طرف سے مسجد بنوا کر اس کے نام کا پتھر کھدوا کر لگانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب :۔ ایصال ثواب کے لیے مسجد بنوا دینا اور ایسی نیت سے پتھر پر نام کھدوا کر لگانا کہ دوسروں کو اس قسم کے کاموں کی رغبت ہو یا کوئی شخص اس پتھر کو دیکھ کر میت کے لیے خصوصیت سے ایصال ثواب کرے تو درست ہے اور شہرت کی بناء پر نام کھدوانا درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۵۱۴ جلد ۱)

## مسجد میں اپنے نام کا پتھر لگوانا؟

سوال:۔ ایک جامع مسجد تعمیر ہو رہی ہے عوامی چندہ سے، ایک شخص جو چندہ کی فراہمی اور دیگر کاموں میں زیادہ حصہ لیتا ہے، وہ پتھر پر تاریخ سنگِ بنیاد اور اپنا ذاتی نام کھدوا کر دیوار میں نصب کرنا چاہتا ہے، سب لوگ ناراض ہیں، کیا اس پتھر کو اس شخص کے نام کے ساتھ نصب کریں یا نہیں؟

جواب:۔ اگر مسجد والے ان صاحب کو مسجد کا متولی و مہتمم قرار دے لیں اور ان کے انتظام و اہتمام سے مسجد کا کام انجام پائے تو اس پتھر پر اس طرح سے عبارت لکھ دی جائے کہ اس مسجد کی تعمیر فلاں صاحب کے انتظام و اہتمام سے ہوئی تو شرعاً اس کی گنجائش ہے۔ لیکن خود ان صاحب کا مطالبہ کرنا کہ میرا نام پتھر پر کھدوا کر لگایا جائے اخلاص کے خلاف ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے وہ کہ اپنی ناموری کے خواہش مند ہیں، یہ خواہش نہایت غلط ہے، ثواب کو ختم کرنے والی ہے، دنیا میں ایسے شخص کی شہرت و تعریف ہو جائے گی مگر آخرت میں عمل خالص کے ثواب سے محروم رہے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۴۲ جلد ۱۸)

## مسجد کے صحن میں تعمیر کے بعد کنواں کھدوانا؟

**مسئلہ** :۔ جو جگہ نماز پڑھنے کے لیے مسجد بنا کر وقف کر دی گئی ہے اس جگہ کو مستقلاً کسی دوسرے کام میں لانا غرض واقف کے خلاف ہے، ایسی جگہ ہمیشہ مسجد ہی رہتی ہے اس کا احترام لازم ہوتا ہے، اگر اس جگہ (تعمیر ہونے کے عرصہ بعد جب کہ واقف بھی مر چکا ہے) کنواں بنایا جائے گا تو وہ ہمیشہ کے لیے غیر صلاۃ (نماز کے علاوہ) کے کام میں محبوس رہے گی، حالانکہ وہ نماز کے لیے محبوس کی گئی تھی، نیز وہاں پانی لینے کے لیے پاک اور ناپاک سب جائیں گے۔ اور عامۃً کنویں پر شور و شعب ہوتا ہے، پانی لینے میں نزاع ہوتا ہے۔ بسا اوقات پانی لینے والے عوام کے پیر اور برتن میل کچیل میں ملوث ہوتے ہیں، یہ امور احترام مسجد کے خلاف اور ممنوع ہے، نیز اس مسجد میں تنگی ہوگی اور صفوف میں تفریق۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۵۰۲ جلد اول)

## مسجد تعمیر ہونے کے بعد تہہ خانہ بنانا؟

**مسئلہ** :۔ مسجد کی تعمیر کے وقت تہہ خانہ نہیں بنایا گیا تو بعد میں مسجد کے نیچے تہہ خانہ بنانا جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۹ جلد ۶ بحوالہ درمختار ص ۵۷۲ جلد ۳ وطحطاوی ص ۵۳۷ جلد ۲)

**مسئلہ** :۔ مسجد کے گر جانے کا اندیشہ ہو تو از سرِ نو تعمیر کر لی جائے، جو جگہ نماز کے لیے متعین ہے وہ شرعی مسجد ہے، اب کرسی زمین کو اونچا کر کے اس کے نیچے دوکان بنا کر کرایہ پر دینا درست نہیں ہے، احترام مسجد کے خلاف ہے۔ کرایہ دار دوکان میں اپنے کام کرے گا جن کی مسجد میں اجازت نہیں اور مسجد کو کرایہ پر دینا درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۹۰ جلد ۱۵)

**مسئلہ** :۔ مسجد بالائی منزل کو قرار دینا اور نیچے کے حصہ میں دکانیں بنا لینا کہ اوپر نماز ہوتی رہے، نیچے خرید فروخت بازاری کام ہوتا رہے، احترام مسجد کے خلاف ہے۔ اوپر نیچے سب جگہ مسجد ہی ہونا چاہئے کسی حصہ مسجد کو آمدنی کا ذریعہ بنا لینا درست نہیں ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۵ جلد ۱۷)

**مسئلہ** :۔ جس حصہ زمین کو شرعی مسجد بنایا جائے یعنی نماز کے لیے متعین و مخصوص کیا جائے وہ بالائی و تحتانی (نیچے اوپر تحت الثریٰ سے لے کر ثریا تک) سب ہی جگہ مسجد ہو جاتی ہے، اس طرح اس سے حق العبد منقطع ہو جاتا ہے۔ نیچے دوکان کرایہ پر چلے، اوپر مسجد ہو یہ ٹھیک نہیں، جب کہ نیچے کا حصہ بھی مسجد ہو گا تو وہاں خرید و فروخت اور تمام لوازمِ بیع کا صدور ہو گا۔ گفتگو میں بھی احترامِ مسجد باقی نہ رہے گا پاک و ناپاک ہر قسم کا آدمی بھی آئے گا۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۲ جلد ۱۸)

## مسجد کے نیچے تہہ خانہ اور اوپر ہال بنانا؟

سوال :۔ ہمارے یہاں پر سو سال پُرانی جامع مسجد منہدم کر کے از سرِ نو تعمیر کی گئی ہے، مسجد کے نیچے تہہ خانہ اور مسجد کے اوپر وسیع ہال تعمیر کیا گیا۔ تہہ خانہ کو نماز جماعت کے لیے اور مسجد کی بالائی منزل کو مدرسہ کے لیے اور تقریبات شادی بیاہ، عقیقہ وغیرہ کے مواقع پر کھانا اور باراتیوں کو ٹھہرانے کے لیے، نیز دیگر کاموں کے لیے بھی استعمال کیا جائے گا اور

کرایہ بھی وصول کیا جائے گا تاکہ مسجد کی آمدنی میں اضافہ ہو۔ حکم شرعی سے مطلع فرمائیں؟

جواب: ۔ جس جگہ کو مسجد بنائی جائے وہ نیچے اوپر سب مسجد ہی ہوتی ہے، وہاں کوئی ایسا کام جو مسجد کے احترام کے خلاف ہو وہ ممنوع ہے۔ مسجد کے بالائی حصے یا نیچے کے حصے کسی جگہ سے بھی حق العبد متعلق نہیں ہونا چاہئے۔

ہال تقریبات کے لیے بنانے کا مطلب یہ ہے کہ تمام اہلِ تقریبات کو اس کے استعمال کا حق ہو اور اس میں وہ کام بھی ہوں جن سے مسجد کو بچانا لازم ہے، اس لیے اس کی اجازت نہیں، تہہ خانہ مسجد کا سامان چٹائی وغیرہ رکھنے کے لیے ہو تو کوئی حرج نہیں ہے، یہ احترام مسجد کے خلاف نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۹ ج ۱۷)

**مسئلہ**: ۔ مسجد کے اوپر مدرسہ کی تعمیر کرنا بوقت ضرورت شدیدہ گنجائش معلوم ہوتی ہے مگر یہ اجازت اس صورت میں ہے کہ ابتداء ہی سے مسجد کے اوپر یا نیچے مدرسہ بنانے کا ارادہ ہو، اگر ابتداً مگر ارادہ نہ تھا بلکہ مسجد کی حدود متعین کر کے اس رقبہ کے بارے میں زبان سے کہہ دیا کہ یہ مسجد ہے اس کے بعد اوپر مدرسہ بنانے کا ارادہ ہوا تو جائز نہیں۔

(احسن المسائل ص ۴۴۳ جلد ۶ و عالمگیری ص ۴۵۵ جلد ۲)

## نیچے مدرسہ اوپر مسجد

**مسئلہ**: ۔ شرعی مسجد کی شان یہ ہوتی ہے کہ نیچے کی منزل اور اوپر کی منزل مسجد رہے۔ یہ صورت کہ نیچے کی منزل مدرسہ قرار دیا جائے اور اوپر کی منزل مسجد رہے اور لکڑی کی سیڑھی لگا کر اوپر جا کر نماز ادا کی جائے شرعاً درست نہیں ہے۔ شامی اور بحر میں یہ مسئلہ صاف صاف موجود ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۲ جلد ۱۷)

## نیچے مسجد اوپر رہائش گاہ

سوال: ۔ ہمارے یہاں اہلِ خیر حضرات نے اپنی جگہ پر مسجد قائم کی ہے اور مسجد کے اوپر رہائش گاہ بھی ہے، سب لوگ رہتے بھی ہیں، کیا وہ مسجد کے حکم میں مانی جائے گی؟ وہاں پر جماعت ثانیہ ہو سکتی ہے یا نہیں؟

جواب:۔ جب تک وقف کر کے اس سے ملکیت کے حق کو ختم کر کے اس کا راستہ ہی الگ نہ کر دیا جائے اور اس میں سب لوگوں کو آنے اور نماز پڑھنے کا پورا اختیار نہ دے دیا جائے وہ شرعی مسجد نہیں ہوگی۔

اوپر کے حصے میں خود مالکانہ حیثیت سے رہیں اور نیچے کے حصے میں اذان و جماعت ہونے لگے، اتنی بات اس کے مسجد ہونے کے لیے کافی نہیں، وہاں جماعتِ ثانیہ کی اجازت ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۴۸ جلد ۱۸)

## نیچے دوکان اوپر مسجد؟

سوال:۔ زید اپنی زمین پر چند دوکانیں بنوا کر اوپر منزل پر مسجد تعمیر کرواتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ میں نے مسجد اوپر والی منزل میں تجویز کیا ہے اور یہ کہ میں نے پہلے ہی نیت کر لی تھی کہ نچلی دوکانیں میری ملکیت ہونگی اور اوپر مسجد وقف؟

جواب:۔ صورتِ مسئولہ میں یہ مسجد شرعی نہیں ہوئی، اس میں نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب نہیں ملے گا۔

اگر یہ زمین پہلے سے مسجد کے لیے وقف تھی، زید کی ملکیت نہیں تھی تو زید کو ان دوکانوں کا کرایہ اپنے کام میں لگانا ہرگز جائز نہیں ہے۔ مسجد پر صرف کرنا واجب ہے۔ اور یہ دوکانیں مسجد ہی کی ہونگی اور مسجد شرعی مسجد ہوگی۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۸۳ ج ۱۰ بحوالہ عالمگیری ص ۴۵۵ جلد ۲، در مختار ص ۳۷۰ جلد ۳ و کفایت المفتی ص ۱۶۱ جلد ۳)

## مسجد سے متصل جگہ کو مسجد میں داخل کرنا؟

سوال:۔ مسجد سے ملی جلی شروع سے بنامِ مدرسہ الگ سے ایک جگہ متعین ہے، کیا اس جگہ کو مسجد میں شامل کر کے مدرسہ چلایا جا سکتا ہے؟ بعض مرتبہ نمازیوں کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے مذکورہ جگہ میں امام کی اقتداء میں نماز ادا کی جا سکتی ہے یا نہیں؟

جواب:۔ اگر وہ جگہ کسی کی مملوک ہے تو مالک کی اجازت سے مسجد میں شامل کرنا درست ہے، اگر جداگانہ (وقف) ہے مدرسہ کے لیے، تو اس کو مسجد میں شامل نہ کیا جائے،

اگر مسجد کے لیے وقف ہے تو آپس کے مشورہ سے حسب ضرورت مسجد میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ (مجمع زیادہ ہونے کے وقت اگر وہاں تک صفوف متصل ہیں تو امام کی اقتداء میں وہاں نماز درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۰ جلد ۱۰)

## مسمار شدہ مسجد کے صحن میں دُوکانیں بنانا؟

سوال:۔ ہمارے یہاں ایک مسجد تھی جو بالکل مسمار ہوچکی ہے، اگر مسمار شدہ مسجد کی جگہ صحن کو دوکانوں میں شامل کر کے ان کی چھت پر جدید مسجد تعمیر کرادی جائے تاکہ نماز پڑھی جاسکے اور مسجد کی جگہ محفوظ ہوجائے، ورنہ اس جگہ پر غاصبانہ قبضہ کا احتمال ہے کیونکہ اس وقت مسمار شدہ مسجد کی جگہ پر غلاظت اکٹھی ہورہی ہے۔

جواب:۔ جو جگہ ایک دفعہ وقف کر کے نماز کے لیے مسجد بنادی گئی وہ ہمیشہ کے لیے مسجد ہوجاتی ہے، اس کو کسی دوسرے کام میں لانا ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ اس قاعدۂ کلیہ کے ماتحت اس جگہ کو محفوظ رکھنا اور اپنے مکان کی حد تک نماز کے لیے آباد رکھنا ضروری ہے اور دوکانیں بنانا جو اصل مسجد کا حصہ تھا اس کو دُکانوں کی صورت میں تعمیر کردیا جائے اور چھت پر مسجد رہے، درست نہیں۔ قانون تحفظ اُوقاف کے ماتحت اس جگہ کو محفوظ کرنے اور نماز کے لیے مخصوص کرنے کی پوری کوشش کی جائے، خواہ اس صورت سے ہی کیوں نہ ہو کہ وہاں چہاردیواری بنا کر تالا ڈال دیا جائے اور جب نماز پڑھنے کا موقع وہاں ملے قفل کھول کر نماز ادا کی جائے، اگر پوری کوشش کے باوجود تحفظ کی کوئی صورت ممکن نہ ہو، اس پر غاصبانہ قبضہ ہوکر وقف کے برباد و باطل ہوجانے کا ظن غالب ہو تو مجبوراً سوال میں درج شدہ صورت کو بھی گوارہ کیا جاسکتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۷۰ جلد ۱۲)

## مسجد کا نقشہ مکمل ہونے کے بعد نیچے دوکان بنانا؟

**مسئلہ**:۔ جب نقشہ کے مطابق مسجد کی تعمیر کا کھدوائی کا کام شروع ہوگیا ہے، اور ایک وقت کی نماز بھی باجماعت پڑھی گئی تو وہ جگہ نقشہ کے مطابق مسجد ہوگئی، اب اس کا کوئی حصہ خارج نہیں ہوسکتا، مسجد میں پانی آجانے کا اندیشہ ہے تو اس بناء پر کرسی بلند کی جاسکتی ہے، لیکن نیچے

کے حصہ میں (مسجد کا نقشہ مکمل ہونے کے بعد) گودام یا دوکان بنا کر کرایہ پر دینا جائز نہ ہوگا۔ اگر کام شروع ہونے سے پہلے پلان میں نیچے کا حصہ خارج مسجد ہوتا اور دوکان بنائی جاتی تو اس صورت میں اس کی گنجائش تھی، اب اس کی گنجائش نہیں ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص ۸۱ جلد ۶)

**مسئلہ**:۔ مسجد کی ابتدائی تعمیر کے وقت بانی مسجد نے نیت کر کے اس کے نقشہ میں دوکانیں، کمرے بھی شامل کیے ہوں اور مسجد کے مفاد کے لیے وقف ہوں تو بنا سکتے ہیں، اور یہ شرعی مسجد سے خارج رہینگے۔ اس جگہ حائضہ اور ناپاک جا سکے گا۔ (......ص ۵۱۲ جلد ۳)

مگر جب ایک بار مسجد بن گئی اور ابتدائی تعمیر کے وقت نیچے دوکان اور اوپر کے حصہ میں کمرے شامل نہ ہوں تو مسجد کے اُوپر کا حصہ آسمان تک اور نیچے کا حصہ تحت الثریٰ تک مسجد کے اور اسی کے حکم میں ہو چکا، اب اس کا کوئی حصہ (کوئی جزو) مسجد سے خارج نہیں کیا جا سکتا، اور اس جگہ مسجد کی آمدنی کے لیے دوکان و کمرے نہیں بنا سکتے اور اس جگہ کا احترام مسجد جیسا ہے۔ حائضہ و جنبی (ناپاک) کا وہاں جانا درست نہیں ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۳ جلد ۳ و جدید فقہی مسائل ص ۷۶)

## عارضی ضرورت کے لیے بنائی گئی مسجد کا حکم

سوال:۔ پرانی مسجد کو توڑ کر نئی مسجد بنانے کا ارادہ کیا ہے، جب تک نماز پڑھنے کے لیے عارضی طور پر مسجد کے احاطہ سے باہر ایک مسجد بنائی گئی ہے جس کو پختہ مسجد کے تیار ہونے پر توڑ دیا جائے گا، تو عارضی مسجد کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔ اگر وہاں عارضی طور پر مسجد تیار ہونے تک نماز کا انتظام کر لیا گیا ہے، اس کو وقف کر کے مسجد نہیں بنایا گیا تو وہ شرعی مسجد نہیں بنی، اس کا حکم وہ نہیں جو شرعی مسجد کا ہوتا ہے، اس کا حال ایسا ہی ہے جیسے مکان میں کسی جگہ نماز پڑھتے ہوں کہ وہ ہمیشہ کے لیے مسجد نہیں۔ نیز عیدگاہ میں مسجد کے سب احکام جاری نہیں ہوتے، جب عارضی مسجد میں نماز پڑھنا موقوف کر دیا جائے تو مالک کو اپنی مِلک میں تصرف کا اختیار ہوگا۔

. (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۹۰ جلد ۱۸ و فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۷۵ جلد ۲)

# مسجد ضرار کیا ہے؟

منافقین کی ایک سازش کا واقعہ یہ ہے کہ مدینہ طیبہ میں ایک شخص ابو عامر نامی زمانہ جاہلیت میں نصرانی ہو گیا تھا، اور ابو عامر راہب کے نام سے مشہور تھا، یہ وہی شخص ہے جس کے لڑکے حضرت حنظلہ مشہور صحابی ہیں، جن کی لاش کو فرشتوں نے غسل دیا، اس لیے غسیل ملائکہ کے نام سے معروف ہوئے، مگر ان کا باپ ابو عامر راہب اپنی گمراہی اور نصرانیت پر تا حیات قائم رہا۔

جب رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو ابو عامر راہب حاضر خدمت ہوا اور اسلام پر اعتراضات کیے۔ رسول اللہ ﷺ کے جواب پر بھی اس بدنصیب کو اطمینان نہ ہوا، بلکہ یہ کہا کہ ہم دونوں میں جو جھوٹا ہو وہ مردود اور احباب و اقارب سے دور ہو کر مسافرت میں مرے۔ اور کہا کہ آپ کے مقابلہ میں جو بھی دشمن آئے گا میں اس کی مدد کرونگا۔ چنانچہ غزوۂ حنین تک تمام غزوات میں مسلمانوں کے دشمنوں کیساتھ قتال میں شرکت کی، جب ہوازن کا بڑا اور قوی قبیلہ بھی شکست کھا گیا تو یہ مایوس ہو کر ملک شام بھاگ گیا۔ کیونکہ یہی ملک نصرانیوں کا مرکز تھا، وہیں جا کر اپنے احباب و اقارب سے دور مر گیا جو دعاء کی تھی وہ اس کے سامنے آ گئی۔ جب کسی شخص کی رسوائی مقدر ہوتی ہے تو وہ ایسے ہی کام کیا کرتا ہے۔ خود ہی اپنی دعاء سے ذلیل وخوار ہوا۔ مگر جب تک زندہ رہا اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں لگا رہا۔

چنانچہ قیصر ملک روم کو اس پر آمادہ کرنے کی کوشش کی کہ وہ اپنے لشکر سے مدینہ پر چڑھائی کر دے۔ اور مسلمانوں کو یہاں سے نکال دے۔

اسی سازش کا ایک معاملہ یہ پیش آیا کہ اس نے منافقین مدینہ کو جن کے ساتھ اس کا ساز باز تھا خط لکھا کہ میں اس کی کوشش کر رہا ہوں۔ کہ قیصر (مدینہ) پر چڑھائی کرے، مگر تم لوگوں کی کوئی، اجتماعی طاقت ہونی چاہئے جو اس وقت قیصر کی مدد کرے، اس کی صورت یہ ہے کہ تم مدینہ ہی میں ایک مکان بناؤ۔ اور یہ ظاہر کرو کہ ہم مسجد بنا رہے ہیں تا کہ مسلمانوں کو شبہ نہ ہو، پھر اس مکان میں تم اپنے لوگوں کو جمع کرو۔ اور جس قدر اسلحہ اور سامان جمع کر سکتے

ہو وہ بھی کرو، یہاں مسلمانوں کے خلاف آپس کے مشورہ سے معاملات طے کیا کرو۔

اس کے مشورے پر بارہ منافقین نے مدینہ طیبہ کے محلہ قباء میں جہاں اول ہجرت میں رسول اللہ ﷺ نے قیام فرمایا تھا اور ایک مسجد بنائی تھی، وہیں ایک دوسری مسجد کی بنیاد رکھی، ان منافقین کے نام بھی ابنِ اسحاق وغیرہ نے نقل کیے ہیں۔ پھر مسلمانوں کو فریب دینے اور دھوکے میں رکھنے کے لیے یہ ارادہ کیا کہ خود رسول اللہ ﷺ سے ایک نماز اس جگہ پڑھوا دیں تاکہ سب مسلمان مطمئن ہو جائیں کہ یہ بھی ایک مسجد ہے جیسا کہ اس سے پہلے ایک مسجد یہاں بن چکی ہے۔

ان کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ قباء کی موجودہ مسجد بہت سے لوگوں سے دور ہے، ضعیف، بیمار آدمیوں کو وہاں تک پہنچنا مشکل ہے، اور خود مسجدِ قباء اتنی وسیع بھی نہیں کہ پوری بستی کے لوگ اس میں سما سکیں، اس لیے ہم نے ایک دوسری مسجد اس کام کے لیے بنائی ہے تاکہ ضعیف مسلمانوں کو فائدہ پہنچے، آپ اس مسجد میں ایک نماز پڑھ لیں تاکہ برکت ہو جائے۔

رسول اللہ ﷺ اس غزوۂ تبوک کی تیاری میں مشغول تھے، آپ ﷺ نے یہ وعدہ کر لیا کہ اس وقت تو ہمیں سفر درپیش ہے، واپسی کے بعد ہم اس میں نماز پڑھ لیں گے، لیکن غزوۂ تبوک سے واپسی کے وقت جب کہ آپ ﷺ مدینہ طیبہ کے قریب ایک مقام پر فروکش ہوئے تو آیاتِ مذکورہ آپ ﷺ پر نازل ہوئیں جن میں ان منافقین کی سازش کھول دی گئی تھی، آیات کے نازل ہونے پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے چند اصحاب جن میں عامر بن سکن اور وحشی قاتل حمزہؓ وغیرہ شریک تھے، ان کو حکم دیا کہ ابھی جا کر اس مسجد کو ڈھا دو، اور اس میں آگ لگا دو، یہ سب حضراتؓ اسی وقت گئے اور حکم کی تعمیل کر کے اس کی عمارت کو ڈھا کر زمین برابر کر دی، یہ تمام واقعہ تغیر قرطبی اور مظہری کی بیان کی ہوئی روایات سے اُخذ کیا گیا ہے۔

تفسیر مظہری میں محمد بن یوسف صالحی کے حوالہ سے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ قباء سے مدینہ منورہ میں پہنچ گئے تو مسجدِ ضرار کی جگہ خالی پڑی تھی، آپ ﷺ نے عاصم ابن عدیؓ کو اس کی اجازت دی کہ وہ اس جگہ میں اپنا گھر بنا لیں، انہوں نے عرض

کیا یارسول اللہ ﷺ! جس جگہ کے متعلق قرآن کریم کی یہ آیات نازل ہوچکی ہیں میں تو اس منحوس جگہ میں گھر بنانا پسند نہیں کرتا۔ البتہ ثابت بن اقرمؓ ضرورتمند ہیں ان کے پاس کوئی گھر نہیں، ان کو اجازت دے دیجئے کہ وہ یہاں مکان بنالیں، ان کے مشورہ کے مطابق آپ ﷺ نے یہ جگہ ثابت بن اقرمؓ کو دے دی، مگر ہوا یہ کہ جب سے ثابتؓ اس مکان میں مقیم ہوئے تو ان کا کوئی بچہ نہیں ہوا یا زندہ نہیں رہا۔

اہلِ تاریخ نے لکھا ہے کہ انسان تو کیا اس جگہ میں کوئی مرغی بھی انڈے بچے دینے کے قابل نہ رہی، کوئی کبوتر اور جانور بھی اس میں پھلا پھولا نہیں، چنانچہ اس کے بعد سے آج تک مسجدِ قباء کے کچھ فاصلے پر ویران پڑی ہے۔

واقعہ کی تفصیل سننے کے بعد آیات مذکورہ کے متن کو دیکھئے، پہلی آیت میں فرمایا (والذین اتخذوا مسجداً) یعنی جس طرح اوپر دوسرے منافقین کے عذاب اور ذلت ورسوائی کا ذکر ہوا ہے۔ یہ منافقین بھی ان میں شامل ہیں جنہوں نے مسجد کا نام رکھ کر ایک ایسی عمارت بنائی جس کا مقصد مسلمانوں کو نقصان پہنچانا تھا۔

اس آیت میں مسجدِ مذکور کے بنانے کی تین غرضیں ذکر کی گئی ہیں، اول (ضراراً) یعنی مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لیے، لفظ ''ضرر'' اور ''ضرار'' دونوں عربی زبان میں نقصان پہنچانے کے معنی میں مستعمل ہوتے ہیں، بعض حضرات نے یہ فرق بیان کیا ہے کہ ''ضرر'' تو اس نقصان کو کہا جاتا ہے جس میں اس کے کرنے والے کا اپنا تو فائدہ ہو، دوسروں کو نقصان پہنچے۔ اور ''ضرار'' دوسروں کو نقصان پہنچانا ہے جس میں اس پہنچانے والے کا اپنا کوئی فائدہ بھی نہیں، چونکہ اس مسجد کا انجام یہی ہونے والا تھا کہ بنانے والوں کو اس سے کوئی فائدہ نہ پہنچے، اس لیے یہاں لفظ ضرار استعمال کیا گیا۔

دوسری غرض اس مسجد کی تفریقاً (بین المؤمنین) بتلائی گئی ہے، یعنی ان کا مقصد اس مسجد کے بنانے سے یہ بھی تھا کہ مسلمانوں کی جماعت کے دو ٹکڑے ہو جاویں، ایک ٹکڑا اس مسجد میں نماز پڑھنے والوں کا الگ ہو جائے، اور یہ کہ قدیم مسجد قباء کے نمازی گھٹ جائیں اور کچھ لوگ یہاں نماز پڑھا کریں۔

تیسری غرض ( ارصادالمن حارب الله ) بتلائی گئی، جس کا حاصل یہ ہے کہ اس مسجد سے یہ کام بھی لینا تھا کہ یہاں اللہ اور رسول ﷺ کے دشمنوں کو پناہ ملے اور وہ یہاں مسلمانوں کے خلاف سازش کیا کریں۔

## مسجد ضرار میں آگ کیوں لگوائی؟

اس مجموعہ سے یہ ثابت ہوگیا کہ جس مسجد کو قرآن کریم نے مسجد ضرار قرار دیا اور رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اس کو ڈھایا گیا اور آگ لگائی گئی، درحقیقت نہ وہ مسجد تھی، نہ اس کا مقصد نماز پڑھنے کے لیے تھا بلکہ مقاصد وہ تین تھے جن کا ذکر اوپر آیا ہے، اس سے معلوم ہوگیا کہ آج کل اگر کسی مسجد کے مقابلہ میں اس کے قریب کوئی دوسری مسجد کچھ مسلمان بنالیں اور بنانے کا مقصد یہی باہمی تفرقہ اور پہلی مسجد کی جماعت توڑنا وغیرہ اغراضِ فاسدہ ہوں، تو اگر چہ ایسی مسجد بنانے والے کو ثواب تو نہ ملے گا بلکہ تفریق بین المؤمنین کی وجہ سے گناہ گار ہوگا، لیکن بایں ہمہ اس جگہ کو شرعی حیثیت سے مسجد ہی کہا جائے گا، اور تمام آداب اور احکام مساجد کے اس پر جاری ہونگے، اس کا ڈھانا، آگ لگانا جائز نہیں ہوگا۔ اور جو لوگ اس میں نماز پڑھیں گے ان کی نماز بھی ادا ہو جائے گی، اگر چہ ایسا کرنا فی نفسہٖ گناہ رہے گا۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اس طرح ریاء ونمود کے لیے یا ضد وعناد کی وجہ سے جو مسلمان کوئی مسجد بنالے، اگر چہ بنانے والے کو مسجد کا ثواب نہ ملے گا بلکہ گناہ ہوگا، مگر اس کو اصطلاح قرآن والی مسجد ضرار نہیں کہا جائے گا۔ بعض لوگ جو اس طرح کی مسجد کو مسجد ضرار کہہ دیتے ہیں۔ یہ درست نہیں، البتہ اس کو مسجدِ ضرار کے مشابہ کہہ سکتے ہیں، اس لیے اس کے بنانے کو روکا بھی جاسکتا ہے، جیسا کہ حضرت فاروقِ اعظمؓ نے ایک فرمان جاری فرمایا تھا، جس میں ہدایت کی گئی تھی کہ ایک مسجد کے قریب دوسری مسجد نہ بائی جائے جس سے پہلی مسجد کی جماعت اور رونق متاثر ہو۔ (تفسیر کشاف)

اس مسجد ضرار کے متعلق دوسری آیت میں رسول اللہ ﷺ کو یہ حکم دیا گیا ہے۔ (لاتقم فیه ابداً) اس میں قیام سے مراد نماز کے لیے قیام ہے، مطلب یہ ہے کہ آپ اس نام کی مسجد میں ہرگز نماز نہ پڑھیں۔

**مسئلہ** :۔ اس سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ آج بھی اگر کوئی نئی مسجد پہلی مسجد کے متصل بلا کسی ضرورت کے محض ریاء ونمود کے لیے یا ضد وعناد کی وجہ سے بنائی جائے تو اس میں نماز بہتر نہیں، اگر چہ نماز ہو جاتی ہے۔

اسی آیت میں آپ ﷺ کو یہ بھی ہدایت دی گئی کہ آپ ﷺ کا نماز پڑھنا اسی مسجد میں درست ہے جس کی بنیاد اول ہی سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے، اور اس میں سے ایسے لوگ نماز پڑھتے ہیں جن کو پاکی اور طہارت میں پوری احتیاط محبوب ہے۔ اور اللہ بھی ایسے مطہرین کو پسند کرتا ہے۔

سیاق آیت سے ظاہر یہ ہے کہ مراد اس سے مسجد قباء ہے، جس میں اُس وقت رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا کرتے تھے اور بعض روایاتِ حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ **(کمارواہ مردویه عن ابن عباس وعمرو بن شیبة عن سهل الانصاری وابن خزیمة فی صحیحه عن عویمر ابن ساعده. از مظهری)**

اور بعض روایات میں جو یہ آیا ہے کہ اس سے مراد مسجدِ نبوی ﷺ ہے وہ اس کے منافی نہیں، کیونکہ مسجدِ نبوی ﷺ جس کی بنیاد وحی کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے رکھی، ظاہر ہے کہ اس کی بنیاد تقویٰ پر ہے، اور رسول اللہ ﷺ سے زیادہ یا برابر مطہر کون ہو سکتا ہے۔ اس لیے وہ بھی اس کی مصداق ضرور ہے۔

**(کمارواہ الترمذی وصححه عن ابی سعید الخدریؓ مرفوعاً، از قرطبی)**

**(فیه رجال یحبون ان یتطهروا)** آیت مذکورہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے لیے اس مسجد کو احق قرار دیا، جس کی بنیاد اول سے تقویٰ پر رکھی گئی جس کے مفہوم میں مسجدِ قباء اور مسجدِ نبوی ﷺ دونوں داخل ہیں۔ اس مسجد کی ایک فضیلت یہ بھی بتلائی گئی کہ اس مسجد کے نمازی ایسے لوگ ہیں جو طہارت کا بہت زیادہ خیال اور اہتمام کرتے ہیں، طہارت کے مفہوم میں اس جگہ عام نجاسات اور گندگیوں سے پاکی بھی داخل ہے، اور معاصی اور خلاقِ رذیلہ سے پاکی بھی۔ مسجدِ قباء اور مسجدِ نبوی ﷺ کے نمازی عموماً ان سب اوصاف کے ساتھ متصف تھے۔

**فائدہ:۔** اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی مسجد کی فضیلت کا اصل مدار تو اس پر ہے کہ وہ اخلاص کے ساتھ اللہ کے لیے بنائی گئی ہو، اس میں کسی ریاء اور نام ونمود کا یا کسی اور غرضِ فاسد کا کوئی دخل نہ ہو، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نمازیوں کے نیک، صالح، عالم، عابد ہونے سے بھی مسجد کی فضیلت بڑھ جاتی ہے، جس مسجد کے نمازی عام طور پر علماء، صلحاء، تقویٰ شعار ہوں اس میں نماز ادا کرنے کی فضیلت زیادہ ہے،

تیسری اور چوتھی آیت میں اس مسجد مقبول کے مقابلہ میں منافقین کی بنائی ہوئی مسجد ضرار کی مذمت بیان کی گئی ہے کہ اس کی مثال ایسی ہے جیسے دریا کے کنارے بعض اوقات پانی زمین کے حصہ کو اندر سے کھالیتا ہے۔ اور اوپر زمین کی سطح ہموار نظر آتی ہے، اس پر اگر کوئی تعمیر کرے تو ظاہر ہے کہ وہ فوراً گر جائے گی، اسی طرح اس مسجد ضرار کی بنیاد ناپائیدار تھی، اس کا انجام یہ ہوا کہ وہ گر پڑی، اور جہنم کی آگ میں گئی، جہنم کی آگ میں جانا مجازی معنیٰ کے لیے بھی ہوسکتا ہے کہ اس کے بنانے والوں کے لیے اس نے جہنم کا راستہ ہموار کردیا۔ اور بعض حضرات نے اس کو حقیقت پر بھی محمول کیا ہے کہ حقیقۃً جب یہ مسجد گرائی گئی ہے تو جہنم میں گئی۔ واللہ اعلم۔

آگے فرمایا کہ ان کی یہ تعمیر ہمیشہ ان کے شک اور نفاق کو بڑھاتی ہی رہے گی، جب تک کہ ان کے قلوب قطع نہ ہوجائیں۔ یعنی جب تک ان کی زندگی ختم نہ ہوجائے ان کا شک ونفاق اور حسد وغیظ بڑھتا ہی رہے گا۔ (معارف القرآن ص ۴۶۱ ج ۴ تا ص ۴۶۵ ج ۴)

**مسئلہ:۔** مسجد ضرار جس کی قرآن کریم میں مذمت ہے وہ ہے جس کی بنیاد سے مسجدیت مقصود نہ ہو، اور جس کی بناء سے مسجدیت مقصود ہو وہ مسجد ہے، گو فسادِ نیت کی وجہ سے ثواب کم ہو۔ (امداد الاحکام ص ۴۶۱ جلد ۱)

## مسجد کی پرانی اینٹیں جوتے رکھنے کی جگہ لگانا؟

سوال:۔ ایک چھوٹی مسجد کو شہید کرکے بڑی بنائی گئی، اس کا صحن کا فرش پتھر کا تھا، اب وہ پتھر جوتے اتارنے کی جگہ پر لگا دیا گیا ہے۔ اب لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ جس پتھر پر سجدہ ہوتا تھا، آج وہ پتھر جوتے اتارنے کی جگہ لگا دیا ہے، جس سے بے حرمتی ہوتی ہے

کیا اس پر جوتے اتارنا درست ہے یا نہیں؟

وہ پتھر ایسی جگہ نہ لگائے جاتے تو بہتر ہوتا جہاں جوتے نکالے اور رکھے جاتے ہیں کیونکہ یہ خلاف تعظیم ہے۔ تاہم اب جبکہ ان پر نماز نہیں پڑھی جاتی تو ان کا وہ حکم نہیں جو مسجد کے فرش میں لگے ہوئے کا تھا۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۷۲ جلد ۱۸ بحوالہ عالمگیری ۹۵ ج ۴ و فتاوی رحیمیہ ص۱۶۶ جلد ۳ و در مختار مع الشامی ص ۱۶۵ جلد ۱)

## مسجد میں جوتے اتارنے کی جگہ سے اقتداء کرنا؟

**مسئلہ:۔** جوتے اتارنے کی جگہ طریق عام سے خارج مسجد ہے، اس کے محض راستہ ہونے کی وجہ سے تو یہ اقتداء سے مانع نہیں ہے۔ لیکن یہ (جوتے اتارنے کی) جگہ مسجد نہیں ہے، خارج مسجد ہے اور خارج مسجد بقدر چار صفوں کے جگہ کا خالی رہنا بھی اقتداء سے مانع ہے، پس اس کا انتظام کیا جائے کہ اس خالی جگہ میں تین چار مقتدی کھڑے ہو جایا کریں۔

(فتاوی محمودیہ ص ۱۵۸ ج ۱۵ بحوالہ شامی ص ۳۸۳ جلد ......)

**مسئلہ:۔** مسجد میں قصداً جوتے تبدیل کرنا سخت گناہ ہے۔ اور جو چپل بے کار پڑے ہوں اور ان کا مصرف پھینکنے کے سوا کوئی نہ ہو، ان کو پہن لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(آپ کے مسائل ص ۱۵۲ جلد ۳)

**مسئلہ:۔** جوتہ میں اگر نجاست لگی نہ ہو تو مسجد کے اندر رکھ دینا جائز ہے، اور اگر چوری کا خوف نہ ہو تو مسجد سے باہر رکھنا اولیٰ (بہتر) ہے۔ اور اگر ناپاکی لگی ہو تو بغیر دور کیے ہوئے جوتہ کو مسجد (داخلِ مسجد) میں رکھنا جائز نہیں ہے۔ (امداد الاحکام ص ۴۴۴ جلد ۱)

## ہوسٹل کے کمروں کی مسجد بنانا؟

سوال:۔ ایک ہوسٹل میں ساڑھے تین سو لڑکے رہتے ہیں اس کے اندر چار پانچ کمروں کو توڑ کر ایک مسجد بنالی گئی جس کو باقاعدہ مسجد جیسی شکل و صورت نہیں دی، مذکورہ مسجد میں باقاعدہ نماز، پنجگانہ باجماعت ہوتی ہے، امام و مؤذن کا مکمل انتظام ہے، اور اس میں جمعہ بھی ہوتا ہے، تو کیا اس مسجد کے لیے بھی وہی حکم ہوگا جو کہ دیگر مساجد کے لیے ہے؟

جواب:۔ اس جگہ پر مسجد شرعی کے احکام جاری نہیں ہونگے، یہاں جماعتِ ثانیہ بھی منع نہیں ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۲۵۲ جلد ۱۵)

**مسئلہ:۔** بلڈنگ میں جو کمرہ نماز کیلئے مخصوص کردیا گیا ہو، اس کا حکم مسجد کا نہیں اور نہ اس میں مسجد کا ثواب ملے گا۔ (جماعت کا ثواب ملے گا اگر جماعت کی جائے)۔

(آپ کے مسائل ص ۱۳۸ جلد ۳)

## بغیر اجازت مٹی لے کر مسجد میں لگانا؟

**مسئلہ:۔** غیر مسلم کی (یا مسلم کی) زمین سے بغیر اجازت کے مٹی لینا اور مسجد میں لگانا جائز نہیں ہے۔ ایسا کرنے والے لوگ ظالم اور گنہگار ہیں، اللہ تعالیٰ کے گھر میں پاک مال لگایا جائے، حرام مال اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول نہیں ہے، ان لوگوں کو (جنہوں بغیر اجازت مٹی وغیرہ استعمال کی) اس حرکت سے باز آنا چاہئے اور جس قدر مٹی لی ہے وہ واپس کردیں یا پھر اصل مالک سے اس کو خرید لیں اور قیمت ادا کریں، تب مسجد میں لگائیں۔

(فتاوی محمودیہ ص ۳۰۱ ج ۱۲)

## مسجد کو ہٹا کر راستہ کشادہ کرنا؟

سوال:۔ ہمارے یہاں کارپوریشن کے ذمہ داروں کا خیال ہے کہ جو مسجد راستہ میں آتی ہے اس کی متبادل جگہ اپنے سرمایہ سے خرید کر ہمارے نقشہ کے مطابق مسجد تعمیر کردیتے ہیں۔ کہ آپ اس میں نماز پڑھیئے، ہم مذکورہ مسجد جو راستہ میں پڑتی ہے اس کو توڑ کر راستہ بنائینگے، تو کیا ایسا ہو سکتا ہے؟

جواب:۔ مسجدیں سب اللہ کی ہیں نہ کسی کو ان کو گرانے کا حق ہے اور نہ بدلنے کا حق ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۲۳۱ جلد ۱۵)

## مسجد کو منتقل کرنا؟

**مسئلہ:۔** جو ایک دفعہ مسجدِ شرعی بنادی جائے، وہ ہمیشہ کے لیے مسجد رہتی ہے، اب اس کو وہاں سے منتقل کرنا یا اس کو مکتب کے لیے مخصوص کرنا جائز نہیں ہے، مسجد کو بدستور مسجد ہی رکھا

جائے اور اس میں اذان و جماعت کا بھی اہتمام رہے، جس طرح سے اب تک حفاظت رہی ہے اسی طریقہ سے آئندہ بھی حفاظت کی جائے۔ مسجد کو نہ قیمتاً دینا درست ہے۔ نہ کسی مکان یا زمین کے عوض دینا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۶ جلد ۱۵ و احسن الفتاویٰ ص ۳۵۱ جلد ۶)

## مسجد کو مدرسہ بنانا؟

**مسئلہ** :۔ جو جگہ جب کہ وہ شرعی مسجد بن گئی اور وہاں پر اذان و جماعت ہو رہی ہے تو اب مصالح مذکورہ (کہ مسجد کے قریب غیر مسلموں نے مندر بنالیا ہے، اسلئے اس مسجد کو ایک مدرسہ میں تبدیل کر دیا جائے اور اس سے ہٹ کر اسی نام سے ایک نئی مسجد بنادی جائے) کی وجہ سے اس کو مدرسہ بنانا اور وہاں سے مسجد ہٹا کر اسی کے نام سے دوسری جگہ منتقل کر دینا ہرگز جائز نہیں، وہ ہمیشہ کیلئے مسجد ہے۔ اذان و جماعت کیساتھ اسکو آباد رکھا جائے۔ مندر یا کوئی بھی عمارت قریب ہونے سے نماز میں خلل نہیں آئے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۳۴ جلد ۱۵)

**مسئلہ**:۔ اگر مسجد کی ضرورت ہو تو عاشورہ خانہ کو مسجد بنالینا درست ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۳ جلد ۱۵)

## نئی آبادی میں مسجد بنانا؟

**مسئلہ** :۔ مسجد مسلمانوں کی اہم ضرورت ہے، جہاں آباد ہونگے مسجد کا اہتمام کرینگے اور کرنا بھی چاہیے، اس نو آباد محلہ میں ضرورت ہو تو وہاں بھی مسجد بنالی جائے، مگر اس کو آباد رکھنے کی فکر و کوشش بھی لازم ہے۔ ایسا نہ ہو کہ مسجد تو جوش میں بنالیں اور آباد نہ رکھ سکیں، اس لیے تبلیغ کر کے مسلمانوں کو نمازی بنانا زیادہ ضروری ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۹۱ جلد ۱۵)

## بلا ضرورت مسجد بنانا؟

**مسئلہ** :۔ مسجد اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے بنانا بہت اجر و ثواب کا کام ہے۔ آپس کی ناراضگی کی وجہ سے یا ایک مسجد کو ویران کرنے کے لیے دوسری مسجد بنانا شرعاً مذموم اور ناپسند ہے، لیکن اگر مسجد بنالی گئی اور وقف کر دی گئی تو اس کو بھی آباد رکھنے کی ضرورت ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۳۸ جلد ۱۸)

**مسئلہ** :۔ اگر مسجد قدیم کو نقصان پہنچانے کے لیے عداوت کی وجہ سے دوسری مسجد بنالی جائے تو اس سے ثواب نہیں ملے گا۔ ایسا کرنا شرعاً قبیح ہے۔ لیکن اگر شرعی طور پر وقف کر کے مسجد بنادی گئی تو اس کو آباد کرنا ضروری ہے، اس کو مسجدِ ضرار کہہ کر منہدم کرنا جائز نہیں ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۹ جلد ۱۸)

## خاندانی اعزاز کے لیے مسجد بنانا؟

**مسئلہ** :۔ مسجد اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے بنائے تو اجرِ عظیم ہے، کسی دوسری غرض کے لیے بنائی جائے تو وہ مقبول نہیں۔ اس طرح پر ایسی جگہ بنانا جس سے قدیم مسجد کو ضرر پہنچے ممنوع ہے، نیز جس مسجد کے ذمہ قرض ہے اس کی ادائیگی کی فکر مقدم ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۳ جلد ۱۵)

## قبلہ کیا ہے؟

دوسری آیت میں رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرامؓ کو تسلی دی گئی ہے کہ مشرکینِ مکہ نے اگرچہ آپ ﷺ کو مکہ اور بیت اللہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا۔ اور مدینہ پہنچ کر ابتدائی زمانہ میں سولہ سترہ مہینہ تک آپ ﷺ کو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا، لیکن اس میں آپ کا کوئی نقصان نہیں، نہ آپ کے لیے غمگین ہونے کی وجہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کسی خاص سمت میں نہیں وہ ہر جگہ ہے، اس کے لیے مشرق ومغرب یکساں ہیں، کعبہ کو قبلہ نماز بنائیں یا بیت المقدس کو، دونوں میں کوئی ذاتی خصوصیت نہیں، بلکہ امرِ الٰہی کی تعمیل ہی دونوں جگہ سبب فضیلت ہے۔

دادِ حق را قابلیت شرط نیست بلکہ شرط قابلیت دادہست

اسلئے جب کعبہ کی طرف رُخ کرنے کا حکم تھا اُس میں فضیلت تھی، اور جب بیت المقدس کا استقبال کرنے کا حکم ہو گیا تو اس میں فضیلت ہے، آپ ﷺ دلگیر نہ ہوں، اللہ تعالیٰ کی توجہ دونوں حالتوں میں یکساں ہے، جب کہ مذکورہ بدہ اس کے حکم کی تعمیل کر رہا ہو۔

چند مہینوں کے لیے بیت المقدس کو قبلہ قرار دینے کا حکم دے کر عملاً اور آپ ﷺ نے

قولاً اس بات کو واضح کردیا کہ کسی خاص مکان یا سمت کو قبلہ قرار دینا اس وجہ سے نہیں کہ معاذ اللہ، خدا تعالیٰ اس مکان یا اس سمت میں ہے۔ دوسری جگہ میں نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہر سمت میں یکساں توجہ کے ساتھ موجود ہے، کسی خاص سمت کو قبلہ عالم قرار دینا، دوسری حکمتوں اور مصلحتوں پر مبنی ہے۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کی توجہ کسی خاص سمت یا جگہ کے ساتھ مقید نہیں تو اب اس عمل کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں، ایک یہ کہ ہر شخص کو اختیار دے دیا جائے کہ جس طرف چاہے رُخ کر کے نماز پڑھے، دوسرے یہ کہ سب کے لیے کوئی خاص سمت و جہت معین کردی جائے، ظاہر ہے کہ پہلی صورت میں ایک تشتت وافتراق کا منظر سامنے آئے گا کہ دس آدمی نماز پڑھ رہے ہیں، اور ہر ایک کا رُخ، الگ الگ، اور ہر ایک کا قبلہ جدا جدا ہے، اور دوسری صورت میں تنظیم واتحاد کا عملی سبق ملتا ہے، ان حکمتوں کی بناء پر سارے عالم کا قبلہ ایک ہی چیز کو بنانا زیادہ مناسب ہے، اب وہ بیت المقدس ہو یا کعبہ، دونوں متبرک ومقدس مقامات ہیں۔ ہر قوم اور ہر زمانہ کے مناسب اللہ تعالیٰ کی طرف سے احکام آتے ہیں۔ ایک زمانے تک بیت المقدس کو قبلہ بنایا گیا۔ پھر آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی دلی خواہش کے مطابق اس حکم کو منسوخ کر کے کعبہ کو قبلۂ عالم بنا دیا گیا، ارشاد ہوا:۔

﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ﴾

ترجمہ:۔ ’’کعبہ کو قبلہ بنا دینے کی دلی رغبت کی وجہ سے بار بار آسمان کی طرف منہ اٹھا کر دیکھتے ہیں کہ شاید فرشتہ حکم لے آئے۔ ہم یہ سب دیکھ رہے ہیں، اس لیے اب ہم آپ ﷺ کو اسی قبلہ کی طرف متوجہ کردینگے۔ جس کو آپ چاہتے ہیں، اس لیے اب سے آپ ﷺ اپنا چہرہ نماز میں مسجد حرام کی طرف کیا کریں، اور یہ حکم کچھ آپ ﷺ ہی کے لیے مخصوص نہیں، بلکہ تمام اُمت کے لیے یہی حکم دیدیا گیا۔ کہ تم جہاں کہیں بھی موجود ہو یہاں تک کہ خود بیت المقدس کے اندر بھی ہو تو نماز میں اپنا رُخ مسجد حرام کی طرف کیا کرو۔‘‘

الغرض آیتِ مذکورہ (للہ المشرق والمغرب) نے استقبال قبلہ کی پوری حقیقت کو واضح کردیا کہ اس کا منشاء بیت اللہ یا بیت المقدس کی معاذ اللہ پرستش نہیں، اور نہ ان

دونوں مکانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک مخصوص ہے بلکہ اس کی ذات سارے عالم پر محیط اور ہر سمت میں اس کی توجہ یکساں ہے۔ پھر جو کسی خاص مکان یا سمت کو مخصوص کیا جاتا ہے۔ اس میں دوسری حکمتیں ہیں۔ (معارف القرآن ص ۲۳۵ جلد ۱، سورۂ بقرہ)

# قدیم مسجد کا رُخ صحیح نہیں تو کیا کریں؟

سوال: ۔ پُرانی مسجد پر لینٹرڈ لوانے کا پروگرام ہے، مسجد کو جب ناپا گیا (پیائش کی گئی) تو اس کے اندر تقریباً چھ فٹ کا فرق نکلا، بالکل قبلہ رُخ نہیں تھی۔ مسجد کو قبلہ رخ بنانے کے لیے مسجد کو شہید کر کے دوبارہ تعمیر کرائی جائے یا اسی صورت میں باقی رکھ کر لینٹرڈ لوالیا جائے؟

جواب: ۔ نماز تو اتنے فرق سے بھی ادا ہو جاتی ہے تاہم اس فرق کو نکالنے اور صفوف کا رُخ صحیح کرنے کے لیے صفوف کے نشانات کو صحیح کر دینا بھی کافی ہے تاکہ نشانات پر نماز ادا کی جا سکے۔ تمام مسجد کو گرانے اور شہید کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۳۲ جلد ۱۸ و امداد الاحکام ص ۳۳۵ جلد ۱)

**مسئلہ**: ۔ اگر معمولی قبلہ رُخ میں فرق ہو تب بھی مسجد کو نہ گرایا جائے۔ سمتِ قبلہ میں توسع ہے۔ موسم سردی اور گرمی میں جہاں جہاں سورج غروب ہوتا ہے ان دونوں جگہوں کے درمیان نماز پڑھنے سے بھی نماز ادا ہو جاتی ہے۔ اب تفرقہ پیدا نہ کیا جائے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۳۱ جلد ۱۸)

**مسئلہ**: ۔ سمت معلوم کرنے کی بہت سی علامات فقہاء نے لکھی ہیں۔ قطب بھی ایک دلیل ہے۔ پس اگر سردی و گرمی میں جس جگہ آفتاب غروب ہوتا ہے، اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی جائے تو نماز صحیح ہو جائے گی، یعنی دونوں موسموں کے جائے غروب کے درمیان کا حصہ جہت کعبہ ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۳ جلد ۱۵)

**مسئلہ**: ۔ اب قطب نما کے ذریعہ وہاں صفوں کے نشانات صحیح رُخ پر لگا دیئے جائیں اور ان نشانوں کے موافق جماعت کھڑی کر کے نماز پڑھا کریں۔ تمام مسجد کو توڑنے کی ضرورت نہیں ہے اور جو نمازیں اب تک پڑھی گئی ہیں ان کا اعادہ لازم نہیں ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۲ ۲ جلد ۱۲)

(پہلے زمانہ میں قبلہ کا رُخ معلوم کرنے کے آج کل کی طرح سہولیات نہیں تھیں۔ اگر کہیں پر قدیم مسجد شہید کر کے نئے مسجد تعمیر کی جا رہی ہو تو رخ کو صحیح کر لیا جائے۔ تھوڑے بہت رخ کو صحیح کرنے کے لیے باقاعدہ مسجد کو شہید نہ کیا جائے کیونکہ حضرت مفتی صاحب جو مشورہ دیتے ہیں اس پر عمل کر لیا جائے۔ رفعت قاسمی غفرلہٗ)

## مسجد کا قبلہ سے معمولی فرق کا حکم

سوال:۔ ہمارے یہاں ایک مسجد ہے جس کی لمبائی ساڑھے نو گز ہے۔ چوڑائی پونے چار گز ہے۔ جس میں یہ مسجد قبلہ رخ سے تین ہاتھ ہٹی ہوئی ہے۔ اتر کی طرف دیوار کو جب پچھم تین ہاتھ لی جائے تب اس کا رُخ صحیح ہوگا اور جہت میں سے دکھن قبلہ رخ زیادہ ہٹائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔ معمولی فرق سے نماز خراب نہیں ہوگی، البتہ اگر بجائے مغرب کے شمال یا جنوب کا رخ ہو جائے تو نماز نہیں ہوگی۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۱ جلد ۱۸)

**مسئلہ**:۔ جس مقام پر زمانہ قدیم کی مساجد نہ ہوں اور قواعد شرعیہ کے موافق قبلہ کا رُخ معین کرنے والے مسلمان بھی نہ ہوں، چاند، سورج، ستاروں کو دیکھ کر بھی واقف کار مسلمان رخ متعین نہ کر سکتے ہوں اور آلات رصدیہ کے ذریعہ قلب کو اطمینان ہو جائے تو اسی طرح رخ معین کر کے اس کے موافق نماز ادا کرتے رہیں۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۵۹ جلد ۱۲ و کفایت المفتی ص ۱۳۲ جلد ۳)

## غلط بنیاد پر مسجد کی تعمیر کا حکم

سوال:۔ ایک پُرانی مسجد کی جدید تعمیر کے وقت میں قطب نما سے دیکھا گیا تو آٹھ فٹ کا فرق قبلہ میں آرہا ہے، کیا ایسی صورت میں سابقہ بنیاد پر جدید تعمیر کر لی جائے یا قطب نما سے قبلہ درست کرنا ضروری ہے؟

نیز کتنے فٹ کے فرق سے انحراف سمجھا جائے گا اور نماز درست نہ ہوگی؟ فٹ کی کی تعیین فرمائیں؟

جواب:۔ (۱) دیدہ ودانستہ انحراف کے ساتھ تعمیر ہرگز نہ کی جائے۔ ہوسکتا ہے کہ ابتداء سابقہ مسجد بنانے کے وقت پورا لحاظ قبلہ کا نہ ہوسکا ہو، کوئی ذریعہ اس وقت صحیح علم کا نہ ہو۔ اب جبکہ صحیح علم کا ذریعہ موجود ہے اور دیگر مساجد کو بھی دیکھ لیا جائے۔ قطب نماز سے بھی اندازہ کرلیا جائے تب تعمیر کی جائے۔ (۲) قصداً بالکل انحراف نہ کیا جائے، صحیح علم نہ ہونے کی صورت میں شمال وجنوب کی قوس بنا کر نصف قوس تک انحراف ہوگیا تو بھی نماز کو درست کہا جائے گا، مسجد بڑی اور چھوٹی ہونے سے اس انحراف میں بھی فرق ہوسکتا ہے۔ فٹ کی تعیین دشوار ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۴۰ جلد ۱۸)

**مسئلہ:۔** نماز کی صفوں میں ٹیڑھا پن کمرہ کی وجہ سے ہو، نہ کہ قبلہ کی وجہ سے تو اس میں نماز ادا کرنا بلاشبہ درست ہے، اگرچہ صفیں ٹیڑھی ہونگی مگر رخ صحیح ہوگا۔ اس لیے کہ یہ ٹیڑھا پن کمرہ کی تعمیر کے لحاظ سے ہے، قبلہ رخ کے لحاظ سے نہیں، سو اس میں مضائقہ نہیں۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۵۹ جلد ۱۲)

## مسجد میں محراب بنانا؟

سوال:۔ مسجدوں میں جو محراب بنائے جاتے ہیں یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ کتب فقہ میں عبارات مختلف ہیں، بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور پُرنور ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے زمانہ سے محراب کا ثبوت ہے، بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کے زمانہ سے اس کا رواج شروع ہوا ہے، اسی طرح کتب تاریخ سے بھی مختلف اقوال ظاہر ہوتے ہیں، فقہاء محراب میں کھڑے ہوکر نماز پڑھانے کو مکروہ نہیں لکھتے ہیں۔ لیکن نفسِ محراب بنانے کو مکروہ لکھتے ہیں۔ بلکہ محراب سے باہر کھڑے ہوکر نماز پڑھنے اور محراب میں سجدہ کرنے کو بھی جائز لکھتے ہیں، علیٰ ہذا القیاس محراب کے دوسرے احکام کو بھی ذکر فرماتے ہیں۔ اس مجموعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کہ مساجد میں محراب بنانا جائز ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۲ جلد ۶ بحوالہ کبیری ص ۳۴۸ و بحر ص ۲۵۹ جلد ۲)

**مسئلہ:۔** قبلہ کی دیوار میں بالکل درمیان میں جو محراب نما بنایا جاتا ہے محراب سے وہ مراد ہوتا ہے تاکہ امام کے دونوں طرف صفوں کی مقدار برابر رہے۔ (نظام الفتاویٰ ص ۳۲۱ جلد اول)

**مسئلہ:۔** امام کے قدم (ایڑیاں) در سے باہر ہوں گے تو کراہت نہ رہے گی۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۴۸ جلد ۴)

## محراب بنانے سے مسجد کے گرنے کا خطرہ؟

سوال:۔ کسی مسجد کو وسعت دینے کی وجہ سے محراب اگر درمیان میں نہ رہ پائے اور دیوار توڑ کر محراب درمیان میں بنانے سے اگر مسجد کے گر جانے کا اندیشہ ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب:۔ اگر دیوار توڑ کر درمیان میں محراب بنانا مسجد کے گر جانے کے خطرہ سے دشوار ہے تو بغیر محراب بنائے ہی امام درمیان میں کھڑا ہو جایا کرے، اس طرح کہ دونوں طرف مقتدی برابر ہوں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۴۲ جلد ۱۷)

## کیا محراب داخل مسجد ہے؟

سوال:۔ کیا مسجد کی محراب شامل مسجد ہے یا نہیں؟ اور لوگوں کی کثرت کے وقت امام محراب کے اندر داخل ہو کر نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:۔ محراب تو داخلِ مسجد ہے مگر اسکے باوجود امام کو اس طرح کھڑا ہونا چاہئے کہ اس کے پیر پورے خارج ہوں یا کچھ حصہ خارج ہو اگرچہ داخل محراب کھڑے ہو کر نماز پڑھانے سے بھی نماز ادا ہو جائے گی۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۸ جلد ۱۸)

## محراب کے بجائے صفِ اول میں نماز پڑھانا؟

سوال:۔ ایک مسجد کے اندر کا صحن تین صفوں کا ہے اور امام صاحب کے پاس محراب تک پنکھے کی ہوا نہیں پہنچی تو کیا امام صاحب صف اول میں کھڑے ہو کر نماز پڑھا سکتے ہیں؟

جواب:۔ اگر مقتدیوں کو تنگی نہ ہو، سب مسجد میں سما جائیں تو بجائے محراب کے صف اول میں محراب کی سیدھ میں امام کھڑا ہو جائے، تب بھی مضائقہ نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۳ جلد ۱۵)

**مسئلہ:۔** مسجد کی سابقہ محراب کو بھی وسعت کے لحاظ سے منتقل کر سکتے ہیں۔ (مسجد کی توسیع کے وقت) محراب بیچ میں ہونی چاہئے، تاکہ دونوں طرف کی صف برابر رہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۰ جلد ۱۸)

## محراب میں آفتاب کی تصویر بنانا؟

**مسئلہ:** ۔ محراب میں نقش ونگار اور آفتاب کی تصویر (فوٹو) بنانا منع اور مکروہ ہے، اس سے نمازی کے خشوع وخضوع میں خلل آتا ہے، لیکن آفتاب کی تصویر کے سامنے کھڑے رہ کر نماز پڑھنے کو آفتاب پرستی کے مشابہ ومماثل قرار دینا صحیح نہیں ہے۔

تصویر غیر ذی روح کی ہو تو مکروہ نہیں ہے، کیونکہ اس کی عبادت نہیں کی جاتی، (اگر کسی مسجد کی محراب میں آفتاب کی تصویر بنی ہوئی ہے تو) اس تصویر کے سامنے نماز پڑھنے سے پرستش اور مشابہت کا حکم عائد نہیں ہوگا مگر خشوع وخضوع میں خلل انداز ہونے کی وجہ سے ایسی تصاویر کا نمازی کے سامنے ہونا ممنوع اور مکروہ ہوگا۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۷۰ جلد ۲ بحوالہ شامی ص ۶۰۷ جلد ۱)

## بڑی مسجد کی صفوف کو دائیں بائیں سے کم کرنا؟

سوال: ۔ جامع مسجد کی چوڑائی تقریباً چار سو فٹ سے زائد ہے، جب جماعت کھڑی ہوتی ہے لوگ (دوڑتے ہوئے دائیں بائیں جانب صفِ اول میں جا ملتے ہیں، اس طرح بعض مرتبہ ان کی ایک رکعت بھی فوت ہوجاتی ہے۔ اور نمازیوں میں بیمار، بوڑھے ضعیف بھی ہوتے ہیں، صفِ اول کے پورا کرنے میں لمبی صف ہونے کی وجہ سے پریشانی ہوتی ہے۔ نمازیوں کی رائے ہے کہ صف کو ایک خاص حد تک محدود بنادیا جائے اور دونوں جانب باقی چھوڑ دیا جائے تا کہ امام صاحب کے پیچھے نمازی ایک خاص حد تک کھڑے ہوں۔ اور اگر دوسری صف بھی لگ جائے تو اس کے مطابق اسی کے سیدھ میں قائم کی جاسکے۔ کیا اس کی اجازت ہے؟

جواب: ۔ جو حصہ ایک مرتبہ مسجد بنادیا گیا ہے دائیں بائیں اس کو مسجد سے خارج کرنے کی تو کسی صورت میں اجازت نہیں وہ ہمیشہ کے لیے مسجد ہے، البتہ عذرِ مذکورہ کی وجہ سے دونوں جانب کچھ خالی جگہ چھوڑ دی جائے اور امام وسط ہی میں رہے۔ اور دوسری پھر تیسری صف بھی صفِ اول کی طرح ہوجائے تو اس کی وجہ سے دوسری تیسری صف والے

نماز میں صفِ اول کی فضیلت سے تو ضرور محروم رہینگے۔ لیکن فضیلت جماعت بلاتردد حاصل ہو جائے گی۔ لیکن اس صورت میں مکروہ ہونے میں اختلاف ہے۔ ہاں اگر رکعت فوت ہونے کا خوف ہو مثلاً امام رکوع میں ہو تو پھر دوسری صف میں شریک ہو جانا مکروہ نہیں بلکہ رکعت حاصل کے لیے ایسا کرنا افضل ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۸۸ ج ۱۸ بحوالہ شامی ص ۳۸۳ ج ۱)

## مسجد کے بجائے مکان میں صف کا چھوٹی بڑی ہونا؟

سوال:۔ ایک مکان ہے جس میں نماز با جماعت ہوتی ہے مگر مکانیت کی وجہ سے صفیں چھوٹی بڑی بچھائی جاتی ہیں تو اس طرح نماز با جماعت و جمعہ پڑھ سکتے ہیں؟

جواب:۔ مکان کے رخ پر صفوف کا ہونا ضروری نہیں، جہت قبلہ پر صفوف قائم کی جائیں، اگر چہ بعض چھوٹی بعض بڑی ہو جائیں، پنج وقتہ نماز درست ہے۔

اگر وہاں (مکان میں) ہر ایک کو شرکتِ نماز کی اجازت ہو، کوئی رکاوٹ نہ ہو تو وہاں جمعہ بھی درست ہے۔ اگر وہاں پر مسجد نہیں ہے تو مسجد بنانے کی کوشش کی جائے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۷ جلد ۱۷)

**مسئلہ:۔** جگہ کی تنگی کے سبب پہلی صف چھوٹی ہو، دوسری تیسری صفیں بڑی ہوں تو حرج نہیں، جائز ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۲۹ جلد ۱۰)

## امام کا مسجد کے وسط میں کھڑا ہونا؟

**مسئلہ:۔** امام کو ایسی جگہ کھڑا ہونا چاہئے کہ اسکے شمال و جنوب میں حدودِ مسجد کے اندر اندر دونوں طرف نمازی برابر ہوں، یہی حکم برآمدہ و صحنِ مسجد کا ہے۔ اگر اس مسجد کی محراب بالکل وسط میں ہے اور برآمدہ و صحن میں کسی جانب اضافہ ہے تو اصل مسجد کی محراب کی سیدھ میں برآمدہ و صحن میں کھڑا ہونا ضروری نہیں، بلکہ برآمدہ و صحن میں جو جگہ وسط ہو وہاں کھڑا ہو۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۵۲ جلد ۱۸)

## مسجد کی زمین میں مدرسہ کیلئے مکان بنانا؟

سوال:۔ محلہ کی مسجد کے قبضہ میں وقف ایک زمین ہے، ارکانِ مدرسہ کا خیال ہے

کہ اس زمین کو مدرسہ کے پیسوں سے کرایہ کے طور پر لے لیا جائے اور ماہانہ زمین کا کرایہ جو طے ہوا ہے مسجد کے صرفہ میں لے لیا جائے۔ پھر مدرسہ اپنے پیسوں سے مسجد کی زمین پر تعمیر کر کے اس عمارت کو کرایہ پر دے اور جو کرایہ وصول ہوا ہے مدرسہ اپنے صرفہ میں لے لے، اربابِ مدرسہ کا خیال ہے کہ زمین پٹہ پر معین مدت کے لیے لکھوائی جائے اور اس پر عمارت بنا کر آمدنی کی صورت کی جائے، تو کیا مدرسہ کے ٹرسٹ سے موقوفہ زمین کو پٹہ پر لکھوایا جا سکتا ہے؟

جواب:۔ اگرچہ مسجد کو اس موقوفہ افتادہ زمین کی ضرورت فی الحال نہیں ہے لیکن آئندہ توسیع وغیرہ کے موقع پر ضرورت ہو سکتی ہے۔ اور اس پر مدرسہ کا مکان بن جانے کے بعد اس کو حاصل کرنا مشکل ہے اور قانونی اعتبار سے بھی دشوار ہے اس لیے پٹہ پر طویل مدت کر کے کرایہ پر دینے کی اجازت نہ ہوگی۔ نیز جب کہ موقوفہ زمین پر مدرسہ کی رقم سے عمارت بنے گی تو مسجد کا وقف مدرسہ کے وقف کے ساتھ مخلوط ہو جائے گا، یہ بھی درست نہیں ہے۔ اس لیے اس قسم کا معاملہ نہ کیا جائے۔

اگر فی الواقع افتادہ زمین مسجد کے کسی مصرف کی نہ ہو، نہ آئندہ اس کی ضرورت کی توقع ہو، کرایہ کے قابل بھی نہ ہو، بے کار محض ہو، نیز فناء مسجد (متعلقہ مسجد) کا حکم نہ رکھتی ہو تو اہل محلہ کے اتفاق سے اسے فروخت کر کے اس کے عوض دوسری جگہ خرید لی جائے، بشرطیکہ دوسرے کے قبضہ میں جانے سے مسجد و نمازیوں کو ضرر اور تکلیف پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۴۴ جلد ۱۰)

## مسجد کی بچی ہوئی زمین پر درسگاہ بنانا؟

سوال:۔ مسجد کی بچی ہوئی زمین پر مدرسہ کی درسگاہیں یا مدرسین وطلباء کے رہنے کے گھر بنا سکتے ہیں۔ یا نہیں؟

جواب:۔ جو جگہ مسجد کی ہے اس میں اگر طلباء کے رہنے اور تعلیم کیلئے عمارت بنائیں تو اس جگہ کا کرایہ مناسب تجویز کر لیا جائے اور مدرسہ کی طرف سے وہ مسجد کو ادا کر دیا کریں۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص ۹۵ جلد ۶ و فتاویٰ محمودیہ ص ۲۳۱ جلد ۱۷)

## مدرسہ کے زیر تولیت مسجد کا حکم؟

سوال:۔ جو مسجد مدرسہ کے زیر تولیت ہو اس کا نظام وانصرام مدرسہ کے متعلق ہے، مدرسہ ہی کی جانب سے امام ومؤذن کا تقرر عمل میں آتا ہے، مدرسہ کی طرف سے ہی اس کی مرمت وغیرہ پر مصارف کیے جاتے ہیں، کیا مسجد کے تنگ ہو جانے کی وجہ سے اس کی توسیع کے لیے مدرسہ کی زمین لے کر مسجد کی توسیع کی جاسکتی ہے؟

جواب:۔ جو زمین مصالح مدرسہ کے لیے ہو اور اہل مدرسہ کے نزدیک مسجد کی توسیع کی ضرورت ہو تو اس زمین کو داخل مسجد کر کے توسیع کی اجازت ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۵۹ جلد ۱۸)

## مدرسہ کا راستہ مسجد میں کو؟

**مسئلہ** :۔ اگر مدرسہ مسجد سے ہی متعلق ہے اور اس کا دروازہ دوسری جانب نہیں کیا جاسکتا تو مجبوراً مسجد میں آنے جانے کی اجازت ہوگی۔ ایسی حالت میں مسجد کو مرور (جانے) کی شامی نے اجازت دی ہے۔ اگر دوسری جانب کو راستہ بن سکتا ہو تو دوسری جانب راستہ بنا دیا جائے، یہی احوط ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۴۵ جلد ۱۸)

## مسجد کے دالان میں مدرسہ؟

سوال:۔ مسجد کے شمالی وجنوبی دالانوں میں مدرسہ عربی کی شاخ کے نام سے قائم ہے، جس میں طلبہ پڑھتے ہیں، اور علماء پڑھاتے ہیں، لیکن اسکو اوقاف والے پسند نہیں کرتے اور ہٹانا چاہتے ہیں، کیا یہ عمل شرعاً صحیح ہے؟

جواب:۔ اگر یہ واقف کی منشاء اور رضامندی سے ہے تو اسکو ہرگز نہ ہٹایا جائے ورنہ کرایہ کا معاملہ کرلیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۳۸ جلد ۱۵)

## مسجد کی آمدنی مدرسہ پر صرف کرنا؟

سوال:۔ مسجد کی آمدنی تقریباً دو ہزار ہے مگر اس رقم کو منتظمین مدرسہ کے اخراجات

میں صرف کردیتے ہیں۔ اور مسجد کی مرمت اور روشنی وغیرہ کا کام چندہ یا چرم قربانی سے کرتے ہیں، کیا اس طرح کرنا جائز ہے؟

جواب:۔ یہ صورت جائز نہیں، مسجد کی آمدنی مدرسہ میں خرچ نہ کی جائے قیمت چرم قربانی تنخواہ یا مرمت وغیرہ میں خرچ کرنا درست نہیں ہے۔ ایسا کرنے سے اتنی مقدار کا ضمان لازم ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۹۹ جلد ۱۸)

**مسئلہ:۔** مدرسہ کے پیسہ سے جو چیز خریدی گئی وہ مدرسہ ہی کی ضرورت میں استعمال کی جائے، اسی طرح مسجد کے پیسہ سے خریدی ہوئی چیز مسجد ہی کی ضرورت میں استعمال کی جائے۔ اگر ایسی چیز جس مقصد کے لیے خریدی گئی تھی اب وہ مقصد ختم ہوگیا، مثلاً مدرسہ کی ضرورت نہیں رہی اور مسجد کے لیے یا امام صاحب کے لیے ضرورت ہو تو مدرسہ سے خرید کر استعمال کریں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۳ جلد ۱۸)

**مسئلہ:۔** جو زمین دوکانیں بنانے کے لیے مسجد کے لیے وقف کردی ہے اس کو فروخت کرکے اس کی رقم کو مدرسہ کے تعلیمی کام میں خرچ کرنے کی اجازت نہیں، اگرچہ وہ مدرسہ اسی مسجد سے متعلق ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۷۳ جلد ۱۵)

## مدرسہ کی زمین میں مسجد بنانا؟

سوال:۔ مدرسہ میں مسجد شرعی بنانا ضروریات مدرسہ میں شامل ہوکر مسجد شرعی ہوجائے گی یا نہیں؟

جواب:۔ اگر کوئی قریب میں دوسری مسجد نہیں جس میں اہل مدرسہ نماز ادا کرسکیں یا مسجد تو موجود ہے مگر تنگ ہے کہ سب اس میں سما نہیں سکتے یا وہاں نماز پڑھنے کیلئے جانے سے مدرسہ کی مصالح فوت ہوتی ہیں مثلاً وقت کا زیادہ حرج ہوتا ہے یا مدرسہ کی حفاظت نہیں رہتی وغیرہ وغیرہ تو مدرسہ کی زمین میں مسجد بنانا ضروریات مدرسہ میں داخل ہے، ایسی حالت میں وہ مسجد مسجد شرعی ہوگی۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۲۶ ج ۲)

پی ڈی ایف کنندہ نوید فلاحی

☆

## مسجد کی وقف زمین میں مدرسہ بنانا؟

سوال:۔ ایک شخص نے مسجد کے نام مکان کر دیا تھا، کمیٹی نے اس مکان سے کرایہ دار کو نکال کر وہاں مدرسہ تعمیر کرانے لگے ہیں اور جو کچھ مسجد کی آمدنی تھی وہ ختم ہو گئی، کیا یہ جائز ہے؟

جواب:۔ مسجد کے وقف شدہ مکان پر مدرسہ تعمیر کرا کے مسجد کی آمدنی ختم کرنا جائز نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۵۵ جلد ۱۲)

## ویران شدہ مسجد کی جگہ پر مدرسہ بنانا؟

سوال:۔ ہمارے یہاں ایک مسجد بالکل مسمار ہو گئی ہے، اب صرف زمین باقی ہے دوسری کوئی علامت باقی نہیں ہے، لوگ اس زمین کی بے حرمتی کرتے ہیں، تو کیا اس جگہ پر مدرسہ بنا دیا جائے؟

جواب:۔ مسجد کی زمین پر عمارت رہے یا نہ رہے وہ جگہ قیامت تک مسجد کے حکم میں رہے گی، لہٰذا اس کا ادب واحترام اور تعظیم وتکریم واجب ہے اور بے حرمتی حرام ہے اور جب تک مدرسہ کا انتظام نہ ہو جماعت خانہ چھوڑ کر کسی اور جگہ بچوں کی تعلیم دی جا سکتی ہے، اگر مسجد تعمیر نہ کر سکتے ہوں تو کم از کم چہار دیواری بنا کر اس کا احاطہ کر لیا جائے تاکہ مسجد کی بے حرمتی نہ ہو، ورنہ آس پاس کے سب مسلمان گنہگار ہونگے اور اس کی وجہ سے کسی آفت میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے، مسجد کی جگہ میں مدرسہ بنانے کی شرعاً اجازت نہیں ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۸۵ جلد ۶ بحوالہ درمختار وشامی ص ۵۱۳ ج ۳)

## مسجد میں امام کے لیے کمرہ بنانا؟

**مسئلہ** :۔ امام وغیرہ کے لیے مسجد میں کمرہ بنانا مسجد ہی کی ضروریات میں داخل ہے۔ جیسے غسل خانہ وغیرہ مسجد کی ضروریات میں داخل ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۸ جلد ۶)

## مسجد کی چھت پر امام کے لیے کمرہ بنانا؟

سوال:۔ ایک مسجد تین منزلہ ہے، اس میں امام ومؤذن کے رہنے کی کوئی جگہ

نہیں ہے، نیز مسجد کی احاطہ میں بھی کوئی ایسی جگہ نہیں ہے، کہ کمرہ بنا سکیں تو کیا مسجد کی چھت پر امام کے لیے کمرہ یا دینی مدرسہ ورہائش گاہ طلباء بنانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ اجازت نہیں ہے۔ اور مسجد کی چھت پر مسافر خانہ بنانے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۸ جلد ۱۸ بحوالہ بحرالرائق ص ۲۵۱ جلد ۵)

**مسئلہ:۔** مسجد کی چھت پر امام صاحب کے لیے کمرہ بنانا جائز نہیں ہے، ہاں غسل خانہ، وضوخانہ، استنجاء خانہ وغیرہ جو خارج مسجد (فناء مسجد) کے درجہ کی عمارت ہو اسکی چھت پر امام صاحب کیلئے کمرہ بنایا جا سکتا ہے، اسلئے جو جگہ ایک مرتبہ عین مسجد ہو جاتی ہے، یعنی محض نماز و ذکر وغیرہ عبادات خالصہ محضہ کے لیے ہے وہ قیامت تک کے لیے تحت الثریٰ سے لے کر عنانِ سماء تک مسجد ہو جاتی ہے۔ (نظام الفتاویٰ ص ۳۱۳ جلد ۱ بحوالہ شامی ص ۳۴۱ جلد ۱ و کفایت المفتی ص ۱۱۲ جلد ۳)

## امام کا مع اہل وعیال احاطہ مسجد میں رہنا؟

**مسئلہ:۔** احاطہ مسجد میں امام و مؤذن کے لیے کمرہ بنا ہو تو اس میں امام و مؤذن کا رہنا درست ہے۔ لیکن بچوں کے ساتھ رہنے میں عموماً بے پردگی ہوتی ہے، استنجاء کی جگہ الگ نہیں ہوتی اور بچوں کے شور وشعب کی وجہ سے نمازیوں کو تکلیف اور حرج بھی ہوگا، اس لیے ممنوع ہوگا، اگر یہ خرابیاں نہ ہوں تو جائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۹۵ جلد ۶)

## امام کا کمرہ داخل مسجد کر کے اوپر کمرہ بنانا؟

سوال:۔ مسجد سے ملا ہوا امام صاحب کا کمرہ ہے جو اس وقت خارج مسجد ہے، لیکن اب مسجد کی توسیع کا ارادہ ہے تو کیا امام صاحب کے کمرہ کو نیچے سے مسجد میں شامل کر لیں اور اوپر کے حصہ میں رہیں تو کیسا ہے؟

جواب:۔ اگر اس کمرہ کو نماز کیلئے مسجد میں داخل کر کے مسجد قرار دیا جائے تو بالائی حصہ پر بھی ایسا کمرہ بنانا درست نہیں، جس میں امام صاحب قیام کریں۔ اگر اس کو مسجد بنانا مقصود نہیں، صرف یہ مقصود ہے کہ وقت ضرورت وہاں بھی نمازی کھڑے ہو جایا کریں اور اوپر والے حصے میں امام صاحب رہیں تو یہ درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۲ جلد ۱۵)

## امام کا مسجد میں پلنگ بچھا کر لیٹنا؟

سوال :۔ جس مسجد میں امام کے رہنے کے لیے کمرہ نہ ہو تو وہاں امام مسجد میں چارپائی پر لیٹ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب :۔ مسجد کے احترام کے خلاف ہے اور دوسروں کے لیے موجب توحش ہے، آج کل مسجد میں چارپائی بچھانے کو مسجد کی بے ادبی تصور کیا جاتا ہے، ایسے مسائل میں عرف عام کا لحاظ چاہئے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۸ ج ۱۵ و احسن الفتاویٰ ص ۴۵۲ جلد ۶)

## مسجد کی چیزوں کا امام و مؤذن کے لیے استعمال کرنا؟

**مسئلہ** :۔ مسجد میں دو قسم کی چیزیں ہوتی ہیں، پہلی قسم محلّہ والے دیتے ہیں، وہ اگر امام صاحب کو اپنے کمرہ میں استعمال کی اجازت دیں تو درست ہے۔

دوسری قسم منتظمین مسجد کے لیے خریدتے ہیں، اگر وہ اجازت دیں تو ان کی اجازت سے درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۲ جلد ۱۸)

## امام کا مسجد میں تجارت کرنا؟

**مسئلہ** :۔ مسجد میں جہاں نماز پڑھی جاتی ہے وہاں کپڑا وغیرہ رکھ کر تجارت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ اگر امام اس سے باز نہ آئے تو وہ علیحدگی کا مستحق ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۷۸ جلد ۱۸)

(لیکن اگر وہ امام اپنے کمرہ میں تجارت کرے یا خارج مسجد تو جائز ہے۔ (رفعت)

**مسئلہ** :۔ مسجد کے کمرہ میں جانے کا دروازہ مسجد سے علیحدہ باہر سڑک کی طرف سے ہو تو اس میں عورت کے ساتھ رہنا منع نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۷۳ ج ۱۵)

## مسجد کا غلہ فروخت کرنے والا ضامن ہے

**مسئلہ** :۔ مسجد کا غلہ ایک آدمی نے فروخت کر دیا اور پیسوں کا ذمہ دار فروخت کرنے والا ہو گیا پیسے آجائیں گے لیکن خریدار نے پیسے نہیں دیئے تو فروخت کرنے والا مسجد کو قیمت دے اور خریدار سے وصول کرے یا معاف کرے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۴۲ جلد ۱۸)

## مسجد کے درخت کے پھل کا حکم؟

سوال:۔ مسجد کے اندر پھل کا درخت ہے، تو کیا یہ پھل کس کے لیے ہے۔ اور اگر اس مسجد میں تبلیغی جماعت پہنچ جائے، تو یہ پھل ان کو کھلا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:۔ ظاہر ہے کہ وہ درخت مسجد کا ہے، پھل کی قیمت مسجد میں دیدی جائے پھر جس کو دل چاہے کھلا دیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۴۳ جلد ۱۸)

(اگر درخت لگانے والے نے عام نمازیوں کے لیے لگایا ہے تو سب کے لیے جائز ہوگا۔ (رفعت قاسمی غفرلہٗ)

## مسجد کی بالائی منزل پر سفراء کا قیام کرنا؟

**مسئلہ** :۔ مسجد شرعی اور اس کے اوپر کا حصہ بھی مسجد کے حکم میں ہے اس کو مسافر خانہ کے طور پر استعمال کرنا درست نہیں۔ مسجد کی حرمت باقی نہیں رہے گی۔ سفیروں کے لیے مسجد کے علاوہ کوئی قیام گاہ نہ ہو تو ان سفراء کو ٹھہرایا جا سکتا ہے۔ جو مسجد کا کما حقہ ادب، واحترام کر سکتے ہوں، اور جو احتیاط نہیں کرتے ان کو اجازت نہ دی جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۹۶ جلد ۶)

## مسجد میں داخل ہونے کی دعا کہاں سے پڑھی جائے؟

سوال:۔ ایک شاہی مسجد ہے اس کا بیرونی احاطہ بہت وسیع ہونے کی وجہ سے اصل مسجد کے حدود علیحدہ ہیں۔ ایسی صورت میں مسجد میں داخل ہونے کی دعاء کون سے دروازہ داخل ہوتے وقت پڑھی جائے؟

جواب:۔ جو جگہ نماز کے لیے متعین اور وقف ہے کہ وہاں ناپاکی کی حالت میں جانا جائز نہیں خواہ مسقّف (چھت والی) ہو یا غیر مسقّف (بغیر چھت کی) ہو، وہاں پیر رکھتے وقت دعاء پڑھی جائے۔ جو جگہ مسجد کے مسقّف حصہ یا غیر مسقّف حصہ سے متصل ہے اور نماز کے لیے متعین نہیں اور ناپاکی کی حالت میں وہاں جانا منع نہیں، وہ شرعاً مسجد نہیں اگرچہ احاطہ میں داخل ہو، وہاں ہوتے وقت دعاء نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۱۶ جلد ۱۸ و آپ کے مسائل ص۱۴۰ جلد ۳)

**مسئلہ** :۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں اندر داخل کرنا چاہئے اور باہر نکلتے

وقت پہلے بایاں پاؤں باہر نکالنا سنت ہے۔ اور داخل ہوتے وقت یہ دعاء کرے:

(اللھم افتح لی ابواب رحمتک)

اور مسجد سے نکلتے وقت یہ پڑھے۔ (اللھم انی اسئلک من فضلک.)

(مسلم شریف ص ۲۴۸ جلد اول)

## مسجد میں آتے اور جاتے وقت سلام کرنا؟

سوال:۔ (۱) اگر مسجد میں کوئی نہ ہو تو اس صورت میں مسجد میں داخل ہوتے ہوئے یا نکلتے ہوئے سلام کرنا کیسا ہے؟ (۲) بعض مرتبہ مسجد کے کل حاضرین نماز میں مشغول ہوتے ہیں آنے والا سلام کرتا ہے یا کچھ نماز میں کچھ وضو میں اور کچھ نماز کے انتظار میں، اس صورت میں داخل ہونے والا سلام کرتا ہے، ایسا کرنا کیسا ہے؟ (۳) یہی صورت نکلتے وقت ہوتی ہے۔ کہ جانے والا سلام کر کے چلا جاتا ہے جب کہ لوگ اپنی سنتوں میں مشغول ہوتے ہیں؟

جواب:۔ (۱) یہ طریقہ ٹھیک ہے، اس طرح کہنا چاہئے۔ (السلام علینا و علیٰ عباداللہ الصالحین.) مگر یہ داخل ہوتے وقت تو ثابت ہے، نکلتے وقت کسی کتاب میں نہیں دیکھا ہے۔ (۲) یہ بھی مکروہ ہے، ردالمختار میں یہ مسئلہ موجود ہے۔ (۳) یہ بھی مکروہ ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۳۷۹ جلد ۱۵)

**مسئلہ**:۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا چاہئے۔ بشرطیکہ لوگ بیٹھے ہوں، تلاوت یا درس وغیرہ میں مشغول نہ ہوں، اور اگر مشغول ہوں تو منع ہے۔ اگر مسجد میں کوئی نہ ہو یا نماز پڑھتے ہوں اور وہ نہ سن سکتی تو ایسی صورت میں (آہستہ) کہنا چاہئے۔

(السلام علینا ربنا و علیٰ عباداللہ الصالحین)

(فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۵۶ جلد ۳ بحوالہ شامی ص ۵۷۶ ج ۱ و آپ کے مسائل ص ۱۳۹ جلد ۳ و نظام الفتاویٰ ص ۳۱۰ جلد ۱۔ و احسن الفتاویٰ ۱۵۵ جلد ۶، در مختار ص ۵۷۸ جلد اول)

## تبلیغی نصاب مسجد کے مائک پر پڑھنا؟

سوال:۔ مسجد میں اذان اور کسی عالم کی تقریر کے لیے مائک لگایا گیا، اب اگر اس پر

قرآن کریم، نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، نظم یا تبلیغی نصاب وغیرہ پڑھی جائے تو جائز ہے۔ یا نہیں، جبکہ اس وقت کچھ لوگ نماز بھی پڑھتے رہتے ہیں؟

جواب: ۔ تبلیغی نصاب ان لوگوں کو سنانا مقصود ہوتا ہے جو وہاں پر موجود ہوں اگر بغیر مائک کے آواز تک پہنچ جاتی ہے تو پھر کیوں مائک پر ان کو سنایا جاتا ہے، اس لیے اس مقصد کے لیے مائک استعمال نہ کریں خاص کر جب کہ نمازیوں کو اس سے پریشانی ہوتی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۳۵ جلد ۱۸)

## مسجد میں پیسہ دینے والوں کا اعلان کرنا؟

سوال: ۔ مسجد میں چندہ دینے والوں کا نام اگر مائک پر لیا جائے تا کہ دوسروں کو بھی رغبت ہو، تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ۔ درست ہے لیکن اس کا خیال رہے کہ مسجد کو کمائی کی جگہ اور کمائی کا ذریعہ نہ بنائیں، مسجد سے علیحدہ اس کا انتظام کر لیا جائے، لیکن اگر اعلان کرانے والے کا مقصد یہ ہے کہ میرا نام سب کو معلوم ہو جائے کہ اس نے اتنا پیسہ دیا ہے، تو یہ مقصد غلط ہے۔ شہرت اور ناموری کی نیت سے مسجد میں پیسہ دینا اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول نہیں ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۳۱۰ ج ۱۸)

## فیس دے کر اعلان کرانا؟

سوال: ۔ گاؤں کے لوگ اپنی کسی چیز کی بابت مسجد کے لاؤڈ سپیکر پر اعلان کرائیں جب کہ مسجد کی کمیٹی اعلان کرانے کی فیس لیتی ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب: ۔ اہلِ مسجد کو اس کے استعمال پر معاوضہ لینا درست ہے۔ دینے والا رضامندی سے معاوضہ دیتا ہے تو نفس استعمال مائک کے معاوضہ میں مضائقہ نہیں ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۰ جلد ۱۸)

## مسجد کے مائک پر چندہ دینے والے کا نام پکارنا؟

**مسئلہ**: ۔ مسجد کے مائک پر اس طرح اعلان کرنے میں ترغیب بھی ہے۔ اور مفسدہ بھی ہے،

ترغیب تو ظاہر ہے، مفسدہ دو طرح ہے۔ ایک اس طرح کہ اس نام بنام اعلان کی وجہ سے لوگ تعریف کریں گے۔ اس تعریف کی وجہ سے بعض آدمی چندہ دیں گے تاکہ ہمارا نام بھی بولا جائے اور لوگ سن کر ہماری بھی تعریف کریں، سو یہ نیت اخلاص کے خلاف ہے۔ جس سے ثواب ضائع ہو جاتا ہے، دوسرے اس طرح مفسدہ ہے کہ جس نے چندہ کم دیا ہے اس کو شرمندگی ہوگی اور لوگ حقارت کی نظر سے دیکھیں گے۔ عار دلائیں گے۔ یہ ناجائز ہے۔ اس لیے اعلان کی یہ صورت قابل احتراز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۴ جلد ۸)

## مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کرنا؟

**مسئلہ** :۔ اگر کوئی چیز مسجد میں پڑی ہوئی ملے اس کا اعلان مسجد میں کرنا جائز ہے۔ باہر کسی کی کوئی چیز گم ہوئی ہو، اس کی تلاش کے لیے (داخل) مسجد میں اس کا اعلان کرنا جائز نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس شخص کے لیے بددعاء فرمائی ہے۔ (**لا ردالله علیک**) یعنی خدا کرے تیری گمشدہ چیز نہ ملے۔

**مسئلہ** :۔ مسجد میں واقع مدرسہ کے لیے قربانی کی کھالیں جمع کرنے کا اعلان جائز ہے، ایک دو بار کر دیا جائے، مگر یہ یاد رہے کہ اس اعلان کی وجہ سے کسی نمازی کی نماز میں خلل نہ پڑے۔ (آپ کے مسائل ص ۱۴۳ ج ۳)

**مسئلہ** :۔ مسجد میں بغیر اعلان کے طلب و تفتیش درست ہے، اعلان کرنا ہو تو وضو خانہ، دروازۂ مسجد میں اعلان کرے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۵۴ ج ۱۵)

**مسئلہ** :۔ گمشدہ بچے کا اعلان انسانی جان کی اہمیت کے پیش نظر جائز ہے اور جو چیزیں مسجد میں ملی ہوں جیسے کسی کی گھڑی وغیرہ۔ اس کا اعلان جائز ہے کہ فلاں چیز ملی ہے جسکی ہو لے لے۔ نیز جو لاؤڈ اسپیکر مسجد میں استعمال ہوتا ہو اسکو گناہ کے کام کے لیے استعمال کرنا جائز نہیں۔ (آپ کے مسائل ص ۱۴۴ ج ۳، معارف السنن ص ۳۱۲ جلد اول، کتاب الفقہ ص ۴۵۹ جلد اول)

☆☆

## مسجد کے مائک پر اعلان جب کہ اس کے پھول میناروں پر ہیں؟

سوال: ۔ مسجد کا مائک لوگوں کے چندہ سے خرید کیا گیا ہے، اور خریدنے والوں کی نیت یہ تھی کہ اعلان کیا کرینگے۔ مائک مسجد کے کمرہ میں رکھا ہوا ہے اور اس کے لاؤڈ اسپیکر کے پھول مسجد کے میناروں پر ہیں تو کیا اعلان کرنا جائز ہے؟

جواب: ۔ اگر اذان کے علاوہ کوئی اور اعلان کرنا چاہتے ہیں تو اس جگہ اعلان نہ کریں۔ مثلاً کسی گمشدہ چیز کو تلاش کرنا ہو یا کسی اور بات کی خبر دینی ہو، جس کا تعلق نماز اور مسجد سے نہ ہو تو خارجِ مسجد یہ کام کریں۔ میناروں پر مائک کے پھول اس کے لیے استعمال نہ کریں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۵۹ جلد۱۸، نظام الفتاویٰ ص۳۰۱ ج۱)

**مسئلہ:** ۔ داخلِ مسجد میں نمازِ جنازہ کا اعلان تو نمازیوں کی اطلاع کے لیے صحیح ہے، مگر گمشدہ چیز کی تلاش کے لیے مسجد میں اعلان جائز نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل ص۱۴۳ جلد۳)

## مائک پر مسجد کے اندر سے اذان دینا؟

سوال: ۔ ہمارے یہاں مسجد میں اذان کے لیے لاؤڈ اسپیکر مسجد کے اندر صفِ اول میں داہنی جانب الماری میں نصب کر دیا گیا ہے۔ اذان مسجد کے اندر پہلی صف کی جگہ پر کھڑے ہوکر پڑھنی پڑتی ہے۔ کیا مسجد کے اندر اذان دینا مکروہ ہے؟

جواب: ۔ مسجد کے اندر اذان مکروہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہاں سے آواز دور تک نہیں پہنچتی ہے جس سے اذان کا مقصد پوری طرح حاصل نہیں ہوتا، اس لیے بلند جگہ پر اذان دینا مستحب ہے تاکہ دور تک آواز پہنچے۔ فی نفسہٖ اذان کوئی ایسی چیز نہیں کہ احترام مسجد کے خلاف ہو۔ صورتِ مسؤلہ میں اذان کی آواز مائک سے دور تک پہنچے گی اور مقصد پوری طرح حاصل ہو جائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۳۳ جلد۱۵)

# ایک سے زائد مسجدوں میں مائک پر اذان؟

**مسئلہ:۔** جب ایک مسجد کے مائک سے سب گاؤں میں اذان کی آواز پہنچ جاتی ہے اور نماز کے اوقات قریب ہی قریب ہیں تو دوسری مسجد میں مائک لگانا بے ضرورت ہے، اس کے لیے مسجد کا پیسہ صرف نہ کیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۵۹ جلد ۱۸)

# مسجد کے مائک کا اذان کے علاوہ استعمال؟

سوال:۔ مسجد کے لاؤڈ اسپیکر میں صبح کے وقت حدیث شریف پڑھی جاتی ہے جب کہ مسجد میں کوئی شخص نہیں ہوتا، گھروں میں مرد وعورت دھیان سے نہیں سنتے، ایسی صورت میں پڑھنا کیسا ہے؟

جواب:۔ جب کہ مسجد میں کوئی آدمی موجود نہیں ہے اور اپنے اپنے مکانوں میں مرد وعورت اپنے کاموں میں مشغول ہیں، کوئی متوجہ نہیں تو ایسی حالت میں لاؤڈ اسپیکر پر حدیث شریف سنانا بے محل ہے۔ اس سے پرہیز کیا جائے۔

**مسئلہ:۔** مسجد میں جو بچے پڑھنے کے لیے آتے ہیں ان کی تعلیم کے لے ان کو تقریر کی مشق کرانا اور نعت پڑھوانا بھی درست ہے۔

**مسئلہ:۔** محلہ میں جو گھروں میں تبلیغ ہوتی ہے۔ اس کا اعلان بھی درست ہے۔ گمشدہ بچے کا اعلان مسجد سے خارج کیا جائے۔

**مسئلہ:۔** مسجد میں اگر کوئی جلسہ ہو تو اس وقت حمد ونعت اور تقریر وعظ کے لیے مسجد کے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کرلیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۱ وص ۲۲۶ ج ۱۷)

# مسجد میں ٹیپ ریکارڈ سے وعظ سننا؟

**مسئلہ:۔** فی نفسہ ریڈیو یا ٹیپ ریکارڈ سے اگر تلاوت کلام پاک یا وعظ کی آواز آئے تو اسکا سننا مسجد اور غیر مسجد سب جگہ درست ہے، لیکن اگر مسجد میں یہ طریقہ (کہ ریڈیو یا ٹیپ مسجد میں رکھ کر تلاوتِ قرآن یا کسی مقرر کی تقریر سننا) شروع کردیا جائے تو اندیشہ ہے کہ ہر قسم کی چیزوں کے لیے مکانات کی طرح مسجد میں ریڈیو ٹیپ ریکارڈ کا استعمال ہونے لگے گا،

اور جائز کی تمیز باقی نہ رہے گی۔ اسلئے مسجد میں ایسی چیزوں سے احتراز کیا جائے۔
(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۵۳ جلد ۱۸)

## مسجد میں کرسی بچھا کر وعظ کرنا؟

**مسئلہ:** ۔ منبر نہ ہو تو کرسی یا مونڈھا بچھا کر اس پر بیٹھ کر وعظ وتقریر کرنا درست ہے۔ نیز وعظ وتقریر کے لیے مسجد میں لاؤڈ اسپیکر استعمال کرنا بھی جائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۴۸ جلد ۱۸)

**مسئلہ:** ۔ احکام شرعیہ بیان کرنے کے لیے مسجد میں جلسہ کرنا درست ہے مقرر وواعظ کو چاہئے کہ نہایت متانت اور سنجیدگی سے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد حاضرین کو سنائیں اور سمجھائیں اور سامعین کو بھی چاہئے کہ نہایت ادب اور احترام سے سنیں اور عمل کریں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۴۷ ج ۳)

(جلسہ میں شور وغل، طعن وتشنیع اور ہر وہ عمل جو احترام مسجد کے خلاف، ہو نہ کیا جائے۔ محمد رفعت قاسمی)

## شب برأت میں مسجد کے مائک پر تقریریں کرنا؟

**مسئلہ:** ۔ مسجد میں تقریر اور درس خواہ بڑی راتوں میں ہو یا چھوٹی راتوں میں اس کے دوران صرف اندر کے مائک پر لاؤڈ اسپیکر استعمال کرنا چاہئے، تا کہ آواز مسجد تک محدود ہے۔ اور اہل محلہ کو جن میں بیمار بھی ہوتے ہیں۔ تشویش نہ ہو، سنانے کا نفع اسی وقت ہوتا ہے جب کہ سننے والے شوق اور رغبت سے سنیں۔ اس لیے جن کو سنانا مقصود ہو ان کو ترغیب دے کر مسجد میں لایا جائے۔ (آپ کے مسائل ص ۱۴۵ جلد ۳)

## مسجد کی رقم سے بیٹری بھروانا؟

سوال: ۔ مسجد میں اسپیکر کی بیٹری بھرواتے ہیں، اس میں جو صرفہ ہوتا ہے کیا اس کو مسجد کے جمع شدہ روپیہ سے ادا کر سکتے ہیں؟

جواب: ۔ اگر مسجد کی ضرورت کے لیے یہ صرفہ ہے تو مسجد کے لیے جمع شدہ روپیہ سے ان کو پورا کرنا درست ہے، ورنہ اس کا انتظام علیحدہ سے کیا جائے (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۸ جلد ۱۸)

## مسجد میں تولیہ وغیرہ رکھنا؟

**مسئلہ** :۔ مسجد میں تولیہ وآئینہ رکھنا یہ سب تکلفات ہیں، جو لوگ اپنے مکانات میں تکلف کے ساتھ رہتے ہیں اپنے انتظام سے مسجد میں بھی یہ چیزیں رکھ سکتے ہیں، فی نفسہ یہ چیزیں نہ ضروری ہیں کہ مسجد کی طرف سے ان کا انتظام کیا جائے، نہ ممنوع ہیں کہ ان کو حرام کہا جائے۔ اصل تو یہ ہے کہ اپنے مکان سے وضو کر کے آدمی مسجد میں جائے، اگر مسجد ہی میں وضو کرنا ہو تو اپنا تولیہ ساتھ لے جائے۔

وضو کے بعد آئینہ دیکنا نہ کوئی شرعی چیز ہے نہ عرفی، اس عادت کو چھوڑ دینا بہتر ہے۔ منبر پر غلاف بھی ایک تکلف کی چیز ہے۔ در ودیوار کو کپڑے پہنانے کی حدیث میں ممانعت بھی آئی ہے، ہاں اگر گرمی وسردی سے تحفظ مقصود ہو تو مضائقہ بھی نہیں۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۳۲ جلد ۱۸)

**مسئلہ** :۔ مسجد کی سامنے والی دیوار میں کوئی بھی ایسا کام آئینہ، طغریٰ، نقش ونگار جس سے نماز پڑھنے والے کی توجہ اس کیطرف ہو مکروہ ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۴۱ جلد ۱۸)

## مسجد کے اندر پائیدان رکھنا؟

**مسئلہ** :۔ فتاویٰ عالمگیری ص ۷۰ جلد اول سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد کے فرش کی حفاظت کے لیے مسجد میں پائیدان، گوڈری اور بوریا بچھانا اور اس سے پیر پونچھنا درست ہے، کیونکہ کبھی پیر بھیگا ہوا ہوتا ہے۔ اور اس سے مسجد کی دری (صف، گدے وغیرہ) پر دھبہ پڑ جاتا ہے، لہٰذا مسجد میں پائیدان رکھ دیا جائے تو ممنوع نہ ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۸۴ جلد ۶)

## مسجد میں اُگالدان رکھنا؟

**مسئلہ** :۔ لعاب دانی یعنی اگالدان صبح وشام وقتاً فوقتاً صاف کی جاتی ہو، بدبودار نہ ہتی ہو تو مسجد میں رکھ سکتے ہیں، ورنہ اجازت نہ ہوگی، مجبوری کے وقت ہی استعمال کی جائے، مجبوری نہ ہو تو باہر جا کر تھوکنا چاہئے یا رومال میں تھوک لینا چاہئے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۲۰ جلد ۶ واحسن الفتاویٰ ص ۶۵۳ جلد ۶)

## ماہِ رمضان میں مسجد کو سجانا؟

**مسئلہ**:۔ رمضان المبارک میں نمازی ہمیشہ سے زائد ہوتے ہیں ان کی راحت وسہولت کے لحاظ سے حسب ضرورت روشنی میں کچھ اضافہ کیا جائے تو جائز اور مستحسن ہے، ہاں صرف مسجد کی رونق افزائی کے لیے حد سے زائد روشنی کرنا ناجائز اور سخت منع ہے۔ خلاف شرع امور سے مسجد کی رونق نہیں بڑھتی، بلکہ بے حرمتی ہوتی ہے۔ مسجد کی زینت اور رونق اس کی صفائی، خوشبو نیز نمازیوں کی زیادتی، اچھی پوشاک پہن کر، خوشبو لگا کر، خشوع وخضوع سے نماز پڑھنے اور باادب بیٹھنے میں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۶۰ جلد ۲)

## دِربارِ الٰہی میں دنیا کے کام

**مسئلہ**:۔ مسجد میں جہاں باطمینان جگہ مل جائے بیٹھ جائے، نہ نمازیوں کی گردن پھاندی جائے، نہ جگہ کے لیے شور وہنگامہ کیا جائے۔ نہ صف میں گھس کر جہاں جگہ نہ ہو، نہ مصلی کو تکلیف دینے کی کوشش کی جائے، نہ نماز پڑھنے والوں کے آگے سے گزرنے کی جرأت کی جائے، نہ انگلی وغیرہ چٹخائی جائے کہ ان کی ممانعت آئی ہے۔ ہر ایسی حرکت سے جو خلاف ادب اور شریعت کی نگاہ میں ناپسندیدہ ہے اجتناب کیا جائے، موقع ہو تو ذکر وشغل اور نوافل میں وقت گزارے، ورنہ خاموش باادب بیٹھا رہے۔ (فتاویٰ عالمگیری ص ۲۱۵ جلد ۶)

## دنیا کی باتوں سے اجتناب

آداب مسجد سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ اس میں دنیا کی باتیں کرنے سے احتراز کیا جائے، وہ باتیں جائز ہوں خواہ ناجائز۔ اس زمانہ میں اس گناہ میں عوام وخواص دونوں ہی کم وبیش مبتلا ہیں۔ اس لیے ذرا تفصیل سے بیان کیے جا رہے ہیں۔ یہ اس قدر اہم مسئلہ ہے کہ قرآن پاک نے اپنے معجزانہ پیرایہ میں اسے بیان کیا۔ ارشاد ربانی ہے:

(ان المسجدلله فلاتدعوا مع الله احداً) (سورہ جن ۲)

بلاشبہ مسجدیں اللہ تعالیٰ کی ہیں پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو مت پکارو۔

مفسرین نے اس کو اس آیت کے ضمن میں مسجد میں دنیا کی گفتگو کا مسئلہ کھول کر لکھا

ہے اور اس کو واضح کیا ہے کہ یہ گھر اللہ تعالیٰ کی یاد، اس کی تسبیح و تقدیس اور عبادت کے لیے مخصوص ہے۔

اس آیت میں بھی اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ مسجدوں میں صرف ذکر اللہ ہی کی قسم کی چیزیں ہونی چاہئیں کیونکہ یہاں بُیوت سے مساجد مراد ہیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ ان کی قدر و منزلت بھی اسی میں ہے کہ دنیاوی باتوں سے پرہیز کیا جائے۔ وہاں پہنچ کر دھیان سب سے کٹ کر اللہ تعالیٰ پر ہو۔

## رحمتِ عالم ﷺ کی پیشین گوئی اور اُمت کو ہدایت

میں نے یہ اس لیے نقل کیا تا کہ اصل مسئلہ کھل کر اہلِ علم کے سامنے آجائے اور ان کو کوئی اشکال پیدا نہ ہو سکے، ورنہ سب کو معلوم ہے کہ رحمت عالم ﷺ کے زمانہ میں ان کا کیا احترام تھا اور آپ ﷺ کے خلفاءؓ و اصحابؓ نے اس احترام کو کیسے نباہا۔ حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد نبوی ﷺ میں ایسی باتوں کا عام مسلمانوں کو وہم و گمان بھی نہ تھا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو پیشین گوئی کے طور پر فرمایا تھا کہ ایک زمانہ آئے گا کہ دنیا کی باتیں مسجدوں میں ہونے لگیں گی۔ پھر آپ ﷺ نے تاکیداً فرمایا تھا کہ اس زمانہ میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے۔ ارشاد فرمایا تھا۔

(فلاتجالسوهم فليس لله فيهم حاجة.) (مشکوٰۃ ص ۷۱ جلد اول)

ان لوگوں میں (جو مسجدوں میں دنیا کی باتیں کریں) مت بیٹھنا کیونکہ انکی اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں۔

گویا دنیا کی باتیں خانۂ خدا میں اس قدر مبغوض ہیں کہ اس بڑے خطرہ کی آپ ﷺ نے اپنی امت کو سیکڑوں سال پہلے اطلاع دی اور پھر تاکید فرمادی کہ اس گناہ کے کام سے بچنا اور ہرگز اس کی جرأت نہ کرنا۔

فقیہ ابو اللیثؒ نے بھی حضرت علیؓ سے ایک روایت نقل کی ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اسلام کا بجز نام کے اور قرآن کا سوائے نشان کے اور کچھ باقی نہیں رہے گا۔ ان کی مسجدیں بنی تو ہونگی لیکن ذکر اللہ سے ویران ہونگی۔ (تنبیہ الغافلین ص ۱۰۱)

ان روایتوں کو پڑھ کر ڈر معلوم ہوتا ہے کہ کیا عجب. جس زمانہ کی یہ پیشین گوئی کی گئی تھی وہ ہمارا یہی زمانہ ہو۔ اس لیے اربابِ علم ودانش خوب غور کرلیں اور عوام مسلمان اپنے اعمال پر گہری نظر ڈالیں۔

کون نہیں جانتا کہ مسجد دربارِ الٰہی اور جلوہ گاہِ رحمت ہے۔ پھر ایسے مقدس اور پرجلال دربار میں دنیا کی باتیں جتنی نامناسب، نازیبا، عقل وخرد سے بعید اور مذموم ہوسکتی ہیں ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ (اسلام کا نظام مساجد ص ۱۹۶)

روئے زمین پر وہ جگہ جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں سب سے پیاری اور سب سے بہتر ہے۔ وہ وہی گھر ہے. جس کو ہم ''مسجد'' کے مختصر لفظ سے تعبیر کرتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں بازار کو سب سے بری جگہ قرار دیا گیا ہے۔ آخر بات کیا ہے، یہی نہ کہ بازار دنیاوی دھندوں کے اڈے ہوتے ہیں، جہاں دنیا اپنی بساط بچھائے رونق افروز رہتی ہے۔ اور شوروغل، ہوہڑپ اور ہنگامہ اس کا لازمہ ہے۔

غور کیجئے جب اسی مبغوض ترین جگہ کے لوازم اس محترم ومقدس دربار میں کیے جائینگے جو عند اللہ محبوب ترین ہے تو یہ کتنا بڑا ظلم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کے توفیق عطا فرمائے۔

## مسجد میں دنیوی باتیں کرنا؟

**مسئلہ:۔** مسجد میں دنیاوی باتوں میں مشغول ہونا خطرناک ہے. جس کے متعلق آنحضرت ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ دنیوی باتیں مسجدوں میں ہونے لگیں گی۔ ان کے ساتھ نہ بیٹھیو، خدا کو ایسوں کی ضرورت نہیں۔ (مشکوۃ شریف ص ۷۰ جلد اول)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔ ''دنیاوی باتیں کرنا نیکیوں کو کھا جاتا ہے. جس طرح کہ آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے'' یعنی جلادیتی ہے۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ جب کوئی مسجد میں دنیاوی باتیں کرنے لگتا ہے، تو فرشتے اس کو کہتے ہیں ''اے اللہ کے ولی خاموش ہوجا'' پھر اگر بات کرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں ''اے اللہ کی دشمن چپ ہو''، پھر (بھی) اگر بات کرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں ''تجھ پر لعنت

ہو اللہ کی، خاموش رہ"۔ (کتاب المدخل ص ۵۵ جلد ۲)۔

اگر مسجد میں بقصدِ گفتگو نہ بیٹھے۔ اتفاقاً کوئی دنیاوی بات ضروری آہستہ سے کر لے تو مضائقہ نہیں، تاہم بچنا بہتر ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۶۱ جلد ۲ و امداد الاحکام ص ۴۴۱ ج ۱)

**مسئلہ**:۔ مسجد میں نماز پڑھنے والوں کے پاس اس طرح باتیں کرنا کہ ان کی نماز میں سہو (غلطی) ہو، اور نقصان آنے کا خطرہ ہو، مکروہ ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۰۷ جلد ۴ بحوالہ در مختار ص ۶۰۲ جلد اول)

**مسئلہ**:۔ مسجد میں ناجائز کلام اونچی آواز سے کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

(کتاب الفقہ ص ۳۵۵ جلد ۱ و احسن الفتاویٰ ص ۴۵۶ جلد ۶)

**مسئلہ**:۔ مسجد میں دنیا کی باتیں کرنے کے لیے بیٹھنا ناجائز ہے، البتہ اگر نماز وغیرہ عبادات کے لیے مسجد میں آنے کے بعد کوئی ضرورت پیش آجائے تو مباح کلام کرنا ایسے طریقے پر کہ دوسرے عبادت کرنے والوں کو اذیت نہ ہو درست ہے اور غیر مباح کلام جیسے فحش گفتگو اور جھوٹے قصے کسی طرح درست نہیں ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۵۰۸ جلد اول و آپ کے مسائل ص ۱۵۱ جلد ۳)

**مسئلہ**:۔ خیر خیریت پوچھ لینا اور کوئی ضروری بات کرنا۔ اس کی تو ممانعت نہیں، لیکن لایعنی قصے کو لے کر مسجد میں بیٹھنے کی اجازت نہیں۔ (آپ کے مسائل ص ۱۴۲ جلد ۳ و کفایت المفتی ص ۱۷۰ جلد ۳)

## مسجد میں بیٹھ کر مشورہ کرنا؟

**مسئلہ**:۔ بلا شور و شغب کے اس طرح بیٹھ کر مشورہ کر سکتے ہیں کہ مسجد کا ادب ملحوظ رہے اور کسی کی نماز میں خلل نہ آئے۔ مسجد کی ضروریات مثلاً تقرر امام و تعیین اوقات نماز وغیرہ کے متعلق مشورہ کرنا دنیا کی بات نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۲ جلد ۱۵)

**مسئلہ**:۔ دنیاوی کلام بضرورت ہو تو مسجد میں جائز ہے، بشرطیکہ مسجد میں اسی غرض سے نہ آیا ہو، بلا ضرورت مکروہ ہے، اس کی سخت وعید آئی ہے۔ (امداد الاحکام ص ۴۵۲ جلد اول)

# مسجد میں نعت شریف پڑھنا؟

**مسئلہ** :۔ مسجد میں بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کی شان مبارک میں نعت پڑھ سکتے ہیں جبکہ مضمون صحیح ہو، اور کوئی خارجی مفسدہ بھی نہ ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۳ جلد ۱۵)

**مسئلہ** :۔ جن قصیدوں یا اشعار میں مسلمانوں کی مذمت نہ بیان کی گئی ہو اور ان میں بے ہودہ گوئی نہ ہو، ان کا مسجد میں پڑھنا جائز ہے، مگر ایسے قصیدہ اور اشعار نہ ہی پڑھے جائیں تو زیادہ اچھا ہے۔

زیادہ بہتر یہ ہے کہ ایسے اشعار پڑھے جائیں جن کے سننے سے دنیا کی رغبت کم ہوتی ہو اور دل میں سوز و گداز پیدا ہوتا ہو۔ گریہ وزاری کا میلان بڑھے اور دل عشق الٰہی کی طرف مائل ہوں، ایسے اشعار زیادہ بھی پڑھے جائیں تو جائز ہے۔

(غنیہ ص ۱۰۴ و کتاب الفقہ ص ۴۵۹ جلد ۱)

# مسجد میں خرید و فروخت کرنا؟

سوال :۔ یہاں پر مدارس کے علاقہ میں اگر کوئی کتاب فروخت کرنی ہوتی ہے۔ تو مسجد میں آ کر تقریر کرتے ہیں اور کتاب کے فضائل بیان کرینگے۔ اور اخیر میں کتاب کی قیمت بتا کر مسجد میں خرید و فروخت شروع کر دینگے۔ اور ایسے ہی ایک صاحب نے نقش تیار کر کے منبر کے اوپر رکھ دیا اور فضائل بیان کر کے مسجد میں فروخت کر دیئے۔ مسجد کے اندر یہ عمل کیسا ہے؟

جواب :۔ مسجد میں خرید فروخت اس طرح بھی ناجائز ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۳ ج ۱۵ او احسن الفتاویٰ ص ۴۴۱ جلد ۶)

**مسئلہ** :۔ خارج مسجد خرید و فروخت جائز ہے۔ مسجد کے اندر یعنی داخلِ مسجد لین دین کا معاملہ مثلاً خرید و فروخت یا مزدوری وغیرہ کا معاملہ طے کرنا مکروہ ہے لیکن ہبہ وغیرہ کرنا مکروہ نہیں ہے۔ بلکہ عقد نکاح تو مسجد میں مستحب ہے۔ (کتاب الفقہ ص ۴۵۶ جلد اول)

**مسئلہ** :۔ مسجد میں چھپکلی مارنا نہیں چاہئے، اس کو وہاں سے نکال کر مارا جائے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۳ جلد ۱۵)

# خانۂ کعبہ کی تصویر مسجد میں لگانا؟

**مسئلہ:۔** حضور پُر نور ﷺ کے روضۂ مبارک اور خانۂ کعبہ کی تصویر (جس میں جاندار کی تصویر نہ ہو) مسجد میں لگا سکتے ہیں، مگر سامنے نہ لگائیں جس سے نمازیوں کی نظر اس پر جائے، نیز اونچائی پر لگائیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۵۹ جلد ۱۲)

**مسئلہ:۔** نماز کی روح خشوع وخضوع ہے اور خشوع وخضوع اور خدا کی طرف دل کی توجہ کے بغیر نماز بے جان ہے۔ مسجد کی محراب اور قبلہ کی دیوار پر نقش ونگار (بیل بوٹے) ہونگے تو نمازی کی توجہ اس کی طرف ہوگی اور خشوع وخضوع میں خلل انداز ہونگے، اس لیے منع ہے۔ بلکہ فقہاء یہاں تک لکھتے ہیں کہ ارد گرد کی دیوار کا نقش ونگار اس کے قریب والے نمازیوں کے خشوع وخضوع میں مخل ہوگا۔

**مسئلہ:۔** جو خوب صورتی نقش ونگار، فریم اور کیلنڈر وغیرہ نمازی کو غافل کرنے والی اور خشوع وخضوع میں مخل ہو ان سے بچنا ضروری ہے۔ نیز مسجد میں رنگین بلب وغیرہ لٹکانا عبادت گاہ کو تماشہ گاہ بنانے کے مترادف ہے اس لیے کراہت سے خالی نہیں ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۳۵ جلد ۱۰ بحوالہ نوری شرح مسلم ص ۲۰۸ جلد اول وجذب القلوب ص ۶۱۶)

**مسئلہ:۔** مسجد میں ایسے نقشے اور کتبے لگانا (جس میں خانۂ کعبہ یا مسجد نبوی ﷺ کا فوٹو وغیرہ ہو) یا مسجد کی دیوار پر ایسے نقش ونگار کرنا جس سے نمازیوں کا دھیان اس کی طرف جائے مکروہ ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۴۳ جلد ۱۸)

# مسجد نبوی ﷺ کے فوٹو کی طرف رُخ کر کے درود شریف پڑھنا؟

**مسئلہ:۔** ہر نماز کے بعد نقشے کی جانب رخ کر کے ہاتھ باندھ کر درود شریف پڑھنے کا یہ طریقہ کسی شرعی دلیل سے ثابت نہیں ہے۔ نہ قرآن کریم میں ہے، نہ حدیث شریف میں ہے، نہ صحابۂ کرامؓ نے یہ طریقہ اختیار کیا، نہ محدثین نے، نہ فقہائے مجتہدین نے۔ نماز میں جو درود شریف پڑھا جاتا ہے وہ افضل ہے۔ نماز سے پہلے یا بعد میں جب دل چاہے جس قدر

بھی توفیق ہو بڑے ادب واحترام سے بیٹھ کر درود شریف پڑھنا بہت بڑی سعادت ہے اور برکت کی چیز ہے۔ آنحضرت ﷺ کا بہت بڑا حق ہے۔ حدیث پاک میں بڑی فضیلت آئی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۴۴ جلد ۱۸)

## تصویر والی کتاب مسجد میں پڑھنا؟

سوال:۔ کوئی کتاب جس میں تصویر ہوتی ہے۔ مثلاً ریڈر ڈائجسٹ وغیرہ کو مسجد میں بیٹھ کر پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ جب کہ تصویر روپیہ، پیسہ اور ماچس پر بھی ہوتی ہے۔ اور یہ چیز جیب میں رہتی ہیں؟

جواب:۔ پیسہ، روپیہ، یا سلائی (ماچس) پر جو تصاویر ہوتی ہیں، عموماً وہ بہت چھوٹی ہوتی ہیں۔ بعض اوقات تو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ یہ جاندار کی تصویر ہے یا کوئی پھول وغیرہ۔ ایسی چھوٹی تصاویر کی چیز کے حکم میں تخفیف ہے۔ نیز پیسہ روپیہ ضرورت کی چیزیں ہیں کہ بغیر اس کے چارۂ کار نہیں، اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے اس کو اپنے پاس رکھنے پر آدمی مجبور ہوتا ہے۔ نیز اس سے بچنا دشوار ہے کیونکہ بغیر تصویر کے پیسہ روپیہ نایاب ہے۔ نیز ان تصاویر کو دیکھنے کی طرف کوئی توجہ نہیں ہوتی۔ ان میں جاذبیت نہیں۔

کتابوں کی تصاویر کی یہ شان نہیں، ان کو پیسہ روپیہ کی تصاویر پر قیاس نہیں کیا جائے گا۔ اس لیے ان میں تخفیف کو تلاش نہ کریں۔ مسجد کو ایسی چیزوں سے بچانا چاہیے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۵۹ جلد ۱۵)

## مسجد میں مرحوم کے لیے ختم پڑھنا؟

**مسئلہ** :۔ جو ختم بزرگوں سے ثابت ہے اس کو پڑھنا، یا ختم پڑھ کر بزرگوں (وغیرہ) کو ثواب پہنچانا درست ہے، لیکن کسی کو اس (پڑھنے) پر مجبور نہ کیا جائے، جس کا دل چاہے شریک ہو اور جس کا دل نہ چاہے نہ شریک ہو، نیز اپنی طرف سے کوئی چیز ایسی نہ ملائی جائے جو ثابت نہ ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۱۸ جلد ۱۲)

## سحری کے لیے مسجد کی چھت پر نقارہ بجانا؟

**مسئلہ**:۔ سحری کے لیے مکان کی چھت پر نقارہ بجانے کی اجازت ہے، مسجد میں یا مسجد کی چھت پر نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۳۲ ج ۱۵)

(یعنی خارج مسجد، امام صاحب کے کمرہ کی چھت پر یا وضوخانے وغیرہ کی چھت پر سحری میں اٹھانے کے لیے نقارہ بجا سکتے ہیں۔ (رفعت)

## مسجد کی چھت پر چڑھ کر شکار کھیلنا؟

**مسئلہ**:۔ مسجد کی چھت پر شکار کے لیے چڑھنا منع ہے اور ایسی طرح کھیلنا کہ جانور مسجد میں گرے اور مسجد ملوث ہو، یہ بھی منع ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۵۴ جلد ۱۵)

**مسئلہ**:۔ نفسِ شکار کرنا کبوتر کا جائز ہے مگر مسجد کا احترام بھی لازم ہے، لہٰذا مسجد میں کبوتر اس طرح نہ پکڑیں کہ جس سے مسجد کی بے حرمتی ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۷۴ جلد اول)

## مسجد میں نہ جانے کی قسم کھانا؟

سوال:۔ چند لوگ مسجد میں خرافات کی باتیں کر رہے تھے۔ میں نے ان کو منع کیا تو وہ لڑنے لگے، جس پر میں نے قسم کھالی کہ مسجد میں نہیں آؤنگا۔ تو میرے لیے کیا حکم ہے؟

جواب:۔ آپ نے غلطی کی جو ایسی قسم کھالی۔ آپ مسجد میں جائیں۔ پھر اپنی قسم کا کفارہ ادا کریں۔ کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائیں یا دس غریبوں کو کپڑا دیں، اگر اتنی وسعت نہ ہو تو تین روزے مسلسل رکھیں اور آئندہ اس قسم کی چیز نہ کریں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۱ جلد ۴)

## مسجد کی دیوار میں دُوکان کی الماری بنانا؟

سوال:۔ ایک مسجد لب سڑک ہے جس کا فرش قد آدم سے بھی دو فٹ زیادہ اونچا ہے، مسجد کی ایک دوکان چھوٹی سی ہے۔ اگر وسعت دینے کے لیے ایک چھوٹی سی الماری بنادی جائے۔ نیز یہ الماری مسجد کے فرش سے نیچے کی طرف ہوگی۔ کیا یہ جائز ہے؟

جواب:۔ جو جگہ شرعاً مسجد ہوتی ہے وہ نیچے اوپر سب مسجد ہوتی ہے، مسجد کی دیوار میں اس طرح الماری بنانا کہ وہ مسجد کے فرش کے نیچے پڑتی ہو اور اس کو کرایہ پر دینا ذریعہ آمدنی بنانا شرعاً درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۶ جلد ۱۸)

**مسئلہ**:۔ مسجد کی تعمیر کردہ دیوار میں تختہ وغیرہ لگانے سے نقصان نہ پہنچتا ہو (کہ دیوار کمزور ہو جائے یا کوئی اور نقصان نہ پہنچے تو) قرآن پاک اور دینی کتب مطالعہ کے لیے وہاں رکھنا درست ہے۔ (یعنی تعمیر ہونے کے بعد الماری وغیرہ بنانا)۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۷ جلد ۱۸)

## مسجد سے نکلنے کے لیے تیمّم کرنا؟

سوال:۔ مسجد میں سونے والے کو احتلام ہو جائے تو نکلتے وقت اس کو تیمم کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب:۔ مسجد سے نکلنے کے لیے تیمم ضروری نہیں، البتہ اگر کسی عارضہ کی وجہ سے اس وقت نکلنا دشوار ہو تو تیمم ضروری ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۵۱۲ جلد اول و کفایت المفتی ص ۱۰۶ جلد ۳ و عالمگیری ص ۳۹ جلد اول)

## کیا مسجد میں پہنچ کر پہلے بیٹھے؟

**مسئلہ**:۔ سنت یہی ہے کہ مسجد میں جاتے ہی بغیر بیٹھے تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں ادا کرے اور اگر پہلے بیٹھ گیا تو یہ ترک اولیٰ ہوگا۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۲۱۶ جلد ۴)

**مسئلہ**:۔ اولیٰ اور مستحب یہ ہے کہ مسجد میں داخل ہونے کے وقت اگر وضو ہے اور وقت میں گنجائش ہے تو پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے پھر بیٹھے۔ اور یہ جو رواج پڑ گیا ہے کہ مسجد میں داخل ہو کر پہلے بیٹھ کر پھر تحیۃ المسجد وغیرہ پڑھتے ہیں، اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۲۳۶ جلد ۴ بحوالہ رد المحتار ص ۶۳۵ جلد اول و بخاری ص ۶۳ جلد ا و مسلم ص ۲۴۸ جلد ۱)

**مسئلہ**:۔ بیٹھنے سے قبل تحیۃ المسجد پڑھنا افضل ہے، مگر بیٹھنے سے ساقط نہیں ہوتا۔ اس لیے بیٹھنے کے بعد اگر جلدی جماعت شروع ہو گئی تو یہ فرض تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہو جائینگے،

اگر جماعت میں تاخیر ہے تو اُٹھ کر تحیۃ المسجد اداء کرے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۴۸۲ جلد ۳)

**مسئلہ:۔** سنن ونوافل پڑھنے کے لیے گھر افضل ہے، لیکن اگر راستہ میں یا گھر میں یہ خوف ہو کہ دل پریشان ہو جائے۔ گا اور خشوع حاصل نہ ہوگا، یا تکلم بکلام غیر ضروری کی وجہ سے نقصان ثواب میں ہوگا۔ تو ایسی صورت میں مسجد میں پڑھنا افضل ہے، اس لیے کہ زیادہ تر لحاظ خشوع وخضوع کا ہے جس جگہ یہ حاصل ہو وہ افضل ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۲۲۷ جلد ۴ بحوالہ درمختار باب الوتر ص ۶۳۸ جلد ۱)

**مسئلہ:۔** مسجد کی فضیلت اندر وباہر (صحن ودالان وغیرہ) سب برابر ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۲۲۶ جلد ۴ بحوالہ درمختار فی احکام المسجد ص ۶۱۵ جلد ۱)

## تحیۃ المسجد کا حکم

**مسئلہ:۔** مسجد میں داخل ہونے پر دو رکعت پڑھ لے تو وہ تحیۃ الوضوء اور تحیۃ المسجد دونوں کے قائم مقام ہو جائیں گی، بلکہ مسجد میں داخل ہوتے ہی کوئی بھی نماز پڑھ لی تو تحیۃ المسجد ادا ہو گیا۔ اسی طرح وضوء کی تری خشک ہونے سے قبل کوئی بھی نماز پڑھ لے تو تحیۃ الوضو ادا ہو جائے گا۔ (احسن الفتاویٰ ص ۴۸۱ جلد ۳)

**مسئلہ:۔** عصر کے بعد غروب تک کوئی نفل نماز پڑھنا جائز نہیں، البتہ غروب کے بعد مغرب کی نماز سے قبل دو رکعت نفل مختصر طور پر پڑھنا جائز ہی ہے مگر افضل یہ ہے کہ نمازِ مغرب سے پہلے نفل نہ پڑھے، اس میں کسی صورت کی تخصیص نہیں۔

(احسن الفتاویٰ ص ۴۸۰ جلد ۳ بحوالہ ردالمحتار ص ۳۴۹ جلد ۱)

**مسئلہ:۔** اوقاتِ مکروہہ کے سوا جب بھی مسجد میں داخل ہو تحیۃ المسجد مسنون ہے۔ وقتی نمازوں کیساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں، بلکہ پنج وقتہ نماز کے لیے مسجد داخل ہوتے ہی بیٹھنے کے بعد جلد ہی اگر وقتی فرض یا سنت شروع کر دیں تو یہ نماز تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہوگی۔ مستقل تحیۃ المسجد کا حکم صرف اس صورت میں ہے جب بلا نیتِ نماز مسجد داخل ہو، البتہ اگر نماز کی نیت سے داخل ہوا مگر جماعت میں تاخیر ہے اور سنتیں وغیرہ بھی جلد پڑھنے کا قصد نہیں تو تحیۃ المسجد مستقل پڑھے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۴۸۳ جلد ۳)

**مسئلہ**:۔ وقت مکروہ نہ ہو تو (مسجد میں پہنچ کر تحیۃ المسجد) پڑھی جا سکتی ہے۔ جماعت شروع ہونے سے پہلے فراغت ہو سکتی ہے تو پڑھے ورنہ چھوڑ دے۔ (نیز) مسجد میں بار بار جانے والے کے لیے ایک مرتبہ دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ لینا کافی ہے۔ ہر مرتبہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۲۶ جلد ا و کتاب الفقہ ص ۵۲۷ جلد ۱)

## مسجد میں نمازِ جنازہ؟

**مسئلہ**:۔ مدینہ منورہ میں نماز جنازہ پڑھنے کی جگہ مسجد نبوی ﷺ کے متصل جانب شرق میں تھی۔

مسجد پانچ نمازوں کے لیے بنائی جاتی ہے، اس میں نماز جنازہ بلا عذر پڑھنا کراہیت سے خالی نہیں، اگر مسجد میں نماز جنازہ بلا کراہت کے جائز ہوتی تو حضور ﷺ اس کے لیے مستقل ایک جگہ نہ بنواتے بلکہ مسجد ہی کافی تھی، لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ حضور ﷺ نے مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر ختم ہوتے ہی ایک مستقل جگہ نماز جناہ پڑھنے کے لیے بنوائی۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۳۸۷ جلد ۲ بحوالہ فتح الباری ص ۱۶۰ ج ۳ و التعلیق الصبیح ص ۲۳۹ جلد ۲)

**مسئلہ**:۔ نمازِ جنازہ اگر مسجد میں ہو رہی ہو تو اصلاح کی خاطر جماعت سے علیحدگی اختیار کر لے تو بہتر ہے۔

**مسئلہ**:۔ باوجود مسئلہ بتانے کے اگر لوگ رواجاً نمازِ جنازہ (داخلِ) مسجد میں پڑھتے ہوں تو شرکتِ جماعت سے اور امامت سے معذوری ظاہر کر دی جائے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۹۸ جلد ۱۰ و کفایت المفتی ص ۱۴۱ جلد ۳)

**مسئلہ**:۔ بلا عذر اور بغیر مجبوری کے جنازہ کو مسجد میں داخل کرنا منع ہے اور مکروہ ہے، کیونکہ تلویث کا ڈر ہے۔ یعنی بعض مرتبہ جنازہ سے خون وغیرہ نکل جاتا ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۰۵ جلد ۵ و ص ۳۲۷ جلد ۱۔ تفصیل دیکھئے بخاری شریف ص ۱۷۷ جلد اول و مسلم شریف ص ۳۱۹ ج ا و کفایت المفتی ص ۱۴۱ جلد ۳ و شامی ص ۸۲۷ جلد اول و امداد الاحکام ص ۳۶۰ جلد اول)

## جنازہ مسجد سے باہر امام اور مقتدی مسجد کے اندر؟

سوال: ۔ جنازہ کو مسجد سے باہر اس طرح پر رکھتے ہیں کہ قبلہ کی طرف والی دیوار میں ایک بڑی کھڑکی ہے، وہ کھول کر اس کے سامنے جنازہ مسجد سے باہر رکھ کر امام صاحب مع جماعت کے نمازِ جنازہ پڑھا لیتے ہیں کیونکہ جمعہ کے دن میں اتنے آدمی نمازِ جنازہ کے لیے مسجد سے باہر کہاں سما سکتے ہیں؟

جواب: ۔ صورت مسئولہ میں درمختار میں تو کراہت ہی کو مختار کہا ہے، مگر علامہ شامیؒ نے بعض جزئیات فقہیہ سے اس میں توسیع لکھا ہے۔ (امداد الاحکام ص ۴۵۷ ج ۱)

(مسجد نبوی شریف میں بھی یہی طریقہ ہے کہ امام محراب سے باہر خارج مسجد قبلہ رخ کمرہ میں جنازہ کو رکھ کر نماز جنازہ ہوتی ہے۔ کچھ لوگ امام کے ساتھ خارج مسجد ہوتے ہیں اور باقی حضرات مسجد میں یعنی جنازہ داخل مسجد نہیں ہوتا۔ اور مسجد حرام میں خانہ کعبہ کی دیوار کے پاس جنازہ رکھا جاتا ہے کیونکہ وہاں پر مجبوری ہے کہ اگر جنازہ کو خارج مسجد کیا جائے تو مقتدی امام سے آگے ہو جائینگے۔ (محمد رفعت قاسمی)

## مساجد کے شہید کرنے پر سزا فوراً کیوں نہیں؟

سوال: ۔ غیر قوم کو اللہ تعالیٰ بزرگوں کی درگاہوں کو شہید کرنے پر فوراً سزا دیتا ہے۔ لیکن مساجد کے شہید کرنے پر ان لوگوں کو فوراً سزا کیوں نہیں دیتا؟

جواب: ۔ قرآن واحادیث سے کہاں ثابت ہے کہ ولی اللہ کی درگاہ کو شہید کرنے پر اللہ تعالیٰ فوراً سزا دیتا ہے۔ ۱۹۴۷ء سے اب تک مشرقی پنجاب میں کتنے اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی درگاہیں شہید کردی گئیں۔ اور بھی جگہ جگہ ایسا ہوا ہے مگر فوراً سزا نہیں دی گئی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے، اور جہاں فوراً سزا دی گئی ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے مساجد کو شہید کرنے پر فوراً سزا نہیں دی گئی ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۵۰ جلد ۱۴)

## مسجد پر قبضہ کر کے گھر بنا لینا؟

**مسئلہ**: ۔ اس جگہ کے وقف اور مسجد ہونے کا ثبوت ہو جائے پھر چاہے وہ مدت دراز تک

ویران، غیر آباد اور خستہ حالی میں پڑی رہی ہو، تب بھی وہ جگہ مسجد ہے اور تا قیامت مسجد کے حکم میں رہے گی، اور اس جگہ کو مسجد کے علاوہ کھانے پینے، سونے کے کام میں لینا ناجائز اور حرام ہے، غاصب کی حمایت کرنے والے بھی گنہگار ہونگے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۰۰ جلد ۶)

## مسجد کا بیمہ کرانا؟

سوال:۔ مسجد کا بیمہ کرانا کیسا ہے، کیونکہ یہاں کی مسجد گزشتہ فساد میں جلادی گئی تھی، مسجد کا سامان وغیرہ بھی؟

جواب:۔ اگر مسجد کے تحفظ کی کوئی صورت نہیں تو مجبوراً بیمہ کرانا درست ہے، مگر اس سے حاصل ہونے والی سودی رقم مسجد میں صرف نہ کی جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۹ جلد ۱۵)

**مسئلہ**:۔ جو رقم بیمہ کے ضمن میں ادا کی گئی ہے وہ رقم مسجد، مدرسہ اور عبادت گاہ کی ہوگی اور زائد رقم غرباء کو تقسیم کرنا ہوگی۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۲۷ جلد ۶)

## مسجد کے خادم کیساتھ رعایت کرنا؟

سوال:۔ مسجد کا قدیم ملازم کام کرتے بوڑھا ہوگیا، اب تھوڑا تھوڑا کام کرتا ہے، تو اس کو پوری تنخواہ مسجد سے دی جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب:۔ اس کی طاقت کے موافق کام بھی تجویز کردیا جائے، اتنی مراعات کی گنجائش ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۹ ج ۱۵)

## کیا خادم مسجد کی اولاد کو وراثت کا حق ہے؟

سوال:۔ ہمارے یہاں مسجد میں زید کے دادا اور والد بحیثیت مؤذن وامام مقرر تھے۔ ان کے انتقال کے بعد زید اس جگہ کو سنبھال نہ سکا، لہٰذا مؤذن وامام دوسرے حضرات مقرر ہوگئے البتہ زید کے لیے وہی مراعات جو اس کے باپ دادا کے لیے تھی بحال رہی۔ لیکن اب قصبہ والوں نے زید کی نازیبا حرکتوں کی بناء پر تمام مراعات ختم کردی ہیں، شرعاً کیا حکم ہے؟

(۲) زید کے باپ دادا کے لیے جو کمرہ مسجد کی طرف سے تھا، اس میں زید کی اب بھی رہائش ہے، کیا یہ شرعاً جائز ہے؟

جواب: ۔ (۱) مسجد کے کسی خادم (مؤذن یا امام) کی اگر مراعات مسجد کی خدمت کی وجہ سے کی جاتی ہے تو وہ اسی خادم کی ذات بلکہ خدمت تک محدود رہتی ہے۔ اس میں وراثت جاری نہیں ہوتی کہ خادم کے انتقال کے بعد ورثاء بھی استحقاق کی بناء پر مراعات کا مطالبہ کریں۔

(۲) یہ رہائش بھی دادا اور والد کو مسجد کی خدمت کی وجہ سے دی گئی تھی، اب جب کہ خدمت ختم ہوگئی بلکہ خدمت کرنے والے بھی ختم ہوگئے تو موجودہ اولاد کو بحیثیت وراثت اس کا حق نہیں پہنچے گا۔

نیز مسجد کی زمین، جائیداد، باغ، دوکان، مکان جو چیز بھی کی مِلک ہو، خواہ کسی نے وقف کی ہو یا مسجد کے لیے خریدی گئی ہو، اس پر بھی کسی کا غاصبانہ قبضہ جائز نہیں ہے۔ اس کا واگزار کرانا ضروری ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۷ جلد ۱۵)

## مسجد میں حدیث لکھ کر لگانا؟

سوال: ۔ تختۂ سیاہ پر حدیثیں لکھ کر مسجد کے داخلی دروازے کے پاس لگا دیتے ہیں اور اپنے لیے دعائے خیر کی گزارش بھی کر دیتے ہیں، تو کیا کسی فرد یا جماعت کا اپنی اصلاح اور خیر کی دعاء کرانا احکام ربی یا حدیث لکھنے سے پہلے کسی فرد یا جماعت کا نام لکھنا منع ہے؟

جواب: ۔ کسی فرد یا جماعت کا اپنے لیے دعاء خیر کے لیے درخواست کرنا منع نہیں ہے۔ حدیث شریف لکھ کر دعاء کی درخواست کرنا کہ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی عمل کی توفیق دے۔ یہ بھی منع نہیں ہے، نام چاہے آخر میں لکھ جائے یا پہلے مگر اس طرح نام لکھنے سے اس لکھنے والے فرد یا جماعت کی تشہیر بھی ہوتی جس کی بناء پر لوگ تعریف کرتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ کام مقصود تعریف ہی تک محدود رہ جائے، رضائے خداوندی اور اشاعت حدیث و احکام مقصود نہ رہے، یا اس کے ساتھ نام آوری بھی مقصودیت کے درجہ میں آجائے۔ جیسا کہ کثرت سے اشتہاری لوگوں کا حال دیکھنے میں آتا ہے، اللہ پاک اس مصیبت سے محفوظ رکھے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۴۱ جلد ۱۵)

# مسجد کی دیوار پر اشتہار لگانا؟

**مسئلہ** :۔ مسجد کے دروازوں دیواروں پر اشتہار چپکانا دو وجہ سے ناجائز ہے۔ ایک یہ کہ مسجد کی دیوار کا استعمال ذاتی مقصد کے لیے حرام ہے۔ چنانچہ فقہاء نے لکھا ہے کہ کسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ مسجد کی دیوار پر اپنے مکان کا شہتیر (گاٹر) یا کڑی رکھے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ مساجد کی تعظیم اور صفائی کا حکم دیا گیا ہے۔ اور مسجد پر اشتہار لگانا، اس کے بے ادبی ہے اور گندہ کرنا بھی ہے۔ کیا کوئی شخص گورنر ہاؤس کے دروازے پر اشتہار لگانے کی جرأت کر سکے گا؟ اور کیا اپنے مکان کے در و دیوار پر مختلف النوع کے اشتہار لگائے جانے کو پسند کرے گا؟ (آپ کے مسائل ص ۱۴۶ ج ۳)۔

**مسئلہ** :۔ مسجد (جہاں نماز پڑھی جاتی ہے داخل مسجد) کے صحن یا کسی بھی حصہ کو تجارت گاہ نہ بنایا جائے، کاروباری اشیاء وہاں نہ رکھی جائیں۔ نیز سحر و افطار کے نقشہ میں نیچے دوکان کی مشتہری کے لیے اشتہار لکھوائے جاتے ہیں، ایسے نقشہ کو مسجد کے بیرونی دروازہ اور دیوار پر لگا دیا جائے تو مضائقہ نہیں، تاکہ افطار و سحر کا علم بھی ہو سکے اور دوکان کی مشتہری بھی ہو جائے۔ اور مسجد کو گزرگاہ نہ بنایا جائے، نہ مردوں کے لیے اور نہ عورتوں کے لیے، عورتوں کو نماز کے لیے بھی مسجد میں آنے سے روک دیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۹ جلد ۱۸)

# مساجد میں اشتہار والے کیلنڈر و جنتری لگانا؟

**مسئلہ** :۔ آج کل بعض جنتریاں ایسی شائع کی جاتی ہیں جن میں اوقات نماز و دینی مضامین اور آیاتِ قرآنی کے ٹکڑے درج کیے جاتے ہیں اور اس کی طباعت میں اقتصادی سہولت کے لیے تجارتی اشتہار بھی درج کر دیئے جاتے ہیں۔ جن کی مقدار دوسرے مضامین کے مقابلہ میں بہت کم ہوتی ہے، تو ایسے کیلنڈروں کا اصل مقصد دعوت و اشاعت دین ہے۔ اشتہارات کی حیثیت ذیلی ہوتی ہے، اس کا اعتبار نہ ہوگا۔ (فقہی مسائل ص ۲۸۹ جلد ۷)

(لیکن اس کا خیال رہے کہ کیلنڈر و جنتری وغیرہ پر جاندار کی تصویر نہ ہو اور نمازی کے سامنے قبلہ کی دیوار پر نہ لگایا جائے تاکہ نمازی کے خشوع و خضوع میں کسی قسم کا فرق نہ آئے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

# غیر مسلم کے پاس مسجد کی امانت ضائع ہوگئی؟

سوال:۔ مسجد کی متولی کو اپنے پاس مسجد کے پیسے رکھنے میں حفاظت کا یقین نہیں تھا اور کوئی دوسرا مسلمان بھی امانت رکھنا قبول نہیں کرتا تھا، اسلئے محلّہ والوں کے حکم پر متولی نے مسجد کی رقم کافر کے پاس رکھی، وہ اس وقت مالدار تھا اور امانت رکھنے میں مرجع خاص وعام تھا، اب کافر مفلس ہوگیا اور مسجد کے پیسے اسکے پاس سے ہلاک ہوگئے، نہ کوئی اس کے پاس جائیداد ہے کہ جس سے وصول ہوسکے۔ تو کیا اہل محلّہ یا متولی پر ضمان لازم ہوگا؟

جواب:۔ متولی کو اگر پیسے ضائع ہونے کا اندیشہ تھا اور کوئی دوسری صورت بھی حفاظت کی نہیں تھی اور اہلِ محلّہ کے حکم سے متولی نے وہ پیسے غیر مسلم کے پاس رکھ دیئے اور اس کافر سے وصول یابی کی کافی توقع تھا تو پھر متولی پر ضمان لازم نہیں اور نہ اہلِ محلّہ پر لازم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۸۱ جلد ۶)

# مسجد میں چوری ہو تو کیا متولی پر ضمان ہوگا؟

سوال:۔ ایک مسجد میں جس کمرہ میں سامان تھا اس پر تالہ لگا ہوا تھا، چوروں نے آسانی سے توڑ کر چوری کرلی، کیا متولی مسجد پر کوئی جرم عائد ہوتا ہے؟

جواب:۔ مساجد کے صدر دروازے پر عموماً تالا نہیں لگایا جاتا، تاکہ جو شخص جب بھی دل چاہے مسجد میں آکر عبادت کرسکے، نیز ہر مسجد میں محافظ بھی مقرر نہیں ہوتا، بلکہ اوقاتِ نماز میں مؤذن آتا ہے مسجد کی صفائی اور صفیں بچھانے کا کام کرتا ہے، اگر یہی صورت آپ کے یہاں بھی ہے تو کمرہ پر (جہاں پر مسجد کا سامان وغیرہ رکھا ہے) تالا ہونا ہی حفاظت کے لیے کافی ہے۔ متولی پر کوئی ضمان نہیں ہے۔ ہاں اگر وہ جگہ چوروں کی ہے۔ اور چوری کے واقعات مسجد وغیرہ میں پیش آتے رہتے ہیں، اور صرف مسجد کے کمرہ پر تالہ لگا ہوا ہونا کافی نہیں سمجھا جاتا تو پھر دوسرا حکم ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۷۷ جلد ۱۸)

# مسجد کی امانت چوری ہوجائے تو ضمان کا حکم؟

سوال:۔ ایک شخص کے پاس مسجد کی امانت رکھی ہوئی تھی جو چوری ہوگئی، کچھ واپس

آ گئی، اس نے مسجد کی امانت کچھ دی اور کچھ نہیں دی تو کیا اس کو دینا لازم ہے یا نہیں؟

جواب:۔ اگر امانت کو اپنے مال میں مخلوط کر کے رکھا تھا تو پوری امانت کو اس سے لینا چاہئے، اگر الگ رکھا تھا اور باوجود پوری حفاظت کے وہ چوری ہو گئی تو اس سے پوری رقم لینے کا حق نہیں ہے، جتنی واپس آ گئی ہو وہ لے لی جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۷۱ جلد ۱۰)

## مسجد کی حدود سے باہر صف و شامیانہ مسجد کی آمدنی سے؟

سوال:۔ جمعۃ الوداع اور عیدین کے موقعہ پر اندر صحن وغیرہ بھر جاتا ہے، مسجد کے باہر سرکاری سڑک پر لوگ نماز ادا کرتے ہیں تو کیا مسجد کی آمدنی سے کرایہ پر شامیانے دریاں (فرش وغیرہ) بچھوائی جاتی ہیں تو کیا حدودِ مسجد سے باہر مسجد کی کمیٹی پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ شامیانے اور دریوں کا انتظام مسجد کی آمدنی سے کرے؟

جواب:۔ یہ انتظام بھی اسی مسجد کی نمازیوں کے لیے ہے۔ اس لیے کوئی حرج نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۸۱ جلد ۱۸)

## طوائف کی تعمیر کردہ مسجد میں نماز؟

سوال:۔ اگر کوئی طوائف یا زنخا وغیرہ کوئی مسجد تعمیر کرائے تو اس میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ حامداً و مصلیاً مکروہ ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۸۱ جلد اول، فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۸ جلد ۲ و ص ۲۳ جلد ۲)

**مسئلہ**:۔ زانیہ کی بنائی ہوئی مسجد حکماً مسجد ہو گئی، یہاں تک ورثاء کا حق اس سے منقطع ہو گیا اور اسمیں کسی کا تصرف خلافِ وقف ناجائز ہو گیا، نہ اس کو ڈھا سکتے ہیں نہ اس کو بیچ کر دوسری مسجد میں اسکی قیمت لگا سکتے ہیں، لیکن اسمیں نماز پڑھنے سے ثواب کامل نہ ملے گا۔ فرض ذمہ سے ساقط ہو جائیگا۔ (امداد الاحکام ص ۴۴۱ جلد اول و احسن الفتاویٰ ص ۴۳۳ جلد ۶)

## فاحشہ کی چیز مسجد میں استعمال کرنا؟

سوال:۔ ایک طوائف عورت کا گزر اوقات کھانا، پینا حرام کمائی پر ہے، لیکن وہ سوت کات کر یا چھالیہ کتر کر اس پیسہ سے مسجد میں صفیں یا لوٹے دیتی ہے۔ تو کیا لے سکتے ہیں؟

جواب:۔ ایسے لوٹوں اور صفوں کا استعمال مسجد میں درست ہے۔ کیونکہ یہ عین حرام

کی کمائی سے خرید کر نہیں دیے ہیں۔ (فتاوی محمودیہ ص ۲۰۳ جلد ۶ ۔ وکفایت المفتی ص ۱۱۱ جلد ۳)

## تنخواہ لے کر مسجد میں تعلیم دینا؟

**مسئلہ** :۔ جو شخص مصالح مسجد کے لیے مثلاً حفاظتِ مسجد کے لیے یا دوسری جگہ نہ ہونے کی وجہ سے مجبوراً مسجد میں بیٹھ کر تعلیم دے اس کو جائز ہے اور محض پیشہ بنا کر بیٹھنا اور تعلیم دینا ناجائز ہے۔ اور احترام مسجد کے خلاف ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۱۸۶ جلد ۶ ۔ امداد الاحکام ص ۳۳۱ ج ۱)

## مسجد کے ایک حصہ میں تعلیم دینا؟

سوال:۔ مسجد کے نیچے کے حصہ میں نماز ہوتی ہے اور فوقانی (اوپر کے) حصہ میں بچے پڑھتے ہیں، مگر مسجد بناتے وقت اس کا خیال نہیں تھا کہ اس میں بچے پڑھیں گے، بلکہ اس کا شمار مسجد ہی میں تھا۔ کیا جماعت فوقانی حصہ میں کی جاسکتی ہے؟ اور اس حصہ میں بچوں کو تعلیم دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:۔ وہ مسجد جس طرح سے اس کے نیچے کا حصہ مسجد ہے۔ اسی طرح اوپر کا حصہ بھی مسجد ہے۔ جماعت ثانی اوپر نہ کی جائے، بچوں کو تعلیم کے لیے کسی دوسری جگہ کا انتظام کیا جائے۔ اگر کوئی دوسری جگہ نہ ہو تو مجبوراً بچوں کو دینی تعلیم مسجد میں دینا درست ہے، مگر اتنے بچے نہ ہوں جن کو پاکی ناپاکی کی تمیز نہ ہو، مثلاً گندے پیر مسجد میں رکھیں یا پیشاب کردیں، اور یہ بھی ضروری ہے۔ کہ احترام مسجد کے خلاف کوئی کام نہ کیا جائے مثلاً بچوں کو سخت الفاظ اور کڑک دار آواز سے ڈانٹنا مارنا، سزا دینا۔

(فتاوی محمودیہ ص ۱۳۰ جلد ۱۸ واحسن الفتاوی ص ۳۵۸ جلد ۶)

## مسجد میں تعلیم کی حدود

**مسئلہ** :۔ اگر قرآن کریم اور دینی تعلیم کے لیے کوئی جگہ نہیں تو مسجد میں تعلیم کی گنجائش ہے۔ لیکن مسجد کا احترام لازم ہے۔ نہ وہاں شور وشغب کیا جائے۔ نہ وہاں کوئی کام خلاف احترام مسجد کیا جائے۔ نماز کے اوقات متعین ہیں۔ وہ اوقات تعلیم کے نہیں۔ جس وقت اوقاتِ متعینہ میں لوگ نماز پڑھتے ہوں، تعلیم کی ایسی صورت اختیار نہیں کرنا چاہئے۔ جس سے

نماز میں خلل آئے۔

**مسئلہ** :۔ دھان وغیرہ مسجد میں نہ سُکھائے جائیں، نیز ایسے بچوں کو نہ لیٹنے دیں اور نہ بیٹھنے دیں جو پیشاب کر کے مسجد اور چٹائی وغیرہ کو ناپاک کر دیں۔ ان کے لیے مسجد کے خارج میں انتظام کیا جائے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۱۳۸ ج ۱۸ و ص ۱۵۱ ج ۱۰)

## مسجد کا قرآن پاک استعمال کرنا؟

**مسئلہ** :۔ جو قرآن شریف، پارے مسجد میں وقف کر کے رکھے گئے ان کو ہر شخص مسجد میں استعمال کر سکتا ہے۔ چاہے وہ مدرسہ کے طلباء ہوں چاہے دوسرے نمازی ہوں۔

(فتاوی محمودیہ ص ۱۳۸ ج ۱۸)

(لیکن اپنے گھر یا دوسری مسجد میں یا مدرسہ میں لے جانا جائز نہیں ہے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

**مسئلہ** :۔ قرآن کریم جس نے مسجد میں رکھا ہے، ظاہر ہے کہ مسجد کے لیے وقف کیا ہے کہ جس شخص کا دل چاہے مسجد میں تلاوت کرے۔ اس کو مکان لے جا کر مستقلاً رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر چہ اسکے بدلے میں آپ دوسرا قرآن شریف مسجد میں رکھ دیں۔ شئے موقوفہ پر عوض دے کر مالکانہ قبضہ کا حق نہیں۔ اگر آپ کو ویسا ہی حاصل کرنا ہے تو جو اس قرآن پر پتہ لکھا ہے وہاں سے منگوا لیں۔ (فتاوی محمودیہ ص ۲۹۶ جلد ۱۲)

**مسئلہ** :۔ جو قرآن و پارے یا کتب (وغیرہ) جس مسجد کے لیے وقف ہوں ان کو دوسری جگہ لے جانے کی اجازت نہیں ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۲۹۶ ج ۱۲)

**مسئلہ** :۔ مسجد کے وقف قرآن کریم بیچنا جائز نہیں ہے، ضرورت سے زائد ہوں اور کام میں نہ آتے ہوں تو قریب کی ضرورت مند مسجد میں دیدیئے جائیں۔ مسجد کو جب ضرورت نہ ہو تو لینا ہی نہیں چاہئے۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۷۷ ج ۴)

**مسئلہ** :۔ مسجد کے وقف قرآن کو اپنے قرآن سے بدلنا جائز نہیں ہے۔ مسجد میں بیٹھ کر استفادہ کرنا جائز ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۱۰۸ جلد ۶)

# مسجد کے قرآن کے پارے گھر لے جانا؟

سوال:۔ مسجد میں قرآن بصورت پارے رکھے جاتے ہیں۔ انہیں گھروں میں ختم قرآن کے واسطے لے جانا کیسا ہے؟

جواب:۔ مسجد میں پارے دینے کا مقصد یہ ہو کہ لوگ انہیں اپنے مکان پر لے جائیں اور اس سے فائدہ اُٹھائیں تو اس صورت میں گھر لے جانے میں (ختم شریف کے لیے) مضائقہ نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۵۶ جلد ۶)

**مسئلہ:۔** قرآن شریف مسجد سے اٹھا کر لانا جائز نہیں۔ اگر کوئی اٹھا لایا تو اس کو دوبارہ مسجد میں یا اس کی جگہ دوسرا قرآن شریف رکھ دے۔ (آپ کے مسائل ص ۱۵۱ ج ۳)

# مسجد کے قرآن طلباء کو دینا؟

سوال:۔ مساجد میں لوگ عموماً بلا اجازت قرآن مجید کافی تعداد میں رکھ جاتے ہیں جو ویسے ہی رکھے رہتے ہیں، انہیں نہ کوئی اٹھاتا ہے اور نہ تلاوت کرتا ہے، بالآخر بوسیدہ ہو جانے کے بعد ان کو دفن کرنا پڑتا ہے، اگر یہ قرآن کریم نادار بچوں کو دے دیئے جائیں جو مکتب وغیرہ میں پڑھتے ہیں؟

جواب:۔ کسی کی مِلک میں دینا جائز نہیں، نہ ہی مدرسہ میں دیئے جاسکتے ہیں، البتہ بحالتِ استغناء (ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے) دوسری قریب تر مسجد کی طرف منتقل کرنے کی اجازت ہے۔

اگر مسجد سے باہر لکھ کر لگا دیا جائے کہ یہاں قرآن شریف بلا اجازت رکھنا ممنوع ہے، کوئی رکھے گا تو وہ مدرسہ میں یا کسی مسکین کو دیدیا جائے گا۔ پھر بھی کوئی رکھ جائے تو منتظم کو مدرسہ میں یا کسی مسکین کو دینے کا اختیار ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۳۵۶ جلد ۶)

# مسجد میں بغیر اجازت سرکاری بجلی استعمال کرنا؟

سوال:۔ سرکاری لائن سے بغیر اجازت لائن لے کر (تار ڈال کر) مسجد میں شب قدر وغیرہ میں روشنی کرنا کیسا ہے۔ کیا یہ چوری ہے؟

جواب:۔ ہاں ایسا کرنا چوری ہے ناجائز ہے اور اس قسم کی روشنی کرنے کا گناہ ان لوگوں پر ہوگا جنہوں نے ایسا کیا ہے خواہ مسجد کی کمیٹی نے ایسا کیا ہو یا کسی دوسرے شخص نے ایسا کیا ہو، سب برابر ہے۔

اور اس گناہ سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ اندازہ کرکے جتنی بجلی (بغیر اجازت) خرچ ہوئی ہو تو اتنی بجلی کے پیسے کسی حیلہ سے محکمہ کو دے دیں۔ (نظام الفتاویٰ ص ۳۰۴ جلد اول)

(بدمعاملگی، قانونی چوری ہونے کہ وجہ سے عزت وآبرو کا ہر وقت خطرہ ہے، جس سے حفاظت بھی واجب ہے۔ پس ترک واجب کا بھی مزید گناہ ہوگا۔ اس لیے اس سے بچنا ضروری ہے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

**مسئلہ**:۔ مسجدوں میں ضرورت سے زیادہ قمقمے (بلب لائٹ وغیرہ) لگانا اسراف کے حکم میں ہے اور ضرورت کے مطابق لگانا جائز ہے۔ (نظام الفتاویٰ ص ۳۱۴ جلد ۱، بحوالہ شامی ص ۴۴۲ جلد ۱)

## مساجد کی آمدنی محکمۂ اَوقاف سے چھپانا؟

سوال:۔ محکمہ اوقاف سارے ہندوستان میں جاری ہے، یہ مساجد و مقابر اور ان سے متعلق جائیداد کی حفاظت کرتا ہے اور اس کے لیے انتظامیہ فی صد کے حساب سے وصول کرتا ہے، اس بارے میں سوال یہ ہے کہ کسی مسجد کی دوکانوں اور مکانوں کی آمدنی مناسب ہے، اخراجات پورے ہو جاتے ہیں، کمیٹی کل آمدنی اوقاف کو نہیں بتلاتی تا کہ اَوقاف کو زیادہ دینا نہ پڑے تو کیا یہ چوری ہے اور اس طرح کرنا جائز ہے؟ نیز اس طرح کی بچی ہوئی رقم مسجد میں لگا سکتے ہیں؟

جواب:۔ ایسا پیسہ مسجد کی تعمیر اور دیگر کاموں میں صرف کر دینا شرعاً مباح ہے باقی چونکہ یہ قانوناً چوری ہے جس سے بچنا واجب ہے اس لیے مباح کی وجہ سے واجب کو تو نہیں چھوڑا جائے گا اور ایسا کرنے کی اجازت نہیں دی جائیگی۔ (نظام الفتاویٰ ص ۳۰۳ جلد اول)

## مٹی کا تیل مسجد میں جلانا؟

**مسئلہ**:۔ مٹی کے تیل کو مسجد میں جلانا منع ہے، ہاں اگر کوئی اور تیل ہے جس میں بدبو نہیں

یا مٹی ہی کے تیل کو کسی طرح ایسا صاف کرلیا ہے کہ بدبو نہیں رہی تو مسجد میں جلانا بھی درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۳۶۰ جلد۲ وص۱۶۳ جلد۶)

**مسئلہ** :۔ اصل یہ ہے کہ بدبو سے ملائکہ کو بہت اذیت ہوتی ہے، اور انسانوں کو بھی۔ اسلئے بدبودار چیز مسجد میں لانا منع ہے، اگر مٹی کا تیل مسجد سے باہر رکھا جائے اس طرح کہ بدبو مسجد میں نہ آئے تو درست ہے۔ اس کی روشنی کا مسجد میں آنا منع نہیں ہے بلکہ بدبو کا آنا منع ہے، چاہے وضو کی جگہ رکھیں، چاہے بیرونی دروازہ کی دیوار وغیرہ پر جہاں مناسب سمجھیں رکھ کر (خارج مسجد) جلاسکتے ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۷۳ جلد۱۰ وآپ کے مسائل ص۱۵۱ جلد۳)

**مسئلہ**:۔ بعذر مسجد میں لالٹین (مٹی کے تیل کی) جلانا جائز ہے۔ (امداد الاحکام ص۳۶۱ ج۱)

## مسجد میں چراغ کب تک جلے؟

**مسئلہ**:۔ جب آدمیوں کے آنے کی توقع نہ رہے تو چراغ بجھادینا چاہئے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص۳۶۲ جلد۲ وامداد الاحکام ص۳۳۸ ج۱)

**مسئلہ** :۔ جو شخص مسجد کے لیے موم بتی (وغیرہ) دے، اس سے دریافت کرلیا جائے اگر مسجد کی ضرورت سے زائد ہو تو اس کو فروخت کر کے مسجد کی دیگر ضروریات میں صرف کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ اگر وہ اجازت دیدے تو پھر کوئی اشکال نہیں۔

(فتاویٰ محمودیہ ص۱۷۶ جلد۱۵ وص۳۷۱ جلد اول)

یعنی زائد موم بتی واقف کی اجازت سے بیچ کر مسجد کی دوسری ضرورت میں خرچ کرسکتے ہیں۔ (محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

**مسئلہ**:۔ مسجد میں ناپاک تیل کی روشنی کرنا مکروہ ہے۔ ردالمحتار ص۶۱۹ جلد۱)

**مسئلہ**:۔ مسجد کا چراغ اپنے گھر میں لانا جائز نہیں، البتہ اپنا چراغ مسجد میں لے جانا جائز ہے۔ (عالمگیری ص۱۷۰ جلد۱)

**مسئلہ** :۔ جب تک عامۃً لوگ نماز پڑھتے ہوں، مسجد میں چراغ جلایا جائے اور وضوخانہ وغسل خانہ وغیرہ، نیز راستہ میں بھی حسب ضرورت چراغ جلایا جاسکتا ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص۱۴۹ جلد۱۰ وعالمگیری ص۱۷۰ جلد۱)

**مسئلہ:** ۔ نماز کے بعد مسجد کا چراغ جلتا ہو تو اس کی روشنی میں پڑھنا پڑھانا تہائی رات تک جائز ہے، اس سے زیادہ مسجد کا چراغ پڑھنے پڑھانے کے لیے جلانا درست نہیں ہے۔

(بحرالرائق ص ۲۵۰ جلد ۵)

**مسئلہ:** ۔ مسجد کا فرش نماز و جماعت کے لیے بچھانا درست ہے، اگر فرش ہر وقت بچھا رہتا ہو اور پیر صاحب اور ان کے مریدین مجلس جما کر اس پر بیٹھ جائیں تو مضائقہ نہیں، لیکن اگر نماز کے بعد فرش کو لپیٹ دیا جاتا ہو، پھر ایسے وقت میں مجلس جما کر بیٹھنے کے لیے مستقلاً مسجد کے فرش کو استعمال نہ کیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۴۹ جلد ۱۰)

## مسجد کا تیل فروخت کرنا؟

**مسئلہ:** ۔ مسجد میں چراغ جلانے کے لیے تیل اور پنکھے وجھاڑ وغیرہ جو مسلمان دیتے ہیں اگر مسجد میں دینے والوں کی طرف سے اس کی (فروخت کرنے کی) اجازت ہے تو درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۴ جلد ۶)

## مسجد کا تیل وغیرہ امام کو استعمال کرنا؟

**مسئلہ:** ۔ اگر مسجد میں دینے والے یہ کہہ کر (امام کو) دیتے ہیں کہ یہ اشیاء ہم نے آپ کو دی ہیں۔ آپ اپنے گھر میں لے جا کر استعمال کرلیں تو امام کو استعمال کرنا درست ہے اور دینے والے کے علاوہ اگر دوسرے مقتدی اجازت دیتے ہیں تو ان کی اجازت غیر معتبر ہے۔

اگر دینے والے دیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ مسجد کی اشیاء میں امام کو شرعاً اس کا حق حاصل ہوتا ہے تو ان کا یہ خیال غلط ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۵ جلد ۶ و ص ۴۷۲ جلد ۲ و ص ۴۷۱ جلد ا و امداد الاحکام ص ۴۴۷ جلد ۱)

## مسجد کا تیل یا ڈھیلہ اپنے گھر لے جانا؟

**مسئلہ:** ۔ بعض آدمی مسجد کے چراغ میں سے اپنے ہاتھ پیروں میں تیل لگاتے ہیں اور بعض مسجد کے اندر کے ڈھیلے لے جا کر اپنے گھر پر رکھ لیتے ہیں، وہیں پر استنجاء میں استعمال کرتے ہیں، ان دونوں باتوں کی اجازت نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۴ جلد ۱۵)

## مسجد کا سامان فروخت کرنا؟

سوال :۔ اگر مسجد میں بالٹی فرش وغیرہ زائد ہوں تو ان کو بیچ کر اخراجات میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب :۔ جو چیزیں مسجد کی ضرورت کے لیے مسجد کے پیسہ سے خریدی گئی ہیں، ان کو مسجد کی ضرورت کے لیے فروخت کر کے مسجد ہی کے کام میں صرف کرنا درست ہے اور جو چیزیں کسی نے مسجد میں دی ہیں ان کو دینے والے کی اجازت سے فروخت کر کے مسجد کے کام میں لگانا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۰۴ جلد ۱۲)

**مسئلہ** :۔ مسجد کا جو سامان وقف ہے اس کی بیع (فروخت کرنا) ناجائز ہے اور جو وقف نہیں بلکہ مسجد کے لیے وقتی ضرورت کے ماتحت کسی نے دیا ہے یا خریدا گیا ہے، ضرورت پوری ہونے پر اس کی بیع جائز ہے۔ جو مسجد ویران ہو چکی ہے اس کے سامان کو کسی قریب کی آباد مسجد میں صرف کر دیا جائے اور مسجد کی جگہ کو محفوظ کر دیا جائے۔ تا کہ بے حرمتی نہ ہو۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۹۹ جلد ۶ بحوالہ ردالمختار ص ۵۷۵ جلد ۳)

**مسئلہ** :۔ اگر وہ باقاعدہ شرعی مسجد ہے تو وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے وقف ہے اس کی زمین کو فروخت کرنا یا عاریت پر دینا ناجائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۱ جلد ۶ و ص ۲۱۳ جلد ۱۸)

## مسجد کا پرانا سامان خریدنا؟

سوال :۔ ایک کچی مسجد کو گرا کر پکی بنانا چاہتے ہیں، جو سامان اس سے اُترا ہے تو کیا وہ دوسری مسجد کے لیے فروخت کیا جائے یا ہر شخص خرید سکتا ہے؟

جواب :۔ بہتر یہ ہے کہ بعینہٖ وہی سامان مسجد میں لگایا جائے، اگر بعینہٖ اس کو مسجد میں لگانا دشوار ہو تو اس کو اہلِ محلہ یا حاکم کی رائے سے فروخت کر کے اس کی قیمت سے اسکے مثل سامان خرید کر اسکو مسجد میں لگا دیا جائے۔ خریدار کی کوئی قید نہیں کہ وہ مسجد کے لیے خریدے، بلکہ اس کو ہر شخص خرید سکتا ہے۔ پھر وہ چاہے مسجد میں لگائے یا اپنے مکان وغیرہ میں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۸ جلد ۶ و ص ۲۱۵ ج ۱۸ و ص ۳۱۱ جلد ۱۵ و کفایت المفتی ۱۲۳ جلد ۳)

# غیر آباد مسجد کا سامان مدرسہ یا مسافر خانہ میں دینا؟

**مسئلہ**:۔ جو مسجد غیر آباد ہو چکی ہے۔ کہ وہاں نماز پڑھنے کی کوئی صورت نہیں رہی تو اس جگہ کو محفوظ کر دیا جائے۔ مفتیٰ بہ قول کے مطابق وہ ہمیشہ مسجد ہی رہے گی، اس کا سامان دوسری مسجد میں منتقل کر دیا جائے۔ اگر وہاں کار آمد نہ ہو تو ارباب حل وعقد کی رائے سے اس کو فروخت کر کے قیمت دوسری مسجد میں (جو قریب ہے) صرف کر دی جائے، لیکن مسجد کا سامان بلا قیمت مدرسہ یا مسافر خانہ وغیرہ میں صرف کرنا درست نہیں اگر چہ وہ مسجد کے قریب ہی ہو۔
(فتاوی محمودیہ ص ۵۰۴ جلد اول)

# غیر آباد مسجد کو فروخت کرنا یا کرایہ پر دینا؟

سوال:۔ ہمارے یہاں سے مسلمانوں کے چلے جانے سے بہت سی مساجد ویران ہو گئی ہیں، کیا انہیں فروخت کر سکتے ہیں؟

جواب:۔ وقف کی بیع ناجائز ہے۔ وقف کا مالک کوئی نہیں جو اس کو فروخت کر سکے۔ اگر مسلمان موجود نہیں رہے تو مسجد کے ذمہ دار کو فروخت کرنے کا پھر بھی اختیار نہیں ہے۔ مسجد کی جگہ کو اگر محفوظ کر دیا جائے تو بہتر ہے۔ مسجد کے وقف پر اگر غیر لوگ زبردستی قبضہ کر کے اس کا معاوضہ دیں تو معاوضہ لے کر دوسری مسجد بنا لینا درست ہے۔ غیر آباد مسجد کا سامان فروخت کرنے کے بجائے ایسی مسجد میں منتقل کر دیا جائے جہاں وہ کار آمد ہو۔
(فتاوی محمودیہ ص ۱۸۳ جلد ۱۵)

**مسئلہ**:۔ اگر ان مساجد کے آباد کرنے کی کوئی صورت نہیں اور سامان ضائع ہو رہا ہے تو اس سامان کو دوسری مساجد میں لگا دیا جائے اور ان گری ہوئی مساجد کی چہار دیواری بنا کر اس طرح گھیر دیا جائے کہ ان کی حفاظت ہو جائے اگر چہ چہار دیواری بنانے کے لیے پیسہ نہ ہو تو اس گرے ہوئے ملبہ اینٹ وغیرہ سے بنا دیں یا اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت سے بنا دیں، اس کی قیمت کسی دوسرے کام میں صرف نہ کریں، بلکہ مساجد ہی کی ضروریات میں صرف کریں۔ اور مساجد کو کرایہ پر دینا بھی درست نہیں ہے، حسب قدرت واگزار کرانے کی کوشش کی جائے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۲۱۳ جلد ۱۵)

# مصالحِ مساجد کی زمین فروخت کرنا؟

**مسئلہ** :- جو زمین مسجد کے مصارف کے لیے وقف ہو چکی ہے، اس کی بیع ناجائز ہے۔ اس کی اجازت نہیں کہ اس کو فروخت کر کے اس سے زیادہ آمدنی کی زمین خرید لی جائے۔ البتہ مسجد کی زمین پر کسی کا غاصبانہ قبضہ ہو جائے اور اس کی واگزاری کرانا ممکن نہ ہو تو مجبوراً معاوضہ لے کر دوسری زمین خرید کر وقف کر دی جائے، یا وقف شدہ زمین قابلِ انتفاع نہ رہے تو تب بھی اجازت ہے۔ کہ اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت سے دوسری زمین لے کر اس کو وقف کر دی جائے، پھر زمین، مکان، دوکان جو بھی مسجد کی تھی، اور اس مجبوری کی وجہ سے فروخت کر دی گئی تھی اور اب وہ مسجد کی نہیں اور خریدار نے اس میں کوئی غیر اسلامی حرکت کی تو وہ خود اس کا ذمہ دار ہے، نہ کہ منتظمین۔

(فتاویٰ محمودیہ ص۲۱۹ جلد۱۵ بحوالہ الشامی ص۵۰۷ جلد۳ وفتاویٰ محمودیہ ص۴۹۷ جلد۱)

# مسجد کی رقم سے وضو کا پانی گرم کرنا؟

**مسئلہ** :- جو رقم مسجد کی مصالح کے لیے جمع ہو، اس روپیہ سے نمازیوں کے لیے سردی کے زمانہ میں پانی گرم کرنا درست ہے تا کہ وہ بآسانی وضو کر لیا کریں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۹۰ جلد۱۸)

**مسئلہ** :- مسجد کی چھت سے اتری ہوئی لکڑی وغیرہ سے مسجد کے نمازیوں کے لیے پانی گرم کرنا درست ہے۔ جبکہ وہ سامان بے کار ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۰۴ جلد۱۵)

# مسجد کا گرم پانی بے نمازیوں کو استعمال کرنا؟

**مسئلہ** :- جو پانی مسجد میں نمازیوں کے لیے گرم کیا جائے بے نمازیوں کا اس کو منہ دھونے یا کپڑے دھونے کے لیے استعمال کرنا درست نہیں۔ بہت بے غیرتی ہے۔ مکان پر بھی پانی نہ لے جائیں۔ احاطہ مسجد ہی میں وضو کریں، عشاء کے بعد کا بچا ہوا گرم پانی بھی کسی دوسرے کام میں استعمال نہ کریں۔ اگر چہ صبح تک وہ پانی ٹھنڈا ہو جائے گا۔ پھر گرم کرنے کی ضرورت پیش آئے گی۔

گرم پانی پاکی حاصل کرنے کے لیے ہے۔ خواہ جسم کی طہارت ہو یا کپڑے کی پس

اگر کپڑے پر نجاست لگ گئی تو غسل کے ساتھ اس کو بھی دھونے کی اجازت ہے، مستقلاً کپڑے اس پانی سے نہ صاف کریں۔

اعلیٰ بات تو یہ ہے کہ اپنے گھر سے وضو کر کے آئیں، لیکن ہر ایک کے لیے اس کا انتظام آسان نہیں، نیز مسجد میں پانی گرم کرنے اور وضو و غسل کے نظم کا عرفِ عام ہو چکا ہے اس لیے مسجد کی طرف سے انتظام کرنا بھی غلط نہیں بلکہ نمازیوں کی سہولت کا ذریعہ ہے۔ جس سے ان کی نماز و جماعت کی پابندی ہوتی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۳ جلد ۱۸)

## مسجد کا گرم پانی گھر لے جانا؟

سوال:۔ ایک شخص نے اپنے پیسے سے مسجد تعمیر کی اور اس کی ضروریات مثلاً چٹائی، تیل، لوٹے اور مرمت مسجد کے لیے مکان اور دوکان مسجد کے لیے وقف کر دی ہے۔ اس کی آمدنی ہمیشہ مذکورہ ضروریاتِ مسجد پر خرچ ہوتی ہے، محلہ والے تقاضہ کرتے ہیں، کہ اس کی آمدنی کو گرم پانی کے مصارف پر خرچ کیا جائے بعض جگہ کا رواج ہو گیا ہے کہ اہل محلہ مسجد میں پانی گرم کرتے ہیں نمازیوں کے لیے ہر بے نمازی اس سے غسل کرتا ہے، اور بعض لوگ گھروں میں بھی لے جاتے ہیں۔ بے نمازی کا غسل کرنا اور پانی کو گھروں میں لے جانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ جب واقف پانی گرم کرنے کی اجازت نہیں دیتا بلکہ صراحۃً منع کرتا ہے، تو (واقف کے وقف کی آمدنی سے) پانی گرم کرنے میں اس آمدنی کو خرچ کرنا درست نہیں، ہاں اگر واقف اجازت دیدے تو جائز ہے اور جو لوگ اپنے دام خرچ کر کے نمازیوں کے لیے پانی گرم کرتے ہیں ان کو اختیار ہے کہ وہ کسی بے نمازی کو استعمال نہ کرنے دیں، نیز کسی کو اپنے گھر نہ لے جانے دیں، اور جو شخص بلا اجازت ان کی اپنے گھر لے جائے گا۔ گنہگار ہوگا کیونکہ یہ پانی مسجد کے روپے سے گرم نہیں ہوتا۔ بلکہ اہل محلہ خود گرم کرتے ہیں، دار و مدار اہل محلہ کی اجازت پر ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۴۵۵ جلد ۲)

## مسجد کے ٹینکی کا پانی گھر لے جانا

سوال:۔ مسجد کے ٹینکی کا پانی اپنی ضروریات کے لیے گھر لے جانا کیسا ہے؟

جواب: ۔ یہ پانی کنویں کے پانی کی طرح نہیں ہے کہ ہر شخص کو لینے کا اختیار ہو بلکہ یہ گھڑے میں رکھے ہوئے پانی کی طرح ہے کہ مالک نے اپنی ضروریات کے لیے گھڑے میں بھر کے رکھا ہے، وہ اس پانی کا مالک ہو گیا، کسی کو بغیر اس کی اجازت کے لینے کا حق نہیں۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۲۷ جلد ۱۸ واحسن الفتاویٰ ص ۴۴۷ ج ۶)

## مسجد کا صحن دھوپ و بارش میں اگر خالی رہے؟

سوال: ۔ ایک مسجد جس کا صحن کافی لمبا چھوڑا ہے، گرمی و برسات کے موسم میں نمازیوں کو صحن میں نماز ادا کرنا مشکل ہو جاتا ہے، اب اس صحن کو برآمدہ کی شکل دینا چاہتے ہیں کہ شمالی اور مشرقی حصہ تھوڑا سا برآمدہ بنا دیا جائے اور بیچ میں صحن غیر مسقف (بغیر چھت کے) چھوڑ دیا جائے تاکہ موسم گرما و برسات میں لوگ دونوں برآمدہ میں نماز ادا کریں لیکن بیچ میں صحن جو کہ بیالیس فٹ ہے وہاں نمازیوں کی صفیں نہ ہوا کریں گی بلکہ وہ خالی جگہ رہا کریں گی، تو کیا اس صورت میں شمالی اور مشرقی جانب برآمدہ بنا دیا جائے یا نہیں؟

جواب: ۔ اس طرح برآمدہ باہمی مشورہ کر کے حسب ضرورت بنانا درست ہے، اندرونی مسجد کی صفوف سے برآمدہ کی صفوف کا اتصال رہے گا (یعنی مسجد کے اندر کی صفوں سے باہر کی صفیں ملی رہیں گی)۔ سخت دھوپ اور بارش کے وقت اگر صحن خالی رہے اور اندرونی مسجد نیز برآمدہ میں نمازی کھڑے ہوں تو بھی نماز درست ہو جائے گی۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۳۳ جلد ۱۸)

## مسجد میں چہل قدمی کرتے ہوئے وظیفہ پڑھنا؟

**مسئلہ**: ۔ وظیفہ پڑھنے والے بعد نمازِ فجر وعصر اندرونِ مسجد ٹہل ٹہل کر وظیفہ پڑھتے ہیں، ٹہلنا وظیفہ کا جزو نہیں ہے افضل اور بہتر یہ ہے کہ ایک جگہ تنہائی میں بیٹھ کر یک سوئی سے وظیفہ پڑھا جائے، اگر جماعت کا وقت قریب ہو اور نیند کا اثر ہو جس سے یہ خیال ہو کہ ایک جگہ بیٹھ کر انتظار کرنے سے نیند آ جائے گی یا اسی قسم کی کوئی اور ضرورت ہو تو مسجد میں ٹہلنے میں مضائقہ نہیں، لیکن مستقلاً ٹہلنے کے لیے مسجد کو تجویز کرنا، بعد فجر ہو یا بعدِ عصر یا کسی اور وقت مسجد کی

غایت اور وضع کے خلاف ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۴۸۴ جلد اول)

**مسئلہ** :۔ تسبیح چلتے پھرتے ٹہلتے ہر طرح پڑھنا درست ہے، لیکن بلا ضرورت مسجد میں ٹہلنا نہیں چاہئے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۰۷ جلد ۶ و احکام القرآن ص ۲۲۳ ج ۲)

**مسئلہ** :۔ مسجد میں چلتے پھرتے آہستہ ذکر کرنا درست ہے اور موجب ثواب ہے بازار (مواضع لغو) میں بلند آواز سے تلاوت کرنا کہ لوگ اپنے اپنے کام میں مشغول ہوں اور کوئی تلاوت نہ سنتا ہو، درست نہیں ہے۔ (آہستہ آہستہ بغیر آواز کے ذکر و تلاوت کر سکتا ہے)۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۸۲ جلد ۱۵)

## مسجد میں ریح خارج کرنا؟

**مسئلہ** :۔ احتیاط اور ادب یہ ہے کہ مسجد میں قصداً ریح خاج نہ کرے بلکہ مسجد سے باہر جا کر خارج کرے، اگر سوتے یا جاگتے میں بلا قصداً ہو جائے تو معذوری ہے۔ ایسے شخص کو جس کے لیے دوسری جگہ سونے کی موجود ہو بلا شدید ضرورت کے مسجد میں سونا مکروہ ہے۔ (اور یہ جو بعض جہلاء نے مشہور کر دیا ہے کہ مسجد میں خارج ہونے والی ریح کو فرشتے اپنے منہ میں لے کر باہر پھینکتے ہیں سراسر غلط ہے) فرشتوں کا ایسی بدبودار چیز سے اذیت پانا تو حدیث پاک سے ثابت ہے، لیکن اس کا منہ میں لے کر باہر پھینکنا کسی دلیل شرعی سے ثابت نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۷ جلد ۶ بحوالہ درمختار ص ۶۸۷ جلد ۱)

**مسئلہ** :۔ مسجد میں اخراجِ ریح کو فقہاء نے منع لکھا ہے، ایسی حالت میں جس کو خروج ریح کی بیماری ہو، ایسے شخص کو بار بار مسجد سے نکلنا ہوگا یا کراہت کا ارتکاب کثرت سے کرنا ہوگا، لہٰذا اَحوط (بہت زیادہ احتیاط) یہی ہے کہ ایسا شخص (مسجد میں) اعتکاف نہ کرے، بلکہ اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتا رہے۔ اس کو آرزو اور تمنا کا اَجر ملے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۴۸۰ جلد ۱)

**مسئلہ** :۔ مسجد میں نفلی اعتکاف بغیر رمضان کے بھی ہو سکتا ہے اور ایسے معتکف کو بھی مسجد میں قیام کرنا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۴۸۶ ج ۱)

## مسجد کے سامنے سڑک پر باجہ وغیرہ بجانا؟

**مسئلہ:۔** شاہراہ عام پر ہر شخص کو گزرنے کا حق ہے، لیکن ایسی حرکت کرنا جس سے آس پاس والوں کو یا اہلِ محلہ واہلِ مسجد کو خصوصاً نماز کے وقت میں اذیت پہنچے منع ہے حُسنِ تدبیر سے اگر فہمائش کردی جائے یا کسی ذی اثر آدمی کے ذریعے سے (باجہ ڈھول، تاشہ، شہنائی وغیرہ کے بجانے والوں کو منع کروادیا جائے کہ مسجد کے سامنے نہ بجائیں) تو بہتر ہے ورنہ فتنہ وفساد سے اجتناب چاہیے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۴۸۶ ج ۱)

**مسئلہ:۔** (اگر باز نہ آئیں غیر مسلم تو) اس وقت مسلمانوں کو صرف دل سے غیر مسلموں کے اس فعل پر نفرت وحقارت کرنا کافی ہے۔ مقابلہ کسی کا نہ کریں۔ (امداد الاحکام ص ۴۵۲ ج ۱)

## ناپاک کپڑا مسجد میں رکھنا؟

**مسئلہ:۔** نجس کپڑا مسجد میں نہ رکھے، اگر اس وقت کسی کی معرفت وہ کپڑا باہر بھیجنا یا خود رکھنا دشوار ہو تو مجبوراً مسجد میں اس طرح رکھنا کہ تلویث نہ ہو درست ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۸ ج ۶ و کتاب الفقہ ص ۴۵۷ ج ۱)

## مسجد کے فرش کے قریب کپڑے دھونا؟

**مسئلہ:۔** جو جگہ مسجد نہیں ہے یعنی اس پر نماز نہیں پڑھی جاتی وہاں اس طرح کپڑے دھونا کہ دوسروں کو اذیت نہ ہو اور مسجد کے فرش پر استعمال شدہ پانی یا اس کی چھینٹ نہ جائے درست ہے اور اس میں امام وغیرہ سب برابر ہیں، مگر جو شخص مسجد ہی میں رہتا ہے اس کو دوسری جگہ کپڑے دھونے کے لیے جانے میں دِقّت ہے اس لیے اس کے حق میں توسع ہے اور زائد توسع ہے بہ نسبت دوسرے لوگوں کے، وہ بسہولت دوسری جگہ جا سکتے ہیں یا اپنے گھر میں دھو سکتے ہیں، ان کے دوسری جگہ جانے میں مسجد کی نگرانی یا کسی اہم کام میں خلل نہیں آتا۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۳۶۸ جلد ۲)

**مسئلہ:۔** (داخل) مسجد کے صحن یا دیوار پر کپڑے سکھانا جائز نہیں، مؤذن اور نادم کے لیے اگر کوئی جگہ کپڑے سکھانے کی نہ ہو تو مسجد سے باہر ملحق جگہ میں سکھا سکتے ہیں (احسن الفتاویٰ ص ۴۳۵ جلد ۶)

## خارجِ مسجد بیع وشراء کرنا؟

**مسئلہ**:۔ مسجد میں بیع وشراء (خرید وفروخت) احترام مسجد کے منافی ہے، (لیکن جوتے اُتارنے کی جگہ، غسل خانہ، حجرہ ومکان جو مصالح مسجد یا اس کی ضروی بات کے لیے تعمیر کرایا گیا ہو) شرعاً مسجد نہیں اور اس کا احترام ضروری نہیں لہٰذا وہاں بیع وشراء شرعاً درست ہے، بشرطیکہ نمازیوں کو تکلیف نہ ہوتی ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۳۶۱ جلد۲)

## مسجد میں تجارت کرنا؟

**مسئلہ**:۔ جو جگہ نماز کے لیے وقف کی گئی ہے اس جگہ کو کاروبار یا تجارت وغیرہ کے لیے متعین کرنا اور وہاں تجارت کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں، جو جگہ نماز کے لیے نہیں ہے (خارج مسجد) اور مسجد کے مصالح کے لیے وقف ہے اور اس جگہ کو دوکان وغیرہ بنانے میں مسجد کے احترام اور اس کی تعمیر وغیرہ میں فرق نہ آئے تو اس کو مسجد کی آمدنی وآبادی کے لیے کرایہ پر دینا درست ہے، مسجد کا اندرونی حصہ یا صحن ہو، سب کا (یعنی داخلِ مسجد کا) ایک ہی حکم ہے، کسی جگہ بھی تجارت کرنا یا کرایہ پر دینا شرعاً درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۳۰۳ جلد۱۲ وص۳۹۲ جلد۱)

## ٹوپ پہن کر مسجد میں جانا؟

**مسئلہ**:۔ مسجد دربارِ خداوندی ہے اور نماز عبادت ہے، عبادت کے لیے دربار میں ایسا لباس پہن کر حاضر ہونا چاہئے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہو اور وہ لباسِ مسنون ہے یعنی خدا کے محبوب حضور اکرم ﷺ کا لباس اور آپ ﷺ کے متبعین کا لباس، ایسا لباس پہن کر حاضر نہیں ہونا چاہئے جس سے اللہ تعالیٰ ناخوش ہوتے ہیں، یعنی جس لباس سے حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے اور ہمارے یہاں وہ خدا کے نافرمانوں یعنی کفار اور فساق کا لباس ہے، انگریزی ٹوپ وغیرہ بھی اس میں داخل ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۷۳ جلد۶)

## مسجد میں درخت لگانا؟

**مسئلہ**:۔ مسجد میں درخت لگانے سے اگر نمازیوں کو کوئی منفعت ہو تو درست ہے اور اگر کوئی

منفعت نہ ہو یا کفار کے ساتھ تشبہ ہو تو ناجائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۴۷۰ جلد۱، در مختار ص۲۱۵ جلد۱)

**مسئلہ:۔** اگر پھول کا درخت مسجد میں لگایا تاکہ نمازیوں کو اس سے راحت پہنچے تو اس کا پھول توڑ کر باہر نہ لے جائیں، وہیں لگا رہنے دیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۰۴ جلد۱۵)

**مسئلہ:۔** اگر احاطۂ مسجد میں کوئی کیاری ہو تو وہاں پھول کا درخت لگانا یا گملے میں رکھنا خوشبو کے لیے درست ہے مگر جو جگہ نماز کے لیے متعین ہے اس کو پھول کے پودوں سے مشغول نہ کریں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۴۹۰ جلد۱)

## مسجد کی ضرورت کے لیے صحن کے درخت کاٹنا؟

**مسئلہ:۔** مسجد کا صحن نماز کے لیے ہے، وہاں درخت لگانا ہی ٹھیک نہیں، اِلّا یہ کہ مسجد کے مصالح کا تقاضہ ہو تو دوسری بات ہے، مثلاً وہاں پانی کا اثر ہو کہ وہ پانی درختوں میں جذب ہو سکتا ہے، اگر مصالح مسجد کا تقاضہ یہ ہے کہ صحن کو درختوں سے صاف کر دیا جائے تو شرعاً اس کی اجازت ہے، اس میں کسی کو ضد نہیں کرنی چاہئے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص۱۹۴ جلد۸ او فتاویٰ رحیمیہ ص۷۶ جلد۴)

**مسئلہ:۔** مسجد کے درخت کی بیع مسجد میں جائز نہیں، کیونکہ مسجدیں نماز و جماعت کے لیے متعین کی گئی ہیں، اس لیے وہاں خرید و فروخت کرنا درست نہیں ہے، الگ ہٹ کر (خارج مسجد) کی جائے، اگرچہ وہ درخت مسجد ہی کا ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۹۵ جلد۱۵)

## مساجد کو سجانا؟

سوال:۔ شب برأت اور شب قدر میں مسجد کو پھول پتّی وغیرہ سے سجانا کیسا ہے۔ جبکہ سجانے کی نیت ان تہواروں کی وجہ سے خوشی منانا ہے، نہ کہ بدعت کرنا؟

جواب:۔ شب قدر و شب برأت کے لیے شریعت نے عبادت، نوافل، تلاوت، ذکر، تسبیح، دعاء واستغفار کی ترغیب دی ہے، پھول وغیرہ سے سجانے کی ترغیب نہیں دی۔ تیوہار ہندوانہ لفظ ہے اور یہ سجانا بھی ان کا ہی طریقہ ہے اس سے بچنا چاہئے۔

((لان من تشبہ بقوم فھو منھم)) (الحدیث ابو داؤد شریف)

البتہ مسجدوں میں خوشبو کی ترغیب آئی ہے تاکہ نمازیوں کو اذیت پہنچے نہ بلکہ راحت پہنچے، ان مخصوص متبرک راتوں میں مسجدوں میں جمع ہو کر اجتماعی حیثیت سے جاگنا مکروہ و ممنوع ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۳ جلد ۱۵)

## دس محرم کو مٹھائی مسجد میں تقسیم کرنا؟

**مسئلہ** :۔ یہ کوئی شرعی چیز نہیں اور نہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے، اس کو شرعی چیز سمجھنا غلط ہے۔ البتہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ دسویں محرم کو روزہ رکھنا بہت ثواب ہے۔ اور اس دن کھانے میں کچھ وسعت کر لینا باعث برکت ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۳ ج ۱۵)

## رَجب کے کونڈے مسجد میں؟

سوال :۔ رجب کے مہینہ میں کونڈوں میں شیرینی، کھیر وغیرہ بھرتے ہیں، ان کو متبرک ہو جانے کے خیال سے ان کونڈوں کو گھروں میں استعمال نہیں کرتے، وہ مسجدوں میں دیدیئے جاتے ہیں، تو کیا ان کو فروخت کر کے ان کی قیمت مساجد میں صرف کر سکتے ہیں؟

جواب :۔ ان کونڈوں کی اصل شرعاً کچھ نہیں ہے، اگر بہ نیت ثواب دیں تو حسب نیت معطی ان کا استعمال مسجد میں درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۵۸ ج ۱۰)

## قریب قریب مسجدوں میں اذان کا حکم؟

**مسئلہ** :۔ اگر دو مسجدیں قریب قریب ہوں، تب بھی دونوں مسجدوں میں علیحدہ علیحدہ اذان مسنون ہے، صرف ایک پر اکتفاء کرنا خلاف سنت ہے اور جو لوگ ایسا کریں گے وہ تارکِ سنت ہونگے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۶۱ جلد ۲ و ص ۱۹۵ جلد ۱۵)

**مسئلہ** :۔ متعدد مساجد میں اذان ہو تو پہلی اذان کا جواب دینا ضروری ہے، باقی اذانوں کا جواب دینا افضل ہے، محلّہ کی اذان ہو یا غیر محلّہ کی۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۸۹ جلد ۴، بحوالہ مراقی الفلاح ص ۱۱۷)

## اذان کے بعد مسجد سے نکلنا؟

سوال :۔ اذان کے بعد بلا ضرورت دوسری مسجد میں جا کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ اگر اس شخص پر دوسری مسجد کی جماعت کا توقف ہے کہ اگر یہ نہ جائے تو وہاں جماعت نہ ہو، تب تو اس کو دوسری جگہ جا کر نماز پڑھنا مکروہ نہیں وہیں جا کر نماز پڑھے۔ اور اگر اس پر توقف نہیں تو ایسی حالت میں مسجد سے نکلنا بلاضرورت مکروہ ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۶۸ ج ۲ واحسن الفتاویٰ ص ۴۵۰ ج ۶)

## قریب قریب مساجد کا حکم

**مسئلہ**:۔ قرب وجوار میں متعدد مساجد ہوں تو ان مسجدوں میں جو قریب ہو وہ افضل ہے اس کو بالالتزام نماز اس میں پڑھنا چاہئے، اور اگر یہ سب اسی محلہ کی ہوں تو ان سب میں جو سب سے پہلے کی قدیم مسجد ہو وہ افضل ہے، اور اگر قدیم ہونے میں بھی سب برابر ہوں، یا قدیم ہونا معلوم نہ ہو تو جو سب سے زیادہ قریب ہے وہ افضل ہے۔ (امداد الاحکام ص ۴۵۹ ج ۱)

**مسئلہ**:۔ اصل یہ ہے کہ محلہ کی مسجد جو اپنے گھر سے زیادہ قریب ہو، اس کا حق زیادہ ہے اس کو چھوڑ کر دور کی مسجد میں جانا بلاوجہ جائز نہیں ہے۔

(امداد الاحکام ص ۳۵۳ جلد ۱، وفتاویٰ دار العلوم ص ۱۵۱ جلد ۳ و در مختار ص ۶۱۷ جلد ۱)

**مسئلہ**:۔ پنج وقتہ نماز محلہ کی مسجد میں افضل ہے، اس کو چھوڑ کر قصداً جامع مسجد میں (کہ وہاں پر ثواب زیادہ ملے گا) نہ جائے، البتہ کسی کام سے جامع مسجد کی طرف گیا ہو اور وہاں نماز کا وقت آ جائے تو اس حالت میں جامع مسجد ہی میں نماز پڑھ لے اور اس وقت اس کا ثواب محلہ کی مسجد سے زیادہ ہوگا، اور جمعہ کی نماز جامع مسجد ہی میں افضل ہے اور عیدین کی جنگل میں افضل ہے۔ (امداد الاحکام ص ۴۴۴ جلد اول)

## شاہی مساجد کو تفریح گاہ بنانا؟

سوال:۔ شاہی زمانہ کی مساجد جو فنِ تعمیری میں نرالی ہیں، وہ مساجد تفریح گاہ بن گئی ہیں، مسلم وغیر مسلم وقت بے وقت مسجد میں گھومتے رہتے ہیں۔ تو کیا مسجد کو تفریح گاہ بنانا ازروئے شرع کیسا ہے؟

جواب:۔ یہ صورتِ حال مسجد کے منشاء واحترام کے سخت خلاف ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۹۶ جلد ۱۰ بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۶۸ جلد اول)

**مسئلہ:۔** مسجد کو تفریح گاہ اور سیر و سیاحت کا موضوع بنانا ہی جائز نہیں، اور پھر مسجد میں فوٹو لینا ان سب سے بدتر بات ہے، اسلئے یہ فعل کئی حرام اُمور کا مجموعہ ہے، مسجد کے احترام کے منافی ہے، انتظامیہ کا فرض ہے کہ اس کا انسداد کرے۔ (آپ کے مسائل ص ۱۴۷ جلد ۳)۔

**مسئلہ:۔** مسجد میں تصویریں اُتارنا، اخبار پڑھنا، ٹیلی وژن والوں کا فلم بنانا نعرہ بازی کرنا، مسجد میں یہ تمام امور ناجائز ہیں۔ (آپ کے مسائل ص ۱۵۸ جلد ۳)

**مسئلہ:۔** (ویسے) مسجد میں ہندو اور عیسائی اور دیگر غیر مسلموں کا داخلہ ممنوع نہیں ہے۔
(کفایت المفتی ص ۱۲۲ جلد ۳)

## تبلیغی جماعت کے لیے مسجد کی چیزوں کا استعمال کرنا؟

**مسئلہ:۔** یہ جماعتیں دینی کام نماز وغیرہ ہی کے لیے نکلتی ہیں اور مساجد میں قیام کرتی ہیں ان کے اس کام سے بہت بڑا نفع ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ ان جماعتوں کو مسجد میں رہنے، ٹھہرنے، اپنی کتاب سنانے کی اجازت دے دی جائے اور ان کے ساتھ پورا تعاون کیا جائے۔ ان جماعتوں کا قیام نماز کے لیے ہے مقصدِ نماز کے خلاف کسی غلط یا غیر مقصد کے لیے نہیں، اس لیے اگر یہ مسجد کا لوٹا چٹائی نل، ڈول، رسی وغیرہ استعمال کریں تو اس میں رکاوٹ نہ ڈالی جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۸ جلد ۱۲)

## مسجد میں تبلیغی تعلیم کہاں کی جائے؟

**مسئلہ:۔** اگر نماز اور وظیفہ میں خلل آئے تو اس طرح تعلیم کرنا منع ہے، مگر تعلیمی سلسلہ بھی بہت اہم اور مفید ہے اس لیے دونوں سلسلے جاری رکھیں، ایسی صورت اختیار کی جائے، مسجد بڑی ہو تو اس کے کسی گوشہ میں یا برآمدہ یا صحن میں (جبکہ نمازی اندر سنت وغیرہ پڑھ رہے ہوں) تعلیم ہو تو دونوں سلسلے جاری رہ سکتے ہیں۔ نیز تعلیم میں فضائل کے ساتھ ساتھ طہارت، وضو، نماز، روزہ وغیرہ کے احکام و ضروری مسائل بھی ہوں، محض فضائل پر اکتفاء نہ کیا جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۰۱ جلد ۶ و ص ۱۶۴ جلد ۳ و کفایت المفتی ص ۱۲۷ جلد ۳)

# مسجد کے حوض کی پیمائش

سوال: ۔ مسجدوں میں حوض بنائی جاتی ہے اس حوض کی گہرائی اور لمبائی وچوڑائی شرعی گز اور مروجہ میٹر کے حساب سے کتنی کتنی ہونی چاہئے؟

جواب: ۔ دس گز لمبائی اور دس گز چوڑائی کافی ہے اور یہاں شرعی گز مراد ہے۔ جس کو عربی میں ذراع کہتے ہیں، سرکاری گز عربی دو ذراع کا ہوتا ہے یعنی سرکاری پانچ گز لمبائی اور اتنی ہی چوڑائی ہوگی اور گہرائی کی کوئی خاص مقدار نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۹۶ جلد۱۵)

# مسجد کی نئی تعمیر میں قدیم جماعت خانہ کی جگہ حوض بنانا؟

**مسئلہ**: ۔ اگر کسی جگہ ایک مرتبہ مسجد تعمیر ہو چکی ہو، اس کے بعد کسی وقت کسی ضرورت کی وجہ سے اس مسجد کو شہید کر کے مسجد کی نئی تعمیر کی جائے تو جو جگہ داخلِ مسجد تھی، اب اس کے نیچے یا اوپر کمرہ یا حوض وغیرہ بنانا جائز نہیں ہے، ہاں مسجد بالکل نئی بن رہی ہو اور بالکل نئی تعمیر کے پلان میں یا کوئی جگہ شرعی مسجد سے خارج ہو، اور وہ جگہ نئی تعمیر کے وقت شرعی مسجد میں داخل کی جارہی ہو اور اس نئی جگہ کے پلان میں مصالح مسجد کے لیے حوض یا کمرہ بنانا شامل ہو تو ایسی صورت میں بنانے کی گنجائش ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۲۳۹ جلد۱۰ بحوالہ درمختار ص۵۱۳ جلد۳ کتاب الوقف)

**مسئلہ**: ۔ نیز دونوں مسجدیں بالکل متصل ہیں اور اہل محلہ دونوں مسجدوں کو ایک کرنا چاہتے ہیں تو ایک کر سکتے ہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۲۴۰ جلد۱۰)

# حوض میں پیر وغیرہ دھونا؟

**مسئلہ**: ۔ وہ حوض جو دہ دردہ (یعنی دس ہاتھ لمبی اور دس ہاتھ چھوڑی) ہے وہ ان چیزوں سے ناپاک نہیں ہوگا، لیکن ادب اور سلیقہ یہ ہے کہ کلی حوض میں نہ کیا جائے بلکہ نالی میں کی جائے اور مسواک کو بھی نالی میں (ہاتھ وغیرہ میں پانی لے کر) دھوئی جائے حوض میں نہ ڈبائی جائے، نیز پیر بھی اس طرح دھوئے جائیں کہ پانی نالی میں گرے اور حوض میں ان کا پانی نہ گرے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۵۰ ج۱۰)

**مسئلہ**: ۔ مسجد کے نل سے اہلِ محلہ کو پانی لینا درست ہے مگر احتیاط سے نل استعمال کریں،

اگر خراب ہو جائے تو اس کی مرمت بھی کرادیا کریں، یہ بات نہ ہو کہ پانی تو محلّہ والے بھریں اور مرمت مسجد کے ذمہ رہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۷۸ جلد ۱۵)

## حوض کی جگہ کمرہ تعمیر کرنا؟

سوال:۔ مسجد میں وضوء کے لیے حوض ہے، اگر حوض کے بجائے ٹنکی لگوا کر حوض کو ختم کر کے ایک عمارت بنادیں تا کہ اس کے کرایہ سے مسجد کی ضروریات پوری ہوتی رہیں تو کیا شرعاً متولی کو اس کا حق ہے؟

جواب:۔ اگر نمازیوں کو وضو کرنے کی تنگی نہ ہو اور جو کام حوض سے لیا جاتا ہے وہ سہولت سے ٹونٹی سے حاصل ہو، نیز عمارت بنانے سے مسجد کی ہوا اور روشنی میں رُکاوٹ نہ ہو تو مسجد کے مفاد کے پیشِ نظر وہاں کے سمجھدار آدمیوں کے مشورہ سے ایسا کرنا درست ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۷۰ جلد ۱۰)

(نوٹ:۔ مسجد میں حوض داخل مسجد تو ہوتی نہیں لیکن اس کا راستہ داخل مسجد ہوتا ہے، جب مسجد کے حوض کی جگہ کمرہ یا دوکان وغیرہ بنائی جائے گی تو راستہ داخل مسجد ہوگا جو شرعی لحاظ سے صحیح نہیں ہوگا، مصالح مساجد یعنی ضروریاتِ مسجد میں تو وہ استعمال میں لائیں کہ مسجد کا سامان یا امام وغیرہ کا کمرہ بنادیا جائے، لیکن داخل مسجد راستہ نہ ہو۔ رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

## جماعت خانہ کے نیچے حوض بنانا؟

**مسئلہ**:۔ قدیم مسجد کی توسیع کے وقت جو جگہ جماعت خانہ میں شامل کی جائے اس کے نیچے کا حصہ پہلے سے حوض بنانے کی نیت ہونے کی وجہ سے بطور حوض رکھا جاسکتا ہے (پُرانی مسجد کا حصہ حوض میں نہ آنے پائے) اور حوض کے اوپر کا حصہ جو جماعت خانہ میں شامل ہے اس میں صفیں نماز کیلئے قائم کی جاسکتی ہیں، مسجد کا ثواب ملے گا اور وہاں اعتکاف بھی درست ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۰۳ جلد ۶)

## مسجد کی جگہ میں کار پارکنگ بنانا؟

سوال:۔ ہمارے یہاں مسجد بنانے کا پروگرام ہے اور یہاں کے قانون کے مطابق

کار پارکنگ (مسجد کی جگہ میں) ہونا لازمی ہے، اور یہ جگہ مسجد کی چہار دیواری کے اطراف میں ہوتی ہے اور اسکے بغیر مسجد بنانے کی اجازت نہیں ملتی، معلوم یہ کرنا ہے کہ مسجد کے پیسے جو بینک میں جمع ہیں، اس پر جو سود ملتا ہے تو کیا یہ رقم کار پارکنگ میں استعمال کر سکتے ہیں؟

جواب:۔ صورتِ مسئولہ میں نمازیوں کی کار رکھنے کی جگہ لازمی ہے تو مال دار حضرات یہ کام اپنی حلال کمائی سے کر سکتے ہیں اور کرنا چاہئے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۲۵ جلد ۶)

## مسجد پر حکومت کا قبضہ کرنا؟

سوال:۔ کیا کسی حکومت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی مسجد کو ضبط کر لے اور پھر اس کو نقد روپیہ لے کر یا شرائط پر واگزار کرے جس کی رُو سے مسجد پر حکومت کا تسلّط رہے؟

جواب:۔ مسجد خدا کا گھر ہے اور خدا ہی اس کا مالک ہے، وہ کسی انسان کی مِلک نہیں۔ قرآن پاک میں فرمان الٰہی ہے: ﴿وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ﴾ یعنی یقیناً مسجدیں خاص خدا کی ہیں۔

اور جب وہ خدا کی مِلک ہیں اور اس کی عبادت کے لیے مخصوص ہیں تو کسی حکومت کو ان کے اوپر مخالفانہ تسلط اور قبضہ کرنے کا حق نہیں، حکومت انسانی اِملاک پر قبضہ کرے تو کرے، خدا کی مِلک پر قبضہ نہیں کر سکتی، اور اگر جبر و استبداد سے قبضہ کر لے تو وہ قبضہ شرعاً ناجائز اور کالعدم ہوگا، اور اس کو لازم ہوگا کہ اسے واگزاری کے عوض میں کوئی رقم وصول کرنے یا کوئی شرائط عائد کرنے کا حکومت کو کوئی حق نہیں ہے۔ (کفایت المفتی ص ۱۷ اجلد ۷)

## مسجد شہید کر کے راستہ بنانا؟

سوال:۔ سنگاپور میں ایک شہر کے درمیان میں کئی مساجد ہیں، حکومت اس کو خوب صورت شہر بنا رہی ہے۔ راستوں میں مسجدیں، گرجا گھر، مندر و مکانات ہیں، حکومت ان کو منہدم کر کے اس کے عوض دوسری جگہ دیتی ہے تو کیا مسجد کو توڑنا اور اس کے عوض دوسری جگہ لینا شرعاً جائز ہے؟

جواب:۔ جو جگہ ایک دفعہ مسجد کے حکم میں آجائے پھر اس کی عمارت رہے یا نہ

رہے، اس میں نماز پڑھی جاتی ہو یا نہ پڑھی جاتی ہو وہ جگہ قیامت تک مسجد کے حکم میں رہے گی، اس کو بجز عبادت کے کسی اور کام میں استعمال کرنا درست نہیں ہے، اس کے کسی حصہ کو بیچنا، کرایہ پر دینا، رہن رکھنا یا اس کے ورثاء کو واپس کر دینا (داخلِ مسجد) کو جائز نہیں ہے، لہٰذا صورتِ مسئولہ میں مسجد کے کسی حصہ کو راستہ میں شامل نہیں کیا جا سکتا ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۹۱ جلد ۶ و ص ۱۷۷ جلد ۳ و بحر الرائق ص ۴۷ جلد ۲ بحوالہ شامی ص ۵۳۱ جلد ۳)

(اپنی طرف سے کوشش تو مسجد کو بچانے کی کی جائے لیکن اگر حکومت وغیرہ سے مجبور ہو جائیں تو خون خرابہ نہ کریں، کیونکہ حکومت سے ٹکراؤ آسان نہیں ہے، اسلئے دوسری جگہ جو مل رہی ہے اس کو حاصل کر لیں اور اگر ممکن ہو تو سابقہ مسجد کا ملبہ وغیرہ بھی استعمال میں لے آئیں تا کہ بے حرمتی نہ ہو، واللہ اعلم (رفعت قاسمی غفرلہٗ)

## کچھ راستہ مسجد میں لینا؟

**مسئلہ** :۔ اگر راستہ بڑا ہے کچھ حصہ مسجد میں لینے سے تنگی نہیں ہوگی تو مشورہ کر کے بقدرِ ضرورت مسجد میں لے سکتے ہیں شرعاً اجازت ہے۔ اس پر سب کو رضامند ہونا چاہئے۔ (اتنی جگہ نہ لیں کہ راستہ تنگ ہو جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۷ جلد ۱۸)

**مسئلہ** :۔ اگر وہ راستہ کسی کی ملک نہیں ہے، عام لوگوں کے چلنے کے لیے ہے اور مسجد میں تنگی ہے اس کو بڑھانے کی ضرورت ہے، اور اس بڑھانے سے گزرنے والوں کو تنگی و پریشانی نہیں ہوگی، اور نہ ہی کسی کا راستہ رکے گا تو مسجد کو بقدرِ ضرورت بڑھا لیا جائے۔ اگر اس کے لیے کسی کی مملوکہ زمین مسجد میں شامل کرنا چاہیں، وہ بلا قیمت نہ دے تو اس سے خرید کو مسجد میں شامل کر لیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۷۵ جلد ۱۸)

## نماز کے لیے عورتوں کا مسجد میں جانا؟

**مسئلہ** :۔ آنحضرت ﷺ کے مبارک زمانہ میں عورتوں کو مسجد میں جانے کی اجازت تھی اور ساتھ ہی یہ ارشاد بھی تھا کہ ((بُیُوْتُهُنَّ خَیْرٌ لَّهُنَّ)) یعنی ان کے گھر ان کے لیے مسجد سے بہتر ہیں۔ (مشکوٰۃ ص ۹۶)

اُم حمیدؓ ایک جانثار خاتون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے آپ کے پیچھے نماز پڑھنے کا بہت شوق ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم ٹھیک کہتی ہو لیکن تمہارے لیے بند کوٹھری میں نماز پڑھنا صحن کی نماز سے بہتر ہے اور صحن کی نماز سے برآمدہ کی نماز بہتر ہے۔

اس کے بعد اُم حمیدؓ نے اندھیری کوٹھری نماز کے لیے متعین کر لی اور وفات تک وہیں نماز پڑھتی رہیں مسجد میں نہ گئیں۔ (ترغیب ص ۱۸۰ جلد ۱)

جب حضرت عمرؓ کا دور آیا، عورتوں کی حالت میں تبدیلی (عمدہ پوشاک، زیب و زینت اور خوشبو کا استعمال وغیرہ) دیکھ کر آپؓ نے جو عورتیں مسجد میں آیا کرتی تھیں روک دیا تھا، تو تمام صحابہ کرامؓ نے اس بات کو پسند فرمایا کسی نے خلاف نہیں کیا، البتہ بعض عورتوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کی شکایت کی تو اُم المؤمنین صدیقہؓ نے بھی فیصلۂ فاروقی سے اتفاق کرتے ہوئے فرمایا ”اگر آنحضرت ﷺ ان عورتوں کو دیکھتے جواب عورتوں میں نظر آتی ہے تو آنحضرت ﷺ بھی ضرور عورتوں کو مسجد میں آنے سے منع فرماتے۔

(صحیح بخاری ص ۱۲۰ جلد ۱، و مسلم شریف ص ۱۸۳ جلد ۱)

یہ اس دور کی بات ہے جب کہ اکثر عورتوں میں شرم و حیا اور تقویٰ و پرہیزگاری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور مردوں میں بھی اکثریت نیکوکار تھی۔

فیوض و برکات کے حصول کا زرین موقعہ تھا اور مسجد نبوی ﷺ کی فضیلت اور نماز باجماعت ادا کرنے کی شریعت میں سخت تاکید ہے، باوجود اس کے عورتیں مسجد کی حاضری سے روک دی گئیں تو موجودہ دور میں کیا حکم ہونا چاہیے؟

درمختار مع شامی ص ۵۲۹ جلد اول میں ہے کہ مکروہ ہے عورتوں کو جماعت میں شریک ہونا، چاہے جمعہ اور عیدین ہوں یا مجلس وعظ ہو، چاہے وہ عمر رسیدہ ہو چاہے جوان، رات ہو یا دن، زمانہ کی خرابیوں کی وجہ سے مفتی بہ مذہب یہی ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۳۲ جلد ۱، و ص ۵۶ جلد ۷ و عالمگیری ص ۵۶ جلد ۱ و کفایت المفتی ص ۳۹۲ جلد ۵ و احسن الفتاویٰ ص ۲۶۵ جلد ۶)

## آواز والی گھڑی مسجد میں لگانا؟

**مسئلہ** :۔ اس گھڑی کا مقصد اصلی بھی وقت ہی معلوم کرنا ہے اور ستار باجہ کی طرح آواز سننا

مقصد نہیں، لیکن گانا بجانا عام ہونے کی وجہ سے اس کی آواز میں اس طرح کا لحاظ کرلیا گیا ہے کہ اگر کوئی باجہ کی آواز نہ سننا چاہے بلکہ اس سے نفرت کرتا ہو تو وہ بھی بے اختیار اسکو سنے، اسکو ستار وغیرہ کی طرح بالکل ناجائز تو نہیں کہا جائے گا۔ ہاں ضرور کسی قدر تشبہ پیدا ہوجائے گا، اسلیے ایسی گھڑی کے مقابلے وہ گھڑی قابلِ ترجیح ہوگی جس میں آواز نہ ہو۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۴۹ جلد ۱۰)

**مسئلہ:۔** گھڑی گھنٹہ میں پندرہ منٹ بعد ٹن ٹن کی آواز ہوتی ہے اس سے ان لوگوں کو جو دُور ہوتے ہیں یا جن کی نگاہ کمزور ہے، وقت معلوم کرنے میں سہولت ہوتی ہے، اس بناء پر ایسی آواز والی گھڑی مسجد میں رکھنے کی اجازت ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۳۱ و امداد الفتاویٰ ص ۷۴۳ جلد ۲ و امداد الاحکام ص ۴۳۸ جلد اول)

## نقشہ اوقاتِ نماز دوسری مسجد میں منتقل کرنا؟

**مسئلہ:۔** اگر اصل مالک نے متعین طور پر اسی مسجد کے لیے نقشہ اوقات کو وقف کیا ہے اور وہ وقف صحیح بھی ہوگیا تو اس کو پھر دوسری مسجد میں منتقل کرنا جائز نہیں ہے، لہٰذا امام اور مقتدیوں کو چاہئے کہ اس نقشہ سے کام لیں تاکہ واقف کی نیت پوری ہو اور اس کے ثواب میں اضافہ ہو۔

نفس وقف کا ثواب بہرحال اس کو حاصل ہے، ہاں اگر خدانخواستہ مسجد غیر آباد ہوجائے تو پھر دوسری مسجد میں اس کو منتقل کرنا درست ہوگا، اور قرآن کریم کو جس مسجد پر وقف کیا جائے اس کو دوسری مسجد میں منتقل کرنے کا مسئلہ رد المحتار ص ۵۸۰ جلد ۲ میں مذکور ہے اسی کے ذریعہ صورت مسئولہ کا حکم تحریر کیا گیا ہے، اگر وہ نقشہ وقف نہیں ہو تو اس کو منتقل کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۵۹ جلد ۱۰)

## مسجد کی جگہ بغیر کرایہ کے دینا؟

**مسئلہ:۔** مسجد کی وقف جگہ مسجد کے لیے ہے، لہٰذا کسی ادارہ کو مفت بغیر کرایہ کے دینا جائز نہیں ہے، کرایہ لیا جائے اور اسے مسجد کے مفاد میں استعمال کیا جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۷۶ جلد ۴)

# مسجد کے کمرے کرایہ پر دینا؟

**مسئلہ** :۔ مسجد کے احاطہ میں جو حجرے ہوتے ہیں وہ عموماً مسجد کے امام اور خدام کے لیے ہوتے ہیں، لہٰذا ان کو اسی کام میں لیا جائے، کرایہ پر نہیں دے سکتے۔ اگر زائد کمرے ہوں تو تعلیم کے کام میں لیے جائیں، وہاں اگر بانی اور واقف نے کرایہ کے لیے اور مسجد کی آمدنی کیلئے بنائے ہوں تو کرایہ پر دے سکتے ہیں، بشرطیکہ مسجد کو ضرورت نہ ہو اور اس سے مسجد کی بے حرمتی نہ ہوتی ہو، اور نمازیوں کا حرج اور تشویش نہ ہوتی ہو، اور کرایہ دار کیلئے آمدورفت کا راستہ (داخل مسجد سے) الگ ہو ورنہ کرایہ پر بھی نہیں دے سکتے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص ۹۹ جلد ۶ و ص ۱۲۴ جلد ۶)

**مسئلہ** :۔ مسجد کی آمدنی بڑھانے کیلئے مسجد کی قبلہ جہت دیوار کو پیچھے ہٹا کر مسجد کی جگہ (داخل مسجد) میں دوکانیں بنانا درست نہیں ہے، مسجد کی قبلہ جہت دیوار بھی مسجد کے حکم میں ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۷۶ جلد ۲۔ بحوالہ بحرالرائق ص ۲۵۱ جلد ۱۵)

# مسجد کی زمین میں کھیلنا؟

**مسئلہ** :۔ مسجد یا قبرستان کے لیے وقف شدہ زمین کا حکم بحیثیت احترام مسجد کے حکم میں نہیں ہے۔ (جب تک قبر یا مسجد نہ بنائی گئی ہو) ہر جائز کام وہاں درست ہے اور ہر ناجائز کام وہاں ناجائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۶ ج ۱۵)

**مسئلہ** :۔ مسجد کی (خالی زمین خارج مسجد) جگہ اکھاڑے کیلئے مفت دینا جائز نہیں، کرایہ پر دی جاسکتی ہے، بشرطیکہ مسجد کو اسکی ضرورت نہ ہو اور مسجد کی بے حرمتی نہ ہوتی ہو، ورنہ کرایہ پر بھی دینا جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۹۸ جلد ۶)

# مسجد کی سیڑھی وغیرہ استعمال کرنا؟

سوال :۔ متولی مسجد کی اجازت سے مسجد کی سیڑھی وغیرہ گھر لے جا کر استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب :۔ جو چیز مسجد کے پیسے سے خریدی گئی اور وہ دوسرے لوگ اپنی ضرورت

کیلئے مسجد سے مانگتے ہیں، تو ان کو عام طور پر وہ چیز نہ دی جائے، ہاں اگر مصالح مسجد کا تقاضہ ہے تو دے سکتے ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۷ جلد ۱۵)

## مسجد کا سامان مانگنا؟

سوال: ۔ مسجد کا سامان مثلاً سیمنٹ قلعی، روغن وغیرہ تھوڑا بہت مانگ لے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ۔ مسجد کی چیز بلا اجرت اور بلا قیمت لینے کا حق نہیں ہے، نہ اجازت سے، نہ بلا اجازت، جو چیز اجرت پر دینے کیلئے ہو اس کو اجرت پر لینا درست ہے، اور جو چیز فروخت کرنے کیلئے ہو اُس کو قیمت دے کر لینا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۳۶ جلد ۱۵)

## مسجد کا سامان کرایہ پر دینا؟

سوال: ۔ مسجد کی انتظامیہ کمیٹی کے اخراجات کے مکمل کرنے کیلئے مسجد کی آمدنی سے کچھ برتن خریدے جو شادی اور دیگر تقریبات میں کرایہ پر دیئے جاتے ہیں، اس طرح پر کرایہ وصول کرنا اور مدرسہ و مسجد کے انتظامات میں لانا شرعاً درست ہے؟

جواب: ۔ شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں ہے، وہ کرایہ مذکورہ ضروریات میں صرف کرنا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۳۸ جلد ۱۵)

## مسجد میں سونا؟

**مسئلہ** : ۔ مسجد میں امام ہو یا محلہ کا کوئی شخص بھی ہو، جب دوسری جگہ موجود ہے تو پھر مسجد میں سونا اور وہ بھی روزمرہ سونا مکروہ ہے اس سے بچنا چاہئے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۵۶ جلد ۶ وفتاویٰ عالمگیری ص ۳۲۰ جلد ۵ وفیض الباری ص ۳۹ جلد ۲)

**مسئلہ** : ۔ مسجد میں سونا مکروہ ہے، اپنے مکان پر سویا کریں، متولی کو مسجد میں سونے کی اجازت دینے کا بھی حق نہیں ہے۔ جو شخص معتکف ہو یا مسافر ہو اس کے لیے گنجائش ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۴ جلد ۱۸ وکفایت المفتی ص ۱۱۳ ج ۳)

**مسئلہ** : ۔ مسجد نماز کی جگہ ہے، سونے اور آرام کرنے کی جگہ نہیں ہے۔ جو مسافر پردیسی ہو

یا کوئی معتکف ہوا سکے لیے گنجائش ہے۔ تبلیغی جماعت عموماً پردیسی ہوتی ہیں یا پھر وہ مسجد میں رات کو رہ کر تسبیح و نوافل میں بیشتر مشغول رہتی ہیں، کچھ دیر آرام بھی کر لیتی ہیں، اس طرح اگر ان کے ساتھ مقامی آدمی بھی شب گزاری کریں تو نیت اعتکاف کر لیا کریں۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۲ جلد ۱۵ و ص ۴۶۸ جلد ۱، و در مختار مع شامی ص ۶۱۹ جلد ۱)

**مسئلہ:۔** نمازیوں کا مسجد میں اوقات نماز کے علاوہ لیٹ جانا اور سو جانا اگر اتفاقی طور پر ہو تو مباح ہے، لیکن مسجد کو خواب گاہ بنا لینا، اس کے لیے درست نہیں ہے۔

(کفایت المفتی ص ۱۱۴ جلد ۳ و امداد الاحکام ص ۴۳۶ جلد ۱)

**مسئلہ:۔** تبلیغی جماعت والے اگر مسافر ہیں، اور مسجد کی صفائی و ادب و احترام کا لحاظ کرتے ہیں تو مسجد میں ان کے سونے کی گنجائش ہے، باہر (خارج مسجد) جگہ ہو تو وہاں سونا اور وہیں کھانا پینا اچھا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۲۱ جلد ۶ و فتاویٰ عالمگیری ص ۲۱۵ جلد ۶)

**مسئلہ:۔** مستقلاً مسجد کو مکان بنانا اور وہاں رہائش اختیار کرنا نہیں چاہئے، یہ مکروہ اور احترام مسجد کے خلاف ہے، لیکن اگر کسی پر نیند کا غلبہ ہو اور اسکی جماعت چھوٹتی ہو یا نماز قضاء ہو جاتی ہے اور مسجد میں سونے سے نماز با جماعت کی پابندی نصیب ہوتی ہے یا تہجد کی توفیق ہوتی ہے یا مسجد کی حفاظت مقصود ہے یا کوئی اور دینی ضرورت ہے جو بغیر مسجد میں سوئے حاصل نہیں ہوتی تو اس کیلئے اجازت بھی ہے۔ بعض صحابۂ کرامؓ بھی دینی ضرورت کیلئے مسجد میں سوتے تھے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۴۸۰ جلد ۱ بحوالہ شامی ص ۴۴۴ جلد ۱ و فتاویٰ عالمگیری ص ۴۱۵ جلد ۶)

**مسئلہ:۔** مسجد میں سونا معتکف اور مسافر کیلئے جائز ہے، دوسروں کیلئے مکروہ ہے۔ جو لوگ مسجد میں سوئیں ان کو مسجد کی چٹائیوں پر کپڑا وغیرہ بچھا لینا چاہئے کہ پسینہ سے فرش خراب نہ ہو اور نیند کی حالت میں ناپاک ہونے کا خطرہ نہ رہے۔ (آپ کے مسائل ص ۱۴۱ جلد ۳)

**مسئلہ:۔** مسجد میں سونا خلاف اولیٰ ہے گو جائز ہے اور جب سونا جائز ہے تو نیند کی حالت میں ریح کے نکلنے میں گناہ نہ ہوگا۔ (امداد الاحکام ص ۴۶۳ جلد ۱، و احسن الفتاویٰ ص ۴۴۷ جلد ۶)

## مسجد میں گندہ دہنی سے اجتناب

بدن اور کپڑوں کے ساتھ منہ بھی صاف ہونا چاہئے، ایسا نہ ہو کہ بولنے اور منہ

کھولنے کے ساتھ مسجد کے کچھ حصوں میں بد بو پھیل جائے اور نمازیوں کے لیے اذیت کی وجہ بن جائے، مسجد میں آنے سے پہلے اچھی طرح منہ صاف کرلیا جائے، کوئی ایسی چیز نہ کھاپی جائے جس سے بد بو پیدا ہوتی ہے۔

حدیث شریف میں مسواک کی تاکید اور اس کی فضیلت جو بیان گئی ہے، اس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے اس کے دربار میں حاضری پاکیزگی اور نفاست کے ساتھ ہو، تاکہ مناجات اور سرگوشی میں پورا پورا ادب ملحوظ رہے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی زندگی میں منہ کی صفائی کا بڑا اہتمام فرمایا، خود تو یہ حال تھا کہ کوئی وضو بغیر مسواک کے نہیں ہوتا تھا۔ یوں بھی آپ بکثرت مسواک کرتے۔ آپ نے اپنی امت کو بھی اسکی بڑی ترغیب فرمائی ہے۔ ایک دفعہ فرمایا کہ اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں یہ حکم دیتا کہ ہر نماز کے وقت مسواک کریں۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ مسواک منہ کی صفائی ہے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی. اسی صفائی کا نتیجہ ہے کہ آپ ﷺ نے ایسی چیز کھا کر مسجد سے روکا ہے جس کی جلد بو ختم نہیں ہوتی جیسے کچی پیاز، لہسن، مولی اور اسی طرح کی دوسری چیزیں۔ (اسلام کا نظام مساجد ص ۲۱۹)

## جس کے زخم سے بد بو آتی ہو اس کا مسجد میں آنا؟

**مسئلہ** :۔ ایسے شخص کو جس کے زخم سے بد بو آتی ہو اور دوسروں کو اذیت پہنچتی ہو، مسجد میں جانا منع ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۱۷۳ جلد ۶ بحوالہ شامی ص ۶۹۱ جلد اول و آپ کے مسائل ص ۱۵۱ جلد ۳)

(اصل منشاء یہ ہے کہ مسجد میں آدمی ایسی حالت میں نہ آئے کہ اس کے منہ یا بدن کے کسی حصہ سے بھی بد بو آرہی ہو خواہ وہ کھانے پینے کی چیزوں کی وجہ سے یا جسم ولباس وغیرہ کی گندگی کی وجہ سے۔ رفعت)۔

## کیا ناک کی بد بو والا مسجد میں آسکتا ہے؟

سوال :۔ ایک شخص کو پیدائشی طور پر ناک کی بیماری ہے جس کی وجہ سے بد بو آتی رہتی ہے، علاج ومعالجہ سے کوئی فائدہ نہ ہو تو ایسے شخص کو مسجد میں جانا کیسا ہے؟

جواب: ۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص اس بدبودار درخت سے کھائے وہ بُو مسجد کے قریب نہ آئے کہ ملائکہ ایذاء پاتے ہیں جس سے انسان ایذاء پاتے ہیں۔

(بخاری شریف وغیرہ)۔

حدیث معلل ہے بایذاء انسان وملائکہ، اس لیے جس کے جسم کے کسی حصہ کی بُو، سے لوگوں کو ناگواری اور اذیت ہوتی ہو، اسے مسجد میں نہیں آنا چاہئے۔ اور اعتکاف میں نہیں بیٹھنا چاہئے۔ فقہاء رحمہم اللہ فرماتے ہیں جس شخص کے بدن میں ایسی ناگوار بدبو پائی جائے جسکی وجہ سے آدمیوں کو اذیت ہوتی ہو تو اسکو نکال دینا چاہئے۔ (اسلام کا نظام مساجد ص ۲۱۹)

اس کو بھی مسجد میں آنے سے اجتناب کرنا چاہئے کہ مسجد فرشتوں کی آمد کی جگہ ہے، ان کو اور دوسرے لوگوں کو اذیت ہوگی، البتہ اگر بدبو خفیف ہو، تکلیف دہ اور ناگواری کی حد تک نہ ہو تو نماز پنجگانہ کے لے دافع بدبو عطر وغیرہ خوشبو لگا کر آ سکتا ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۳۵ جلد ۱۰)

**مسئلہ** :۔ ہر ایذاء رساں کو خواہ وہ زبان سے تکلیف پہنچائے مسجد میں آنا منع ہے اور وہ بھی جس کو گندہ دہنی یعنی منہ کی بدبو کا مرض ہو جس سے نمازیوں کو تکلیف ہو۔

(کتاب الفقہ ص ۴۵۴ جلد ۱)

**مسئلہ** :۔ لہسن اور پیاز کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر کھانا ہی ہے تو ان کو پکار کر کھاؤ، تا کہ ان کی بدبو مر جائے۔ (ابوداؤد ص ۱۸۰ جلد ۲)

(پیاز ولہسن کی طرح حقہ، بیڑی، سگریٹ، نسوار، گندھک، مٹی کا تیل اور ہر بدبودار چیز کا یہی حکم ہے، اس لئے حقہ، سگریٹ وسگار وغیرہ استعمال کرنے والوں کیلئے ضروری ہے کہ منہ اچھی طرح صاف کرلیں اور خوب اچھی طرح سے مسواک کرلیں مسجد میں آنے سے پہلے، تا کہ حدیث شریف پر عمل ہو سکے۔ رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

**مسئلہ** :۔ مسجد میں بدبودار رنگ کرنا مکروہ تحریمی ہے، مسجد کو ہر بدبودار چیز سے محفوظ رکھنا چاہئے۔ یہاں تک کہ کچی پیاز ولہسن کھا کر بغیر منہ صاف کئے بدبودار منہ لے کر مسجد میں آنے کو حضرت نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ فقہاء نے بھی مکروہ لکھا ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۲ جلد ۱۵)

(پہلے زمانہ میں رنگ پینٹ وغیرہ میں بدبو کافی عرصہ تک رہا کرتی تھی بدبو نہ ہو تو استعمال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، اسی طرح مسجد میں بیڑی سگریٹ اور حقہ پی کی بغیر منہ صاف کیے داخل نہ ہونا چاہیے، اس سے یہ بات خود سمجھ میں آتی ہے کہ جب منہ میں بدبو داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے تو مسجد میں بیڑی سگریٹ پینا کتنا بڑا جرم ہوگا۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

## خارش وجذامی کا مسجد میں آنا؟

**مسئلہ** :۔ کسی مرض کو فی نفسہٖ متعدی سمجھنا (کہ لگ جائیگا) غلط ہے۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے، لیکن جو شخص ایسے مرض میں مبتلا ہو کہ لوگ اس سے نفرت کرتے ہوں، اور انکے عقیدے غلط ہو جانے یا غلط عقیدوں کے پختہ ہو جانے کا اندیشہ ہے تو اس شخص (مریض) کو اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ وہ اپنے مکان سے وضو کر کے جائے۔ اگر مسجد میں جانے سے بھی لوگوں میں نفرت پیدا ہو یا اسکے جسم سے بدبو آتی ہو یا رطوبت ٹپکتی ہو تو اس کو اپنے مکان پر ہی نماز پڑھنی چاہیے، مسجد میں نہ جائے، جماعت اس سے ساقط ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۳۸ جلد ۱۸)

**مسئلہ** :۔ اگر کوڑھ کا اثر خون نہیں، بدن سے رطوبت نہیں نکلتی، بدبو نہیں آتی تو مسجد میں جا کر نماز پڑھنا اور جماعت میں شریک ہونا درست ہے، ہاں اگر نمازیوں میں وحشت پیدا ہو اور اسکی وجہ سے لوگ مسجد میں آنا چھوڑ دیں اور مسجد کے غیر آباد ہونے کا اندیشہ ہو تو اس مریض کو خود ہی اسکا لحاظ رکھتے ہوئے اپنے مکان پر نماز ادا کر لینی چاہیے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۳۱۴ جلد ۱۶)

## غیر مسلم کا مسجد میں داخل ہونا؟

**مسئلہ** :۔ جب تک ناپاک ہونے کا علم نہ ہو، اور دوسری بھی کوئی چیز مضر رساں اور مفسدہ نہ ہو تو غیر مسلم کو مسجد میں داخل ہونے کی اجازت ہے، اہلِ مسجد پر گناہ نہیں ہوگا۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۵۱ ج ۱۵ و بحر ص ۲۵۱ ج ۵)

# مساجد میں چھوٹے بچوں کو لانا؟

**مسئلہ** :۔ مسجد میں چھوٹے بچوں کو لانے کی اجازت نہیں مسجد کا ادب و احترام باقی نہ رہے گا اور لانے والے کو بھی اطمینان قلب نہ رہے گا۔ نماز میں کھڑے ہوں گے مگر خشوع و خضوع نہ ہوگا، بچوں کی طرف دل رہے گا۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ اپنی مسجدوں کو بچوں اور پاگلوں سے بچاؤ۔ (ابن ماجہ ص ۵۵ جلد اول)

**مسئلہ** :۔ مسجد میں بچوں کے داخل کرنے سے مسجد کے نجس ہونے کا اندیشہ ہو تو حرام ہے ورنہ مکروہ۔ (الاشباہ ص ۵۵۷)

**مسئلہ** :۔ ہاں اگر بچہ سمجھدار ہو، نماز پڑھتا ہو، مسجد کے ادب و احترام کا لحاظ رکھتا ہو تو کوئی حرج نہیں، غالباً اسی بناء پر حدیث شریف میں سات سال کی قید موجود ہے۔ وہ نابالغ بچوں کی صف میں کھڑا رہے، اگر صف میں ایک ہی بچہ ہے تو بالغوں کی صف میں کھڑا ہو سکتا ہے مکروہ نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۲۱ جلد ۶ و آپ کے مسائل ص ۱۴۳ جلد ۳)

**مسئلہ** :۔ بچہ کے چالیس دن کا ہو جانے کے بعد بعض لوگ اسے مسجد میں لا کر لٹاتے ہیں اور پھر کچھ مٹھائی تقسیم کرتے ہیں، یہ رسم بے اصل، لغو اور قابل ترک ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۸ جلد اول)

# مسجد کا دروازہ بند کرنا کیسا ہے؟

سوال :۔ زید ایک مسجد میں امام ہے، بعد نمازِ عشاء مسجد کے کواڑ بند کر لیتا ہے اور جو کواڑ بند کرنے کے بعد نمازی آتا ہے تو زید نہیں کھولتا کیا کسی حدیث شریف میں ہے؟

جواب :۔ درمختار میں ہے کہ مسجد کا دروازہ بند کرنا مکروہ ہے۔ لیکن اگر مسجد کے سامان کے گم ہونے کا اندیشہ ہے تو سوائے اوقات نماز کے دروازہ مسجد کا بند کرنا درست ہے۔ اور شامی میں ہے کہ یہ امر اہل محلہ کی رائے پر ہے، جس وقت وہ مناسب سمجھیں سوائے اوقاتِ نماز کے دروازہ بند کرا دیا کریں۔ صورتِ مذکورہ میں امام مسجد کا نمازیوں کیلئے دروازہ نہ کھولنا خلافِ شریعت ہے اور دروازہ بند کر کے پھر نہ کھولنا اگرچہ نمازیوں کی ضرورت سے ہو کہیں ثابت نہیں ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۱۴۹ جلد ۴ بحوالہ درمختار ص ۶۱۴ جلد اول، و کتاب الفقہ ص ۳۶۱ جلد اول)

**مسئلہ**:۔ اگر نماز کے وقت جانوروں کے اندر آ جانے کا ڈر ہو تو اس طرح بند رکھا جا سکتا ہے کہ نمازی دروازہ خود کھول کر مسجد میں آ سکیں اور نمازیوں کی یہ شکایت باقی نہ رہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص۱۰۴ جلد۶)

آج کل حالات بہت ہی خراب چل رہے ہیں کہ دن دیہاڑے چوری قتل وغارت ہو رہی ہے۔ اگر کسی جگہ پر ایسا ہی ماحول ہو تو نماز وجماعت کے بعد فوراً کواڑ بند کر لیا کریں اور نمازیوں کو بھی چاہئے کہ وہ اُوقات کی پابندی کریں تا کہ جان ومال کی حفاظت بھی رہے اور نماز بھی جماعت سے اداء ہوتی رہے۔ (محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

**مسئلہ**:۔ جب کہ مسجد کا سامان محفوظ نہیں تو اس کی حفاظت کے لیے مسجد میں تالا ڈالنا شرعاً درست ہے، بلکہ ضروری رہے، مگر ہر نماز کے وقت وہاں سب کے آنے اور سب کے نماز پڑھنے کی اجازت ہونی چاہئے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۹۵ جلد۱۵ و آپ کے مسائل ص۱۴۰ جلد۳ و بحر ص۳۲ جلد۲)

## دریا بُرد گاؤں کی مسجد کے سامان کا حکم

سوال:۔ جمنا کے کنارے گاؤں جو کہ سب دریا میں ڈوب گیا، صرف چند مکان اور ایک مسجد باقی ہے۔ حکومت نے اس گاؤں کو دوسری جگہ بسا دیا ہے جس میں تین مسجدیں ہیں۔ اب قدیم مسجد ویران ہے اس کے سامان کو کسی مسجد میں استعمال کر سکتے ہیں؟

جواب:۔ جب تک قدیم مسجد موجود ہے اس کے سامان کو کہیں منتقل نہ کریں، بلکہ اسی مسجد کو آباد کریں۔ اور اگر کسی وقت وہ بھی دریا بُرد ہو جائے اور وہاں پر پانی کا قبضہ باقی ہو جائے، پھر اس کا سامان اور رقوم باہمی مشورہ سے جس مسجد میں ضرورت ہو وہاں منتقل کر دیں، اگر مشورہ میں اتفاق نہ ہو یا سب مسجدیں برابر ہوں تو پھر تینوں میں تقسیم کر دیں۔

(فتاویٰ محمودیہ ص۲۴۴ جلد۱۸)

## پرانی مسجد کے گر کر بہہ جانے کا اندیشہ ہو؟

سوال:۔ ہمارے یہاں ایک مسجد ہے جو پانی چڑھنے کی وجہ سے شہید ہونے لگی ہے، اگر کچھ دن یہی حال رہا تو اینٹ وغیرہ سب پانی میں بہہ جائیں گی، لہٰذا اگر اینٹیں وہاں

سے اٹھا کر دوسری جگہ مسجد بنادی جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب:۔ اگر مسجد منہدم ہورہی ہے اور وہاں پر پانی کا قبضہ ہورہا ہے اور مسجد کی اینٹیں وغیرہ کے ضائع ہوجانے کا قوی اندیشہ ہے تو وہاں سے اینٹیں وغیرہ اٹھا کر دوسری جگہ مسجد بنالیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۸ جلد ۱۵)

## مسجد کے پیسے سے مسجد کے لیے بالٹی خریدنا؟

**مسئلہ:۔** مصالح مسجد کے لیے جو وقف ہو اُس کی آمدنی سے غسل کے لیے بالٹی خریدنا اور غسل خانۂ مسجد میں رکھ دینا تاکہ نمازی ضرورت کے وقت اس سے غسل کرلیا کریں، جائز ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص بالٹی ہی خرید کر مسجد کے غسل خانہ میں رکھ دے، تب بھی درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۷ جلد ۱۵)

## مسجد کی آمدنی سے جنازہ کی چارپائی خریدنا؟

سوال:۔ مسجد میں مُردوں کو نہلانے کے لیے تختہ اور قبرستان لے جانے کے لیے چارپائی مہیا کی جاتی ہے تو کیا وہ مساجد کی موقوفہ جائیداد کی آمدنی میں سے بنانا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ وقف مسجد کی ضروریات کے مصارف کے لیے ہوتا ہے اور یہ چیزیں اہل محلہ اور عام مسلمانوں کی سہولت کے لیے ہوتی ہیں، اس کا مسجد سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، تو کیا ان امور میں وقف کی آمدنی کا صرف کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟

جواب:۔ ناجائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۳۱ جلد ۱۵ بحوالہ عالمگیری ص ۴۶۲ ج ۲)

## مسجد کے غسل خانہ و گزرگاہ میں دوکانیں بنانا؟

**مسئلہ:۔** جو حصہ زمین ایک دفعہ مسجد بن جائے وہ ہمیشہ کے لیے مسجد ہی رہتا ہے، اس کو مسجد سے خارج کرکے دوکان وغیرہ بنانا درست نہیں۔

جوتے اتارنے کی جگہ کو (جو حصہ داخل) مسجد نہیں تھا پختہ فرش میں داخل کرنا اگر واقف یا قائم مقام واقف کی اجازت سے نہیں تھا بلکہ ویسے ہی کسی ایک یا متعدد آدمیوں نے داخل کرلیا تھا تو وہ حصہ شرعی مسجد نہیں بنا۔ (جوتے اتارنے کی جگہ کو مسجد کے صحن میں شامل

کرلیا تھا) مسجد کے مصالح کے لیے اصحاب الرائے حضرات کے مشورہ سے اتنا حصہ (جو کہ خارج مسجد ہے) دوکان کے لیے الگ کرلینا درست ہے تا کہ مسجد کے لیے آمدنی اور حفاظت کا انتظام بہ سہولت ہو سکے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۸۹ جلد ۱۸)

## غسل خانہ اور وضوخانہ کی چھت کا حکم

**مسئلہ**:۔ صحن کا جو حصہ نماز کے لیے تجویز کیا گیا ہے اس کے اوپر کی چھت تو مسجد ہے، لیکن وضوخانہ استنجاء خانہ کے اوپر کی جو چھت ہے وہ شرعی مسجد نہیں ہے، اس پر مسجد کے احکامات جاری نہیں ہونگے۔ اگر اتفاقیہ کبھی دو چار آدمی جماعت سے رہ گئے، مثلاً سفر سے ایسے وقت آئے کہ جماعت ہو چکی ہے تو ان کو وہاں جماعت کرنا ممنوع و مکروہ نہیں ہے، لیکن اس کی عادت نہ ڈالی جائے۔

جو مسجد بن چکی (یعنی تعمیر ہو چکی ہے پھر بعد میں) اس کے نیچے تہہ خانہ یا استنجاء خانہ یا کمرہ وغیرہ بنانے کی اجازت نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۴۵ جلد ۱۵)

## کیا مسجد کے صحن کا احترام ضروری ہے؟

سوال:۔ مسجد کے صحن کا کچھ حصہ جو حدودِ مسجد میں بغیر مرمت و پلاستر وغیرہ کے ہے ناہموار ہونے کی وجہ سے یہاں باقاعدہ نماز نہیں پڑھی جاتی تو کیا اسکا احترام ضروری ہے؟

جواب:۔ جس حصہ زمین کو مسجد قرار دیدیا گیا ہے وہ مرمت نہ ہونے کے باوجود قابلِ احترام ہے، اس میں کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جو آدابِ مسجد کے خلاف ہو۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۴ جلد ۱۰)

## مسجد سے متعلق بیت الخلاء بنانا؟

**مسئلہ**:۔ حضرت نبی کریم ﷺ کے مبارک وقت میں مسجد میں نالی، لوٹا، حوض، کنواں، نل پانی، غسل خانہ، کھڑکی، پنکھا، بجلی وغیرہ کسی چیز کا انتظام نہیں تھا، مسجد کی چھت بھی ایسی تھی کہ دھوپ و بارش بھی اس میں آتی تھی، غرض بہت سادہ جگہ تھی، اس میں دوری و چٹائی بھی نہ تھی، یہ سب چیزیں آہستہ آہستہ مسجد سے متعلق کی جاتی رہی ہیں، یہاں تک کہ بعض علاقوں میں

مہمان خانہ بھی مسجد سے متعلق ہوتا ہے اور اس میں بستر وغیرہ ہوتے ہیں، مسجد میں امام ومؤذن کے رہنے کے لیے بھی کمرہ ہوتا ہے، جس میں بچے تعلیم پاتے ہیں، بعض جگہ پیشاب خانہ اور بیت الخلاء بھی نمازیوں کی سہولت کے لیے ہوتا ہے۔ خاص کر بڑے شہروں میں جہاں کثرت سے باہر کے آدمی زیادہ آتے ہوں، اگر ضرورت رفع کرنے کی جگہ وہاں نہ ہو تو ان کو بڑی دشواری ہوتی ہے۔ اگر باہر کے آدمی زیادہ نہ آتے ہوں بلکہ عامۃً مقامی آدمی نماز پڑھتے ہوں جن کو اللہ تعالیٰ نے گھر دیا ہے اور وہاں سب ضرورت کی چیزیں موجود ہیں تو پھر محض شان وشوکت کے لیے ایسی چیزیں مساجد سے متعلق جگہ میں نہ بنائی جائیں، اگر کسی کو اتفاقیہ ضرورت پیش آہی جائے تو وقتی طور پر اپنی جانی پہچانی جگہ پر ضرورت رفع کر سکتا ہے۔

مسجد کے قریب ایسی جگہ بیت الخلاء نہ بنایا جائے کہ بدبو مسجد میں آئے اور نمازیوں اور ملائکہ کو اذیت ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۹۷ جلد ۱۵ واحسن الفتاویٰ ص ۴۶۴ ج ۶)

## اگر غسل خانہ میں جانے کا راستہ مسجد میں سے ہو؟

**مسئلہ:۔** اگر غسل خانہ تک جانے کا راستہ بجز مسجد میں گزرنے کے اور کوئی نہیں ہے تو ناپاک آدمی تیمم کر کے وہاں کو جائے اور کوشش کر کے غسل خانہ کا راستہ کسی اور طرف کو بنایا جائے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۹۸ جلد ۱۵)

## مسجد کے پیسے سے بیت الخلاء بنانا؟

**مسئلہ:۔** جس طرح غسل خانہ، وضو خانہ، مسجد کے پیسہ سے بنایا جاتا ہے، اسی طرح مؤذن وامام کیلئے بیت الخلاء بنانے کی ضرورت ہو تو وہ بھی درست ہے۔ نیز وضو، استنجاء وغسل کیلئے پانی کا انتظام بھی مسجد کے پیسے سے درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۷ جلد ۱۵)

## مسجد سے متصل بیت الخلاء؟

**مسئلہ:۔** مسجد سے خارج پاخانہ بنانا جائز ہے، دیوار درمیان میں ہونے کی وجہ سے نماز میں بھی کوئی خرابی نہ ہوگی، لیکن ایسی جگہ پاخانہ جس سے نمازیوں کو بدبو کی تکلیف ہو اور ہر وقت

مسجد میں بدبو آیا کرے اور مسجد کی جانب پاخانے کے روشن دان کھولنا احترامِ مسجد کے خلاف ہے، لہٰذا بہتر یہ ہے کہ اگر گنجائش ہو تو کسی دوسری جگہ مسجد سے الگ پاخانہ بنانا چاہئے اور روشن دان بھی مسجد کی طرف نہ کھولنا چاہئے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۴ ج ۶)

**مسئلہ:**۔ جس جگہ بیت الخلاء بنانے سے مسجد کے احترام میں خلل بھی نہیں آتا اور بدبو بھی نہ پہنچے تو اس جگہ بیت الخلاء بنانا شرعاً درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۹۶ جلد ۶)

## مسجد کی ضرورت کے لیے غسل خانوں کو منتقل کرنا؟

**مسئلہ:**۔ مسجد کی پاکیزگی اور نماز باجماعت میں سہولت پیدا ہونے کیلئے غسل خانوں کو باہر (خارجِ مسجد) منتقل کر دینا درست ہے، جس طرح قدیم غسل خانوں پر مسجد کا روپیہ خرچ ہوا ہے اگر اسی طرح ان غسل خانوں کو باہر منتقل کرنے پر مسجد کا روپیہ ہو تو کیا اشکال ہے؟ یعنی کوئی حرج نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۹۲ جلد ۱۸)

**مسئلہ:**۔ مسجد کے غسل خانہ میں پاخانہ کرنا منع ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۵ ج ۱۸)

## وضوخانہ کے پاس پیشاب خانہ بنانا؟

**مسئلہ:**۔ یہ نمازیوں کی ضرورت کے لیے ہے، اگر کچھ دور ہو تو ٹھیک ہے تاکہ مسجد میں بدبو نہ آئے اور وضو کرنے والوں کو اذیت نہ ہو اور ضرورت بھی پوری ہوتی رہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۴۵ جلد ۱۸)

**مسئلہ:**۔ مسجد کے غسل خانوں کا پانی اس طرح پر نکلنا کہ وہاں پر کیچڑ ہو جائے اور چلنے والوں کو تکلیف ہو۔ (ایسا کرنا) نہیں چاہئے۔ اگر اندرون احاطہ پانی کی جگہ ہے جس کے ذریعہ راستہ محفوظ رہ سکے تو راستہ کو بچانا چاہئے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۵ جلد ۱۷)

## مسجد میں جو چیز دی جائے وہ کس کا حق ہے؟

**مسئلہ:**۔ مسجد میں کھانے پینے کی جو چیزیں دی جاتی ہیں وہ امام ومؤذن کے لیے دی جاتی ہیں ان کا ہی حق ہے اگر مسجد کے لیے کوئی اور چیز دی جائے مثلاً صف، لوٹا، جاءنماز وغیرہ تو وہ مسجد کی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۷۷ جلد ۱۵)

پی ڈی ایف کنندہ نوید فلاحی

**مسئلہ** :۔ ختنہ وغیرہ کے موقع پر اگر رسم کے طور پر لازم سمجھ کر مسجد میں کچھ دیا جائے تو نہ لیا جائے، اگر خوشی کے طور پر امام یا مؤذن کو کچھ دیا جائے تو مضائقہ نہیں، اور جس کو دیا جائے اسی کا حق ہے، اگر مسجد کے لیے کوئی چیز دی جائے تو مسجد کا ہی حق ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۳۰۱ جلد ۱۵)

## مسجد کے پنکھے امام کے مکان میں لگانا؟

سوال :۔ مسجد میں کسی صاحب نے پنکھے دیئے جن کو امام اور مؤذن کی رہائش گاہ میں لگا دیا گیا، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب :۔ اگر مسجد کے اندر لگانے کے لیے پنکھے دیئے تھے تو انہیں مسجد سے باہر کسی کام میں لانا جائز نہیں ہے اور اگر مطلق مسجد کے نام پر دیئے تو جائز ہے۔

(احسن الفتاویٰ ص ۳۶۳ جلد ۶)

## ایک مسجد کی چٹائی دوسری مسجد میں دینا؟

**مسئلہ** :۔ اگر مسجد میں چند چٹائیاں زائد موجود ہیں اور حفاظت کی کوئی صورت نہیں، خراب اور ضائع ہو رہی ہیں تو زائد چٹائیاں ایسی مساجد میں بچھا دینا درست ہے جہاں ضرورت ہو، متولی اور دیگر اہل الرائے حضرات کے مشورہ سے دے سکتے ہیں بلا مشورہ نہ دیں تاکہ کوئی فتنہ پیدا نہ ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۸۶ جلد ۱۵، و ص ۲۹۰ جلد ۱، وفتاویٰ رحیمیہ ص ۱۶۳ جلد ۳)

## مسجد کی چیزوں کو عاریۃً دینا؟

**مسئلہ** :۔ مسجد کی مٹکیاں، لوٹے، گلاس، پنکھے، سائبان وغیرہ کو عاریۃً بیاہ شادی یا غمی میں دینا یا لے جانا ناجائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۴ ج ۶ واحسن الفتاویٰ ص ۴۵۰ جلد ۶)

**مسئلہ** :۔ مسجد کا سائبان ناچ میں دے دیا گیا ہو تو اس سائبان کے نیچے نماز پڑھنا جائز ہے۔ اس کو دھوپ وغیرہ کے وقت مسجد میں لگانا چاہئے اور آئندہ کسی محفل ناچ وغیرہ کے لیے نہ دیا جائے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۱۱۵ ج ۴)

**مسئلہ** :۔ ناجائز آمدنی سے جو کرایہ آئے وہ مسجد میں خرچ نہ کیا جائے، نیز مسجد کا سامان

(دیگ وغیرہ) ناجائز تقاریب میں کرایہ پر نہ دی جائیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۷۵ ج ۸)

## مسجد کی جائیداد کو کم کرایہ پر لے کر زیادہ پر دینا؟

**مسئلہ**: ۔ اگر مسجد کے کرایہ دار نے اس جائیداد میں کوئی تصرف نہیں کیا بلکہ جس طرح سے لی تھی، اسی طرح دوسرے کو دے دی تب تو یہ منافع ناجائز ہے اس کا صدقہ کرنا واجب ہے اگر اس جائیداد کی کوئی اصلاح یا مرمت کی اور پھر دوسرے شخص کو کرایہ پر دی ہے تو منافع جائز ہے۔ (جتنی رقم اس کی مرمت وغیرہ میں لگی ہے، صرف وہی وصول کر سکتا ہے)۔

اور اس کے لیے یہ بھی ناجائز ہے کہ وہ جائیداد کسی ایسے آدمی کو کرایہ پر دے جس کے رہنے اور کام کرنے سے اس جائیداد کو نقصان پہنچے مثلاً اس کو آٹا پیسنے والے کو نہ دے یا لوہار کو نہ دے، کیونکہ چکی اور لوہار کی بھٹی سے دوکان و مکان کی دیواروں اور چھت اور بنیادوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۹۹ جلد ۶ بحوالہ عالمگیری ص ۴۳۵ جلد ۴)

**مسئلہ**: ۔ آپ کو یہ حق نہیں کہ مسجد کی دوکان کی روپے لے کر کسی کو دوکان پر قبضہ دیں، بلکہ متولی کے کہنے کے موافق خالی کر دیں، وہ جس کو چاہیں گے کرایہ پر دیدیں گے اور جو کرایہ مسجد کے لیے مناسب ہوگا مقرر کر لیں گے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۵۴ جلد ۱۵)

**مسئلہ**: ۔ مسجد کی جگہ سنیما کے لیے کرایہ پر دینا جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۱۸ جلد ۱۵)

## سُودی کاروبار کے لیے مسجد کی دوکان دینا؟

**مسئلہ**: ۔ اگر کوئی صاحب سُودی کاروبار کے لیے کہہ کر مسجد کی دوکان کرایہ پر لیتے ہیں تو مسجد کی دوکان و مکان کرایہ پر نہ دیئے جائیں۔ (چاہے کرایہ کتنا ہی معقول ملے)۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۱ جلد ۱۵)

## مسجد کو جان کے اندیشہ سے چھوڑنا؟

**مسئلہ**: ۔ جس شخص کو ایک مسجد میں جانے سے جان کا یا عزت کا خطرہ ہو، وہ دوسری مسجد میں جا کر نماز ادا کر لے۔ حسب ضرورت و مصلحت ایک سے زائد مساجد میں بھی نماز جمعہ درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۳۸ ج ۱۸)

**مسئلہ** :۔ اگر محلہ کی مسجد کا امام صحیح العقیدہ ہے اور بھی کوئی شرعی یا طبعی مانع اس میں موجود نہیں تو اپنی مسجد چھوڑ کر دوسری جگہ جانا صحیح نہیں ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۴۴۹ ج ۶)

## کیا مسجد کا جنگلہ سترہ کے حکم میں ہے؟

**مسئلہ** :۔ اگر جنگلہ کی سلاخیں مسجد کی زمین سے ایک ہاتھ یعنی دو بالشت کی مقدار اونچی ہیں، نیز انگلی کی برابر موٹی ہیں تو مردوں و عورتوں کو اس کے سامنے سے گزرنا جب کہ مسجد میں جنگلہ کی برابر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو خواہ تنہا خواہ جماعت کے ساتھ بلا کراہت جائز ہے۔ اگر سلاخیں مسجد کی زمین سے ایک ہاتھ نہیں بلکہ کم اونچی ہیں تو ایسی حالت میں قریب ہو کر سامنے سے گزرنا گناہ ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۳ جلد ۶ بحوالہ بحر الرائق ص ۱۵ جلد اول)

(نوٹ :۔ آج کل جنگلہ وغیرہ سلاخوں کے بجائے چپٹی پتی یعنی ''گرل'' چل گئے ہیں وہ بھی اسی حکم میں ہیں جبکہ اس کو موڑنے پر انگلی کے برابر موٹائی ہو جائے۔ حضرت مفتی ظفیر الدین صاحب دامت برکاتہم نے یہی بتایا ہے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

**مسئلہ** :۔ بڑی مسجد اور جنگل میں تو نمازی سے اتنے فاصلہ پر گزرنا جائز ہے جہاں تک سجدہ کی جگہ پر نظر رکھ کر نمازی کی نظر نہ پہنچے اور بڑی مسجد وہ ہے جس کا عرض کم از کم چالیس ہاتھ ہو۔ (امداد الاحکام ص ۴۵۲ جلد اول)

## مسجد میں بجلی کا پنکھا لگانا؟

**مسئلہ** :۔ مسجد میں گرمی کے وقت نمازیوں کی راحت و اطمینان کے لیے بجلی کا پنکھا چلنے کی وجہ سے نماز میں کوئی خلل نہیں آئے گا، بلا تردد نماز درست ہوگی اور ایسی منفعت و راحت کا انتظام کرنا شرعاً ممنوع نہیں، نیز بجلی کی روشنی میں بھی نماز میں خرابی نہیں آتی۔

**مسئلہ** :۔ جبکہ پنکھا وقف کر کے مسجد میں لگا دیا ہے تو اس کو نکال کر کسی دوسری مسجد لگانا درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۹۷ ج ۶ و فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۱۶ ج ۶)

## مسجد کی روشنی میں اپنا وظیفہ پڑھنا؟

**مسئلہ** :۔ نماز کے لیے جب تک روشنی رہنے کا معمول ہو اس وقت تک اس روشنی میں قرآن

شریف اور وظیفہ وغیرہ پڑھنا بلا شبہ درست ہے اور اس کے بعد یعنی جب روشنی و چراغ بند کر دیا جاتا ہو، اس وقت تیل دینے والے کی اجازت سے روشنی کرنا اور اس میں قرآن شریف وغیرہ پڑھنا درست ہے، بغیر اجازت نہیں چاہئے۔ اور اگر تیل وقف کی آمدنی سے خریدا گیا ہے مگر واقف نے یہ شرط نہیں کی کہ تمام رات مسجد میں چراغ روشن رہے تب بھی قرآن شریف وغیرہ پڑھنے کے لیے علاوہ نماز کے وقت کے چراغ کو روشن کرنا درست نہیں۔

(فتاوی محمودیہ ص ۱۶۰ جلد ۶ بحوالہ بحر ص ۲۵۹ جلد ۲)

**مسئلہ:۔** منتظمین یا عام نمازی مسجد کا ہیٹر عام ضرورت کے وقت استعمال کریں تو درست ہے، خاص کر آدمی اپنی تلاوت کے وقت استعمال نہ کرے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۲۰۲ جلد ۱۸)

**مسئلہ:۔** مسجد کی بجلی وغیرہ نماز کے اوقات میں استعمال کرنی چاہئے، دیگر اوقات میں اہلِ چندہ منع کر سکتے ہیں۔ (آپ کے مسائل ص ۱۴۱ ج ۳)

## ایک مسجد کا پائپ دوسری مسجد میں دینا؟

**مسئلہ:۔** جبکہ پائپ مسجد میں وقف کر دیا گیا تو واقف کا اختیار جاتا رہا، اب اگر اس مسجد میں اس کی ضرورت نہیں ہے اور نہ آئندہ ضرورت ہوگی اور پڑا پڑا خراب ہو جائے گا، یہ اندیشہ ہے تو اسے فروخت کر کے قیمت مسجد کے کام میں لگا دی جائے۔ دوسری مسجد والے یہاں سے خرید سکتے ہیں۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۲۴۱ جلد ۱۰)

## مسجد کی آمدنی اس کی ضرورت سے زائد ہو تو کیا کریں؟

**مسئلہ:۔** ہر مسجد کی رقم اصالۃً اسی مسجد میں صرف کی جائے، اگر اس مسجد میں ضرورت نہ ہو اور آئندہ بھی ضرورت متوقع نہ ہو یا رقم کی حفاظت دشوار ہو اور ضائع ہونے کا قوی اندیشہ ہو تو پھر قریب کی مسجد میں اور اس کے بعد بعید کی مسجد میں حسب ضرورت و مصالح مسجد کی تعمیر، صرفہ، پانی، روشنی، تنخواہ امام و مؤذن میں صرف کرنا درست ہے۔

جب تک یہ مصارف موجود ہوں تو مسجد کے علاوہ دیگر مواقع مثلاً مدارس و مکاتب کی تعمیر یا وہاں کے ملازمین کی تنخواہوں یا تعلیم پانے والے طلبہ کے وظیفوں میں ہرگز صرف نہ

کریں، اگر مساجد میں صرف کرنے کی دور، نزدیک کی کوئی صورت نہ رہے تو پھر دینی مدارس و مکاتب کے مواقع مذکورہ میں صرف کرنا درست ہوگا۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۵۱ جلد ۱۲ و فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۸۷ ج ۲ بحوالہ شامی ص ۵۱۵ جلد ۳)

**مسئلہ:۔** بہتر یہ ہے کہ زائد رقم سے اس مسجد کے متعلق دینی مدرسہ قائم کر دیا جائے جس سے مسجد کی آبادی میں اضافہ ہو اور رقم ضائع ہونے سے بچ جائے۔

(نیز) قریب کی محتاج مسجد میں جماعت کے مشورہ سے رقم دی جا سکتی ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۴۲ جلد ۱۰ بحوالہ شامی ص ۵۱۴ جلد ۳)

## مسجد کے دالان کو دفتر بنانا؟

**مسئلہ:۔** جو دالان مسجد کے مصالح کیلئے وقف ہے اس کے کسی حصہ کو دوسرے کام میں لانا درست نہیں، اگر ضرورتِ مذکورہ کے لیے (یعنی "انجمن اصلاح المسلمین بھوپال" کا دفتر پہلے شہر میں ایک مکان میں تھا وہاں سے ہٹا کر مسجد کے دالان میں وہ دفتر قائم کیا گیا، استعمال کرنا ہے تو کرایہ پر لیا جا سکتا ہے۔ فتاویٰ محمودیہ ص ۲۳۸ جلد ۱۵)

## تعلیم دینے کے لیے عورتوں کا مسجد میں سے گزرنا؟

سوال:۔ مسجد کی تینوں طرف دالان ہیں، مشرقی دالان میں ایک مدرسہ چل رہا ہے جس میں پڑھانے والی عورتوں کا ہر حالت میں مسجد کو آنا جانا ہوتا ہے۔ کیا شرعاً یہ صحیح ہے؟

جواب:۔ ناپاکی کی حالت میں مسجد میں سے ہو کر گزرنا درست نہیں، اسلئے ضروری ہے کہ مسجد سے الگ (خارجِ مسجد) آنے جانے کیلئے راستہ بنایا جائے تا کہ مسجد کی بے حرمتی نہ ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۳۸ جلد ۱۵)

## مسجد کی آمدنی سے تعلیم دینا؟

**مسئلہ:۔** اگر وہ مدرسہ اسی مسجد کے تابع ہے یعنی بانی نے مسجد بنائی اور اسکے تابع ہی مدرسہ بنایا اور ہدایت کی کہ یہ مدرسہ مسجد کے تابع رہے گا اور مسجد کی آمدنی سے مدرسہ چلایا جائے گا تو شرعاً یہ درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۴۸ جلد ۱۴)

# مسجد میں نماز کے لیے جگہ روکنا؟

**مسئلہ:۔** اگر کوئی شخص آ کر مسجد میں کسی جگہ بیٹھ گیا، پھر کوئی فوری ضرورت پیش آئی جس کو پورا کرتے ہی لوٹ کر آئے گا مثلاً تھوکنا، ناک صاف کرنا، وضو کرنا وغیرہ اور جاتے وقت اپنی جگہ کپڑا رکھ کر چلا گیا تو اس میں مضائقہ نہیں اور دوسرے شخص کو اس جگہ بیٹھنا بھی نامناسب ہے اور اگر کوئی شروع ہی سے کپڑا رکھ دے اور اپنے کاروبار میں مشغول رہے اور نماز کے وقت آ کر اپنی جگہ پر قبضہ جمائے، یہ غیر مستحسن ہے۔ ایسی حالت میں دوسرے شخص کو اگر تنگی کی وجہ سے جگہ میسر نہ آئے تو اس کپڑے کو ہٹا کر بیٹھنا درست ہے مگر ہاتھ سے نہ ہٹائے، ورنہ اس کی ضمان میں داخل ہو جائے گا، اگر تنگی نہ ہو بلکہ وسعت ہو تو دوسری جگہ بیٹھ جائے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۹۵ جلد ۶ بحوالہ مراقی الفلاح ص ۳۵۹ جلد......)

**مسئلہ:۔** امیر آدمی یا کسی اور کیلئے عیدگاہ یا مسجد کی صف اول میں جگہ روکنے کا حق نہیں، جو شخص پہلے آ کر جہاں بیٹھ جائے وہ اسی کی جگہ ہو گئی، اس کو اٹھانے کا بھی (کسی کو) حق نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۵۳ جلد ۱۰، احسن الفتاویٰ ص ۴۵۷ ج ۶)

**مسئلہ:۔** مسجد کے ہر لوٹے سے ہر نمازی کو وضو کرنے کا حق ہے، اسی طرح مسجد کے ہر حصہ میں ہر نمازی کو نماز پڑھنے کا حق حاصل ہے۔ اس لیے کوئی شخص کسی خاص لوٹے کے استعمال سے یا کسی خاص حصہ میں نماز پڑھنے سے اپنی خصوصیت کی بناء پر کسی نمازی کو منع نہیں کر سکتا۔ البتہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ خود کسی خاص لوٹے سے اس کے اچھا یا بڑا یا کسی اور وصف کی بناء پر وضو کیا کرے، کسی اور لوٹے سے نہ کرے، بلا وجہ شرعی مسجد کے کسی خاص حصہ کو نماز کے لیے متعین کرنا منع ہے کہ یہ تخصیص بلا مخصص شرعی ہوگی۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۰ جلد ۶)

**مسئلہ:۔** مسجد کا لوٹا مسجد سے باہر نہ لے جائیں جبکہ احاطہ مسجد میں ضرورت پوری ہونے کا انتظام ہے۔ نیز مسجد کا مصلےٰ بھی خارج مسجد استعمال نہ کریں۔ خاص کر بیٹھ کر باتیں کرنے کے لیے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۲ جلد ۱۸)

☆☆

## مسجد میں افطار کرنا؟

**مسئلہ** :۔ مسجد میں کھانا پینا مکروہ ہے مگر ضرورت کے وقت بلا کراہت جائز ہے اور ترک جماعت یعنی جماعت نہ ملنے کا اندیشہ بھی عذر ہے، اسلئے اگر مسجد سے باہر کوئی ایسی جگہ نہ ہو جہاں افطار کر سکیں تو مسجد ہی میں افطار کر لینا چاہئے جائز ہے، بشرطیکہ مسجد کو ملوث نہ کیا جائے۔ (اس کے لیے) کوئی کپڑا وغیرہ ایسا بچھا لیا جائے جس سے مسجد کی حفاظت رہے اور بہتر یہ ہے کہ اس وقت افطار سے کچھ پہلے اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں داخل ہو، کیونکہ امام محمدؒ کے نزدیک ایک ساعت کا بھی اعتکاف درست ہے۔

(امداد الاحکام ص ۴۵۴ جلد اول و احسن الفتاویٰ ص ۴۵۷ جلد ۶)

## مسجد کی آمدنی سے افطار کرانا؟

**مسئلہ** :۔ رمضان شریف میں مساجد کی آمدنی (مسجد کی ملحقہ دوکانوں و مکاناتِ موقوفہ) سے نمازیوں کو افطار کی اجازت جب ہی ہو سکتی ہے جب کہ واقف نے افطار کی اجازت دی ہو تو اس کی آمدنی سے اس ہی مسجد میں افطار کے لیے صرف کرنے کی اجازت ہے۔ واقف کی اجازت نہ ہو تو درست نہیں، ہاں اگر واقف کے زمانہ سے افطار کا دستور برابر چلا آ رہا ہو تو بھی درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۸۰ جلد ۱۸)

**مسئلہ** :۔ مسجد میں (اپنے خرچ سے) افطار یا سحری کرنا درست ہے۔ لیکن جہاں تک ممکن ہو مسجد کو ملوث نہ کیا جائے، یا جو جگہ قریب مسجد ہو (غیر معتکف کیلئے خارج مسجد) وہاں کھایا پیا جائے تو بہتر ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۵۰۹ ج ۱)

## مسجد کی آمدنی سے حافظ کو انعام دینا؟

سوال :۔ ختم تراویح اور شبینہ کے موقع پر اسی آمدنی سے حفاظ کو انعامات تقسیم کیے جاتے ہیں حالانکہ واقف کنندگان میں سے کسی کی تحریر میں ان مدات میں خرچ کا کوئی اشارہ نہیں؟

جواب :۔ تراویح میں قرآن کریم سنانے والوں کو روپیہ دینا درست نہیں، ہاں اگر وہ ہمیشہ کا امام بھی ہو اور اس کو رمضان المبارک میں اصل تنخواہ سے کچھ زائد دیا جائے تو اسی

مسجد کے اوقاف سے دینے کی اجازت ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۸۰ جلد۱۸)

## مسجد میں ٹھہرنا اور پنکھا استعمال کرنا؟

سوال:۔ مسجد میں کون لوگ قیام کر سکتے ہیں، نیز مسجد کے اندر رات بھر پنکھا چلا کر بجلی استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ جو شخص معتکف ہو یا مسافر ہو، اور اس کا کہیں ٹھکانہ نہ ہو، اس کو مسجد میں ٹھہرنے کی اجازت ہے، اور جو شخص نمازِ تہجد و فجر کی نماز کے اہتمام کی خاطر مسجد میں رہے، اس کے لیے بھی اجازت ہے، لیکن اپنے لیے مسجد کو آرام گاہ نہ بنایا جائے۔

مسجد کا پنکھا اور مسجد کی روشنی اصلاً نماز کیلئے ہے، جب تک نمازی عامۃً نماز پڑھتے ہیں، اس وقت تک استعمال کریں، اگر علاوہ نماز کے دیگر مقاصد کیلئے استعمال کریں تو اس کا معاوضہ میں مسجد کی خدمت بھی کر دیا کریں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۰۱ جلد۱۰ و کتاب الفقہ ص۴۶۰ جلد۱)

## مسجد کی چھت پر نماز؟

سوال:۔ بعض مسجدوں میں ظہر و عصر کی نماز مسجد کے نیچے کے درجے میں ہوتی ہے اور گرمی کی وجہ سے مغرب و عشاء کی مسجد کی چھت پر ہوتی ہے جب تک مسجد کی چھت پر محراب نہیں ہے؟

جواب:۔ اصل مسجد نیچے کا حصہ ہے اور چھت تابع ہے۔ مسجد کی چھت پر بلا ضرورت چڑھنا مکروہ ہے۔ اصل مسجد چھوڑ کر چھت پر نماز پڑھنا خلاف سنت ہے، البتہ اگر جگہ کی قلت ہو تو چھت پر کھڑے ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں اور جب گرمی ناقابلِ برداشت ہو، تب بھی چھت پر کھڑے ہونے کی گنجائش ہے اور محراب کا نہ ہونا مضر نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۰۱ جلد۱۰ و ص۴۸۸ جلد اول)

**مسئلہ**:۔ مسجد کی چھت پر گرمی کی شدت کی وجہ سے جماعت کرنا مکروہ ہے اگر نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے نیچے جگہ نہ ہو تو زائد نمازی اوپر چھت پر جا سکتے ہیں۔ (یعنی نماز پڑھ سکتے ہیں) اسی صورت میں کراہت نہ ہوگی کیونکہ یہ مجبوری ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص۴۴۹ جلد۶ و احسن الفتاویٰ ص۴۶۲ جلد۶)

**مسئلہ** :۔ مسجد وہ ہی ہے جو وقف ہو، جو وقف نہ ہو وہ مسجد نہیں ہے، اسمیں جماعت کرنے سے جماعت کا ثواب تو ملے گا، مگر مسجد کا ثواب نہ ملے گا۔ بغیر وقف کئے مکان میں نماز کی اجازت دینے سے مسجد نہیں ہوتی، اور بغیر مسجد کے بھی اگر جماعت ہو تو ستائیس نمازیوں کا ثواب ملتا ہے اور مسجد کا ثواب اس کے علاوہ ہے۔ (امداد الاحکام ص ۴۴۸ جلد اول)

## مسجد کے صحن میں نماز باجماعت کا حکم

سوال :۔ مسجد کے صحن میں فرض نماز باجماعت بلاکراہت گرمی کی شدت کی وجہ سے پڑھ سکتے ہیں یا نہیں، کیونکہ زید کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی مسجد کے صحن میں نماز نہیں پڑھی۔ زید کا قول کہاں تک درست ہے؟

جواب :۔ زید کا یہ قول غلط ہے۔ مسجد کے دو حصے مسقّف اور غیر مسقّف۔ (چھت والے اور کھلے حصے میں جماعت جائز اور صحیح ہے۔ اور فقہاء رحمہم اللہ نے مسجد صیفی اور مسجد شتوی دونوں کو مسجد کہا ہے اور دونوں میں جماعت بلاکراہت صحیح ہے اور یہ ہر دو نام خود دلیل ہے اس کی کہ ایک حصہ غیر مسقّف میں گرمیوں میں اور دوسرے حصہ مسقّف میں سردیوں میں نماز ہوتی ہے۔ (فتاوی دار العلوم ص ۱۲۵ جلد ۴ بحوالہ رد المحتار ص ۵۳۱ جلد ۱)

**مسئلہ** :۔ مسجد کے صحن میں نماز و جماعت بلاتردّد صحیح و درست ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۳۱۹ جلد ۱۶)

**مسئلہ** :۔ نماز کی حالت میں مسجد کے صحن سے اندر مسجد کے جانے میں نماز فاسد ہوجاتی ہے (کیونکہ) یہ عمل کثیر ہوتا ہے۔ (فتاوی دار العلوم ص ۷۵ جلد ۴ بحوالہ رد المحتار ص ۵۸۴ جلد اول)

**مسئلہ** :۔ مسجد کے دروں میں دو چار آدمیوں کا صف بنا کر کھڑا ہونا بھی درست ہے۔ ایک آدمی کو تنہا نہیں کھڑا ہونا چاہئے، کیونکہ یہ مکروہ ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۲۴۶ جلد ۲)

## مسجد میں ایک دو صف چھوڑ کر امام کا کھڑا ہونا؟

سوال :۔ مسجد کافی بڑی ہے اور نمازی ایک دو صف کے بقدر ہوتے ہیں، اس صورت میں اگر امام صاحب اپنی اصل جگہ یعنی محراب کے بجائے ایک دو صف چھوڑ کر جماعت خانہ کے درمیان میں کھڑے رہیں تو کیسا ہے؟

جواب:۔ پورا جماعت خانہ مکان واحد کے حکم میں ہے، لہٰذا امام صاحب صورتِ مسئولہ میں ایک دو صف چھوڑ کر کھڑے رہ سکتے ہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۴۸ جلد ۱۰)

**مسئلہ**:۔ مسجد میں جگہ تنگ ہو تو امام کے دائیں بائیں مقتدی کھڑے ہو جائیں لیکن امام کو زیادہ آگے نہیں جانا چاہئے بلکہ اس قدر آگے ہو جائے کہ امام کے پیر مقتدیوں کے پیروں سے آگے رہیں یعنی ایڑی مقتدیوں سے آگے رہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۴۳ جلد ۲)

## مسجد میں ذِکر جہری کرنا؟

**مسئلہ**:۔ کوئی شخص مشائخ حقہ میں سے کسی سے بیعت ہو، اور انہوں نے ذِکر جہری کی تعلیم دی ہو تو تعلیم کے مطابق اپنا اپنا الگ الگ ذکر جہری کر سکتے ہیں۔ لیکن مسجد میں ذکر جہری سے نمازیوں کو تشویش اور تکلیف ہوتی ہو تو ایسی صورت میں مسجد میں زور زور سے ذکر کرنا جائز نہیں۔
(فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۳۸ جلد ۱۰، و آداب المساجد ص ۱۶)

**مسئلہ**:۔ اگر نمازیوں اور سونے والوں کو پریشانی نہ ہو تو اونچی آواز سے ذکر کرنا افضل ہے جس سے ذاکرین الٰہی کا قلب بیدار ہو، نیند اڑ جائے اور اطاعتِ الٰہی کے لیے چستی آ جائے۔
(کتاب الفقہ ص ۴۵۵ جلد اول)

## مسجد کی دیواروں پر آیاتِ قرآنی لکھنا؟

**مسئلہ**:۔ مسجد کے اندرونی اور بیرونی حصہ میں قرآن شریف کی آیت اور قابل تعظیم عبارت لکھنا ممنوع ہے۔ بے ادبی کے احتمال کی وجہ سے فقہاءؒ لکھنے کی اجازت نہیں دیتے ہیں۔
(فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۴۳ جلد ۱۰ بحوالہ درمختار ص ۴۴۰ و شامی ص ۶۲۰ جلد ۱ و کتاب الفقہ ص ۴۶۱ ج ۱)

## مسجد میں سیاسی تقریریں

ہمارے زمانہ میں سیاسی تقریروں کا رواج مسجدوں میں عام ہو جا رہا ہے اور وہ بھی آدابِ مسجد کا لحاظ نہ کرتے ہوئے۔ یہ چیز بھی پسندیدہ نہیں ہے۔ ایسی غیر ذمہ داری کی باتیں جو کہیں بھی کہنی جائز نہیں ہیں۔ ان کا مسجد میں کہنا کیونکہ جائز ہو سکتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ مسجدوں کو بچوں اور جھگڑوں، بلند آوازوں، اجرائے حدود اور تلوار کھینچنے سے بچاؤ۔
(ابن ماجہ باب ما یکرہ فی المساجد)

اور آج کل مسجدوں میں جو سیاسی جلسے ہوتے ہیں اُن میں تقریباً یہ تمام چیزیں کم وبیش پائی جاتی ہیں اور ان سے بڑھ کر "آزارِ مسلم" جزءِ تقریر ہے۔ جس سے اجتناب ضروری ہے۔ **(المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده)**۔

دینی باتیں اگر مسجد میں کہی جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں، بلکہ بڑی حد تک یہ اغراض ومقاصد مسجد میں داخل ہیں۔ یا ایسی سیاسی باتیں جن کا دین سے لگاؤ ہو، مسلمانوں سے کہی جاسکتی ہیں کہ عہدِ نبوی ﷺ میں مسجد نبوی ﷺ ان باتوں کا مرکز رہ چکی ہے۔ مگر آداب اور احترام واکرام بہرحال ضروری ہے۔ ابن ماجہ والی حدیث میں یہ بات گزری کہ مسجد میں بلند آوازی نہ ہونے پائے۔ صحابۂ کرامؓ کا عمل اس باب میں جیسا رہا وہ مشعل راہ بنایا جاسکتا ہے۔ کہ وہ دربارِ نبوی ﷺ کے حلقہ بگوش تھے۔

حضرت سائب بن یزیدؓ بیان کرتے ہیں:۔ میں ایک دن مسجد میں سویا ہوا تھا، کنکری مار کر کسی نے جگادیا، دیکھا تو فاروقِ اعظمؓ تھے۔ آپ نے دو شخصوں کی طرف اشارہ کیا وہ مسجد میں شوروغل کر رہے تھے۔ اور فرمایا ان کو پکڑ لاؤ میں نے حسب الحکم ان دونوں کو ان کی خدمت میں لے جاکر حاضر کردیا، آپؓ نے ان سے پوچھا کہاں رہتے ہو؟ ان لوگوں نے طائف کا نام لیا، یہ سن کر آپؓ نے فرمایا اگر تم مدینہ منورہ کے ہوتے تو سزا دیتا، تم مسجد رسول ﷺ میں شوروغل کرتے ہو، جاؤ آج صرف اس وجہ سے معاف کیا جاتا ہے کہ باہر کے رہنے والے ہو۔ (بخاری جلد ۱ ص ۶۷)

حضرت عمرؓ اس معاملہ میں بہت سخت تھے۔ مسجد کی معمولی بے حرمتی بھی کبھی برداشت نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ لڑکوں کو بھی مسجد میں کھیلتے دیکھتے تو دُرّہ سے خبر لیتے اور عشاء کے بعد بھی مسجد کی پوری خبر گیری رکھتے۔

نسائی میں ہے کہ ایک دفعہ آپ نے کسی کی بلند آوازی سن لی، اس پر آپ نے تیز ہوکر فرمایا، تم کو معلوم ہے کہ کہاں ہو؟ (تفسیر ابنِ کثیر جلد ۳ ص ۲۹۳)

اس باب میں اختلاف ہے کہ بلند آوازی مطلقاً حرام ہے یا مقید طور پر، اکثریت کی رائے تفصیلی ہے کہ اگر دینی ودنیوی ضرورت ہو جس میں مسلمانوں کا مفاد ہے تو جائز ہے ورنہ ناجائز ہے۔ (اسلام کا نظامِ مساجد ص ۱۹۷)

**مسئلہ**:۔ مسجد کے ادب و احترام کے بارے میں لوگ بہت زیادہ بے پرواہی برتتے ہیں۔ یہ کام (سیاسی جلسے وغیرہ) مسجد میں کرنے کے لائق نہیں۔ لہٰذا خالص دینی مجالس کے سوا دوسری آج کل کی سیاسی میٹنگیں شرعی مسجد سے باہر کسی اور جگہ منعقد کرنی چاہئیں۔

حضرت عمرؓ نے مسجد کے باہر کنارے پر ایک چبوترہ تعمیر کروادیا تھا اور اعلان کرادیا تھا کہ جس کو اشعار پڑھنا ہو یا بلند آواز سے بولنا ہو یا کوئی اور کام کرنا ہو تو وہ چبوترہ پر چلا جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۰۵ جلد ۶ بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۷۱ جلد اول و عالمگیری ص ۳۵۱ جلد ۶ کتاب الکراہیۃ)

**مسئلہ**:۔ مسجدیں دنیاوی الیکشنوں کے لیے نہیں بنائی گئیں۔ ایسے کام مسجد سے نہ کیے جائیں۔ جو ایسا کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۸۷ ج ۱۵)

**مسئلہ**:۔ مسجد میں تبلیغ یا وعظ کا جلسہ یا مشورہ کے لیے اجتماع کرنا جائز ہے۔
(کفایت المفتی ص ۱۴۴ جلد ۳)

## مسجد میں کرسی پر وعظ کہنا؟

سوال:۔ مسجد میں اکثر علماء کرسی پر بیٹھ کر وعظ کہتے ہیں، کیا یہ جائز ہے؟

جواب:۔ مسلم شریف جلد اول ص ۲۸۷ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مسجد میں کرسی پر تشریف فرما کر دین کی باتیں ارشاد فرمانا مذکور ہے۔

الادب المفرد ص ۲۱۰ میں بھی امام بخاریؒ نے اس کو ذکر فرمایا ہے۔ اور جو چیز حدیث شریف سے ثابت ہے اس پر اعتراض کرنا عدمِ واقفیت کی وجہ سے ہے۔
(فتاویٰ محمودیہ ص ۴۸۹ جلد ۱)

**مسئلہ**:۔ مسجد کے اثاث (دری وغیرہ) کو مسجد سے باہر لے جانا اور کسی جلسہ میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ (کفایت المفتی ص ۱۰۷ جلد ۳)

## مسجد کے لیے مسجد میں چندہ کرنا؟

سوال:۔ ہمارے یہاں ہر جمعہ کو نماز کے بعد جماعت خانہ میں کپڑا پھیلا کر چندہ کرتے ہیں تو برائے مسجد، مسجد میں چندہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب :۔ بہتر اور مناسب صورت یہ ہے کہ مسجد سے باہر (خارجِ مسجد) چندہ کیا جائے یا مسجد میں کسی بورڈ پر چندہ کی اپیل (درخواست) لکھ کر لگا دی جائے، البتہ اگر اس طرح چندہ کرنے سے خاطر خواہ کامیابی نہ ہوتی ہو، اور جمعہ کے دن چندہ کرنے سے مسجد کا زیادہ فائدہ ہوتا ہو تو اس شرط کے ساتھ برائے مسجد، مسجد میں چندہ کرنے کی گنجائش ہے کہ نمازیوں کو تکلیف نہ ہو، ان کی گردن نہ پھاندے، نماز پڑھنے والے کے سامنے سے نہ گزرے، مسجد میں شوروشعب نہ ہو، مسجد کے احترام کے خلاف کام نہ ہو اور لوگوں کے سامنے کسی کو شرم و غیرت میں ڈال کر زبردستی چندہ وصول نہ کیا جائے۔ ان شرائط کی رعایت ضروری ہے۔ ان کی رعایت نہ ہو سکے تو مسجد میں چندہ نہ کیا جائے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۳۹ ج ۹، شامی ص ۷۷۲ جلد اول)

**مسئلہ** :۔ عام حالات میں مسجد میں مدارس کے لیے چندہ نہ کرنا چاہئے۔ مسجد میں شوروغل ہوگا، نمازیوں کو نماز میں خلل ہوگا، مسجد کی بے احترامی ہوگی۔ لہٰذا مسجد میں چندہ نہ کیا جائے، البتہ اگر کوئی خاص حالت ہو، مسجد میں شوروغل نہ ہو نمازیوں کو تکلیف اور خلل نہ ہو تو گنجائش ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۴۰ جلد ۹، و امداد الفتاویٰ ص ۶۴۱ جلد ۲)

## قضاء نماز مسجد میں پڑھنا؟

**مسئلہ** :۔ قضاء نماز کو مسجد میں پڑھنے کو مکروہ لکھا ہے یعنی مکروہ تحریمی اور دلیل یہی ہے کہ نماز کو وقت سے مؤخر کرنا معصیت ہے۔ اس لیے اس کو ظاہر نہ کرے۔ اور علامہ شامیؒ نے اس کے متعلق یہ لکھا ہے کہ غرض یہی ہے کہ قضاء نماز کا اظہار نہ کرے بلکہ اس طرح قضاء پڑھے کہ کسی کو خبر نہ ہو، اگر مسجد میں بھی قضاء پڑھنے سے کسی کو معلوم نہ ہو کہ یہ نفلیں پڑھ رہا ہے یا فرض تو مسجد میں بھی قضاء درست ہے۔

غرض یہ ہے کہ اس طرح قضاء پڑھے کہ حتی الوسع کسی پر اظہار نہ ہو۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۳۲۹ جلد ۴ بحوالہ درمختار باب القضاء ص ۶۹۵ جلد ۱)

## مسجد میں قربانی کرنا؟

**مسئلہ** :۔ جو حصہ مسجد ہے یعنی نماز کے لیے وقف ہے اور وہاں نماز پڑھتے ہیں، اس جگہ (داخلِ مسجد) ذبح کرنا حرام ہے اس لیے کہ ناپاک خون سے مسجد گندی ہو جائے گی۔

احاطۂ مسجد میں جہاں جوتے اتارتے ہیں وہاں بھی ذبح کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ وہ جگہ اس لیے (ذبح کرنے کے لیے) وقف نہیں ہے، دوسری جگہ ذبح کیا جائے۔
(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۹۵ جلد ۱۲)

(داخلِ مسجد اور خارجِ مسجد ذبح نہ کیا جائے کیونکہ مساجد ذبح وغیرہ کے کاموں کے لیے نہیں ہیں)۔ (محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

**مسئلہ** :۔ قربانی میں مسجد کا بوریا استعمال کرانا جائز نہیں ہے۔ بلکہ یہ کرلیں کہ پرانے بوریئے کو مسجد کے متولی سے نئے بوریئے کے عوض خرید لیا جائے خریدنے کے بعد وہ پرانہ بوریا تمہاری مِلک ہو جائے گا۔ مسجد کی مِلک نہیں رہے گا۔ (امداد الاحکام ص ۳۵۵ جلد ۱)

**مسئلہ** :۔ عاشورہ کے دن (دسویں محرم کو) مسجد میں جمع ہو کر نوافل پڑھنا آنحضرت ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۹۱ ج ۶)

## مسجد میں دی ہوئی چیزوں کو نیلام کرنا؟

سوال :۔ مسجد میں لوگ مرغا، انڈا، کپڑا وغیرہ خدا کے نام پر دیدیتے ہیں۔ پھر اس کی نیلامی ہوتی ہے تو کیا یہ درست ہے۔ جبکہ بعض مرتبہ نیلامی چھڑا کر پھر اس چیز کو مسجد میں دیدیتے ہیں۔ بار بار ایسا ہی کیا جاتا ہے؟

جواب :۔ نیلامی کا یہ طریقہ اس چیز کو اپنی مِلک بنانے کے لیے نہیں، بلکہ یہ نیلام خریدنے سے مقصود مسجد کی امداد کرنا ہے (تو درست ہے) اگر اس میں نام و نمود مقصود نہ ہو تو یہ درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۸ جلد ۱۵)

**مسئلہ** :۔ مسجد میں شیرینی (مٹھائی وغیرہ) تقسیم کرنے کیلئے لوگ بھیجتے ہیں۔ اگر صدقہ بتا کر یہ چیزیں دی جائیں تو ان کے مستحق غرباء ہیں اور اگر مؤذن وغیرہ کے لیے دی جائیں تو مؤذن وغیرہ مستحق ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۳ ج ۱۵)

## مسجد کا ملبہ نیلام کرنا؟

سوال: ۔ مسجد کا فرش پرانا ہوگیا اس کو توڑ کر نیا فرش لگ رہا ہے تو فرش کا ملبہ اینٹ روڑے وغیرہ نیلام کر سکتے ہیں؟ اور خریدنے والا بنیادوں میں بھر سکتا ہے؟

جواب: ۔ اسکو خریدنا اور بنیادوں میں استعمال کرنا شرعاً درست ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۳۸ جلد ۱۵ و کفایت المفتی ص ۱۲۳ جلد ۳)

**مسئلہ** : ۔ بیچ کر اس کی قیمت مسجد کے وقف میں شامل کرلی جائے یا اس رقم سے کوئی چیز مسجد کے لیے کار آمد ہو خریدنے کی اجازت ہے۔ اسی طرح (پرانے ملبہ کو) مسجد کے مکان میں بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ لیکن پلیدی سے بچایا جائے یعنی بیت الخلاء، پیشاب خانہ، غسل خانہ وغیرہ میں نہ لگایا جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۰۵ جلد ۶، در مختار مع الشامی ص ۱۶۵ جلد ۱ و کفایت المفتی ص ۱۲۳ ج ۳)

## اپنے مکانات فروخت کرنا جس سے مسجد ویران ہو جائے؟

سوال: ۔ کئی سال سے محلہ اور مسجد آباد رہی، اب کسی وجہ سے مسلمان ایک ایک کر کے گھروں کو غیر مسلم کے ہاتھ فروخت کر کے جا رہے ہیں۔ یہ سلسلہ یوں ہی جاری رہا تو مسجد ویران ہو جائے گی، مسجد کا خیال نہ کرتے ہوئے اس طرح مکانات فروخت کرنا کیسا ہے؟

جواب: ۔ جہاں تک جوازِ بیع کا تعلق ہے وہ تو ظاہر ہے کہ مالک کو اپنی ملک فروخت کرنے کا حق حاصل ہے اور بطریق شرعی ایجاب وقبول سے بیع صحیح ہو جائیگی لیکن حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے ان کو اس کا لحاظ چاہئے کہ بغیر مجبوری کے ایسا نہ کریں، مجبوری کی حالت میں تو ہجرت بھی ثابت ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۳۵ ج ۱۵)

## مسجد کی رقم سے دوسرے کے گھر کی دیوار بنوانا؟

**مسئلہ** : ۔ مسجد کی رقم سے دوسرے کی دیوار پر بغرض پردہ دیوار تعمیر کرنا ناجائز ہے۔ ہاں مسجد کی دیوار پر تعمیر کردی جائے تو جائز ہے۔ اور اگر مسجد کی دیوار پر پردہ قائم کرنے کی صورت نہ ہوسکتی ہو تو محلہ والے مالک مکان کی دیوار (اگر غریب ہے) اپنے پاس سے اتنی اعانت کردیں کہ وہ اپنی دیوار پر پردہ قائم کرسکے۔ (کفایت المفتی ص ۱۲۱ جلد ۳)

# مسجد میں عقد نکاح و قرآن خوانی کے لیے بجلی کا استعمال کرنا؟

**مسئلہ:۔** اصل مسئلہ تو یہی ہے کہ ان کاموں کے لیے روشنی کا انتظام خود ہی کر لیں، مسجد کی بجلی اور پنکھوں کو استعمال نہ کریں، حد تو یہ ہے مسجد میں بجلی جلانے کا جو وقت مقرر ہے اس کے علاوہ دیگر اوقات میں قرآن شریف کی تلاوت یا دینی کتابوں کے مطالعے کے لیے بھی مسجد کی بجلی اور پنکھے چلانے کی اجازت نہیں ہے، ممنوع ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۰۷ ج ۶)

**مسئلہ:۔** مساجد میں عقد یعنی نکاح خوانی مستحب ہے۔

(کتاب الفقہ ص ۴۵۶ جلد اول و رد المحتار ص ۶۱۹ جلد ۱)

**مسئلہ:۔** مسجد کی بجلی مسجد ہی کیلئے خاص ہے، کسی ایسے کام کیلئے اس کا استعمال جائز نہیں جو مصالح مسجد میں داخل نہیں مگر وہ کام اپنی جگہ کتنی ہی نیکی کا ہو، جب مسجد کی چیزوں کا استعمال دوسری مسجد میں بھی جائز نہیں تو عام جگہوں (محلّہ میں جلسہ وغیرہ) کے لیے کیونکر روا ہوگا، منتظمہ کی ایسی بے موقع بلکہ خلاف شرع اجازت کا کچھ اعتبار نہیں۔

**مسئلہ:۔** امام و مؤذن کا کمرہ چونکہ متعلقاتِ مسجد میں سے ہے ان کے لیے مسجد کی بجلی منتقل کرنا جائز ہے۔ اسی طرح مدرسہ بھی اگر مسجد کے تابع ہے اور عام طور پر لوگوں کو اس کا علم ہے اور چندہ دینے والے بھی اس کی تصریح نہیں کرتے کہ ان کا چندہ مدرسہ میں خرچ نہ کیا جائے تو ایسی صورت میں ملحقہ مدرسہ میں بھی بجلی دی جا سکتی ہے، اور اگر مدرسہ تابع نہیں تو اس کو مسجد کی بجلی (بغیر قیمت دینا جائز نہیں۔ مسجد کی کوئی چیز کسی دوسری جگہ خواہ وہ دوسری مسجد ہی ہو، منتقل کرنا جائز نہیں ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۴۴۶ جلد ۶)

# غیر مسلم کا مسجد میں لوٹے یا اِفطاری دینا؟

**مسئلہ:۔** اگر غیر مسلم مسجد میں لوٹے یا افطاری کسی ثواب کی نیت سے دیتا ہے اور مصلحت کے خلاف بھی نہیں تو وضو کرنے لیے (مفت) ان کا لینا درست ہے۔ اسی طرح افطاری بھی لینا جب کہ ثواب کی نیت سے دیتا ہے تو لینا درست ہے۔ بشرطیکہ کسی دوسری مصلحت کے خلاف نہ ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۴۶۲ جلد ۲)

## مسجد کے لوٹے ذاتی کام میں لینا؟

**مسئلہ:۔** مسجد کے لوٹوں کو تمام کاموں میں استعمال کرنا درست نہیں، صرف وضوء، استنجاء، غسل میں استعمال کریں، پانی پینے یا کہیں معمولی کپڑا نماز کیلئے دھونے کی گنجائش ہے، مسجد سے باہر اپنے مکان میں لے جانا اور استعمال کرنا منع ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۳۶ ج ۱۰)

## مسجد کے فرش پر وضوء کرنا؟

**مسئلہ:۔** مسجد کے فرش پر جو کہ نماز کیلئے مقرر ہے۔ وضوء کیلئے نہیں ہے۔ اگر نالی وضو کیلئے موجود ہے تو وہاں وضو کریں، ورنہ مسجد کے فرش سے علیحدہ (خارجِ مسجد) جا کر وضو کریں، غرض وضو کا مستعمل پانی مسجد کے فرش پر ڈالنا منع ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۳۷ ج ۱۰ و کتاب الفقہ ص ۳۶۱ ج ۱)

## مسجد تعمیر ہونے کے بعد وضو کی جگہ بنانا؟

سوال:۔ ایک مسجد میں صحن کے اندر وضو کرنے کی کوئی جگہ نہیں تھی۔ ایک عرصہ دراز کے بعد جن صاحب نے مسجد تعمیر کرائی تھی (بانی مسجد نے) عین صحن کے اندر وضو کرنے کی جگہ پختہ بنوا دی ہے۔ اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔ جو جگہ نماز پڑھنے کے لیے متعین کر کے وقف کر دی گئی وہاں وضو کی جگہ پختہ بنوانا جس کی وجہ سے اتنی جگہ محبوس (روک دی) جائے کہ وہاں نماز نہ پڑھی جا سکے درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۵۷ جلد ۱۲)

## مسجد پر بورڈ لگا کر کرایہ وصول کرنا؟

سوال:۔ مسجد عام شاہراہ پر ہے۔ اس کے اوپر بورڈ بغرضِ اشتہار لگائے گئے ہیں جن سے کچھ آمدنی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ نہ معلوم متولی آئندہ کس کس قسم کا بورڈ لگوا کر مسجد کی بے حرمتی کریں گے؟

جواب:۔ مسجد کی ضروریات پوری کرنے کے لیے دوکانیں تو بنائی جا سکتی ہیں۔

لیکن خود مسجد کو کرایہ پر چلانا اور اس سے روپیہ کمانا جائز نہیں۔ اور جو کچھ وجوہ اعتراض پیش کی ہیں وہ بھی اہم ہیں۔ ان کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ہے اسلئے مسجد کے منتظم صاحب کو چاہئے کہ وہ ہرگز ایسا معاملہ نہ کریں۔ اگر بورڈ بغرضِ اشتہار لگا دیا گیا ہے تو اس کو اتار کر معاملہ ختم کر دیں، خاص کر ایسی حالت میں جب کہ مسجد کی ضروریات پوری کرنے کے لیے وہاں کے اہلِ وسعت آمادہ اور خواستگار ہیں۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۷۲ جلد ۱۰ وفتاویٰ رحیمیہ ص ۲۵ جلد ۹ ودر مختار ص ۱۲ ج ۳)

## مخلوط مال سے بنائی ہوئی مسجد کا حکم؟

سوال:۔ جب ہمارے محلہ کی پرانی بوسیدہ مسجد کو شہید کر کے نئی مسجد بنانے کا مسئلہ درپیش ہوا تو قریب و دور سے چندہ کی تیس تیس ہزار کی دو رقوم حاصل ہوئیں جن کو بینک میں پانچ پانچ سال کے لیے فکسڈ ڈپازٹ میں جمع کرا دیا گیا۔ محلہ والوں کے اصرار پر کام جلد شروع کرنے کی وجہ سے رقم میعاد سے پہلے نکالی گئی جس کی وجہ سے صرف مبلغ پندرہ ہزار روپیہ بینک سے سود ملا۔ اس طرح مبلغ پچھتر ہزار روپیہ سے تعمیری کام شروع کرا دیا گیا۔ محلہ والوں کے اعتراض کے بعد بھی سود کا روپیہ الگ نہیں کیا گیا۔ اور سب روپیہ تعمیر میں لگ گیا۔

اس طرح سود کے پندرہ ہزار روپیہ مسجد کی تعمیر میں لگ گئے۔ اس وجہ سے چند لوگوں نے نماز پڑھنا بند کر دیا ہے۔ اس کے لیے شرعی مسئلہ واحکامات سے مطلع فرمانے کی زحمت گوارہ فرمائیں۔

### بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب:۔ ھو الموافق۔ بینک والے سود کا شرعاً حکم یہ تھا کہ وہ رقم بلا نیت ثواب محتاج و نادار مسلمانوں کو دے دی جاتی ((لان سبیل الکسب الخبیث التصدق. الخ)) (رد المختار)۔ اس رقم کا مسجد میں لگانا درست نہیں تھا۔ ((لان طیب لا یقبل الا الطیب)) اب بھول یا ناسمجھی کی وجہ سے جب لگائی جا چکی ہے تو اب اس کی تلافی کی صورت یہی ہے کہ مسجد کے نام پر پندرہ ہزار روپیہ چندہ کر کے خبیث لگائی گئی رقم کے بدلے محتاج مسلمانوں

میں تقسیم کردی جائے اس طرح مسجد اپنی جگہ باقی رہے گی اور اس میں نماز ادا کرنا بلا کراہت درست ہوگا۔ مسجد کو کوئی نقصان پہنچانا یا اس میں نماز بند کرنا درست نہ ہوگا۔

**مسئلہ:۔** حرام روپیہ سے کوئی چیز خریدنے میں تفصیل ہے۔ بعض صورتوں میں بیع بالکل ناجائز ہے اور اس چیز میں حرمت آجاتی ہے۔ اور بعض صورتوں میں اس چیز میں حرمت نہیں آتی اور بیع درست ہوتی ہے۔

اگر حرام روپیہ کو پہلے متعین کر کے اور اس کی جانب اشارہ کر کے اس کے عوض زمین وغیرہ خریدی اور مسجد وغیرہ بنوائی ہے تب تو وہ زمین اس کی ملک میں نہیں آئی اور وہ مسجد مسجد ہی نہیں ہوئی اور اگر بلا تعیین واشارہ کے زمین میں خریدی ہے اور پھر وہ حرام روپیہ قیمت میں ادا کردیا یا کسی دوسرے حلال روپیہ کو متعین کر کے زمین وغیرہ خریدی لیکن قیمت میں حرام روپیہ ادا کیا یا حرام روپیہ متعین کر کے خریدی لیکن پھر قیمت میں کوئی حلال روپیہ دے دیا تو ان سب صورتوں میں بیع درست ہوگی اور پھر باقاعدہ اس کو وقف کردیا ہے تو وہ مسجد ہوگئی۔ اس میں نماز درست ہے۔ پہلی صورت میں جب کہ بیع درست نہیں ہوئی تب بھی اس کیساتھ ایسا معالہ کرنا جو کہ مسجد کے احترام کے خلاف ہے۔ جائز نہیں۔ البتہ وہاں پر نماز مکروہ ہے اور تاوقتیکہ پوری تحقیق نہ ہو اس کو مسجد ہی کہا جائے گا۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۷۰ جلد ۶ بحوالہ درمختار ص ۱۳۲ جلد ۵)

## ایک سو تیس (۱۳۰) مسائل

**مسئلہ:۔** سرکاری ٹنکی سے مسجد میں پانی لینا اگر خلاف قانون نہ ہو۔ بلکہ میونسپلٹی کی طرف سے اجازت ہو تو جائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۸۸ جلد ۱۵)

**مسئلہ:۔** مسجد میں تلاوت بلند آواز سے کرنا جب کہ نمازیوں کو مخل ہو جائز نہیں ہے۔

(احسن الفتاویٰ ص ۴۵۸ جلد ۶)

**مسئلہ:۔** مسجد میں اپنا گھریلو سامان نہ رکھیں کہ یہ اعتراض کی چیز ہے۔ اگر مسجد میں سہ دری، وضو خانہ وغیرہ ہو تو وہاں رکھیں (یعنی خارج مسجد) مسجد میں ایسی کتابیں جن سے نمازی فائدہ اٹھائیں مسجد میں رکھ لیں تو حرج نہیں۔

**مسئلہ**:۔ مسجد میں دینی کتابیں پڑھنا، دینی معلومات کے لیے خط لکھنا درست ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۹۸ جلد ۱۵)

**مسئلہ**:۔ مسافر کے لیے مسجد کی چٹائی لیٹنے کے لیے استعمال کرنا فتویٰ کی رو سے درست ہے۔ اور تقویٰ کی رو سے احتیاط اولیٰ ہے۔ حرام نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۴۷۹ جلد اول)

**مسئلہ**:۔ مسجد کی کتاب کو مکان پر رکھ کر مطالعہ کرنا امام کا (جب درست ہے کہ) چندہ دینے والوں کو اطلاع کر دے کہ میں نے آپ کے پیسوں سے کتابیں خریدی ہیں میں ان کو مکان پر رکھ کر مطالعہ کرتا ہوں۔ ان کو اعتراض نہ ہو تو بس کافی ہے۔ اگر چندہ دینے والوں نے امام کو پیسوں کا مالک بنا دیا تھا تو پھر کسی قسم کا بھی اعتراض نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۹۸ جلد ۱۵)

**مسئلہ**:۔ مسجد کے کسی حصہ کو اپنی ذاتی ضرورت وفائدہ کے لیے مخصوص کر لینا جائز نہیں ہے۔ یہاں تک کہ نماز کے لیے بھی اپنی جگہ مخصوص کرنے کا حق نہیں کہ وہاں کسی کو کھڑا ہونے سے اور نماز پڑھنے سے روکے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۶ جلد ۱۵)

**مسئلہ**:۔ مسجد کی موقوفہ زمین اگر کاشت کیلئے یا کرایہ پر دی جاسکتی ہو تو کاشت کر کے یا کرایہ پر دے اسکی آمدنی مسجد کی ضروریات میں صرف کی جائے۔ ورنہ اس زمین میں درخت لگا کر پھل فروخت کر کے مسجد میں صرف کرے۔

**مسئلہ**:۔ جو جگہ نماز پڑھنے کیلئے مسجد بنادی گئی ہو، وہاں امام یا کسی اور کیلئے کمرہ بنانا درست نہیں (یعنی داخل مسجد میں)۔

**مسئلہ**:۔ جو زمین مسجد کے لیے وقف کر دی گئی وہاں دوسری مسجد بنانے کا حق نہیں، نہ اس کو دوسری مسجد کے لیے فروخت کیا جاسکتا ہے۔ نہ اس کا روپیہ لیا جاسکتا ہے۔ ہاں اگر خدانخواستہ پہلی مسجد ویران ہو جائے۔ وہاں پر مسلمان باقی نہ رہیں۔ اور جہاں زمین ہے وہاں مسلمان موجود اور ان کو مسجد کی ضرورت ہو تو اس زمین پر دوسری مسجد بنا لینا درست ہے اور وہاں نماز درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۷۶ جلد ۱۵)

**مسئلہ**:۔ داخلِ مسجد میں تھوکنا اور رینٹ نکالنا یعنی ناک صاف کرنا حرام ہے۔ اسلئے تھوک، رینٹ اور بلغم سے مسجد کو پاک رکھنا واجب ہے۔ خواہ فرش پر ہو یا دیوار پر، اور خواہ

چٹائی کے اوپر ہو یا نیچے۔ اگر کسی نے ایسا کیا تو اس کو صاف کرنا واجب ہے۔ اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ مسجد کا فرش مٹی کا ہو یا پتھر وغیرہ کا۔ یا اس پر فرش وغیرہ بچھا ہو۔

(کتاب الفقہ ص ۴۵۸ جلد ۱)

**مسئلہ** :۔ ناک چھینک کر مسجد کی دیوار سے انگلی صاف کرنا خلاف تہذیب ہے اور دوسروں کے لیے باعثِ اذیت اور مسجد سے بے اعتنائی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۶ جلد ۱۵)

**مسئلہ**:۔ مسجد میں کنگھی کرنا درست ہے، جبکہ بال نہ گرے۔ (فتاویٰ...... ص ۴۸۱ ج ۱)

**مسئلہ** :۔ مسجد کے پاس جب رقم نصاب کے برابر ہو تو اس میں زکوٰۃ لازم نہیں۔ نیز کوئی ناجائز آمدنی کا مسجد یا مدرسہ میں خرچ کرنا درست نہیں، ایسی آمدنی کا صدقہ کرنا ضروری ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۴۲ جلد ۱۴)

**مسئلہ** :۔ مسجد کا پیسہ جو دوکانوں کے کرایہ اور شادی کے موقع پر حاصل ہوتا ہے اس سے امام صاحب کی تنخواہ دینا اور مسجد کے حمام وغسل خانہ میں صرف کرنا شرعاً درست ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۱ جلد ۱۴)

**مسئلہ** :۔ مسجد میں کوئی چیز دستیاب ہوئی۔ مسجد میں اس قدر اعلان کر دیا گیا کہ اب مالک کے ملنے کی توقع نہیں رہی۔ اس کو ایسے غریب کو دے دیں جو مستحق زکوٰۃ ہو۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۵۵ جلد ۱۰)

**مسئلہ** :۔ مسجد کی چٹائی (صف وغیرہ) جس پر نماز ادا کی جاتی ہے۔ ہاتھ سے کھولنی چاہئے۔ پیروں سے ٹھوکر مار کر کھولنا بے ادبی ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۶۵ جلد ۳)

**مسئلہ**:۔ ناپاک حائضہ کا فرشِ مسجد، اندرونِ مسجد داخل ہونا جائز نہیں ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۵۸ جلد ۱۰ وشامی ص ۴۴۱ جلد ۱)

**مسئلہ** :۔ مسجد کی توہین کرنا، مذاق اڑانا، اس کو گالی دینا بہت خطرناک ہے۔ اس سے ایمان سلامت نہیں رہتا۔ ایسے شخص کو توبہ لازم ہے۔ آئندہ ہرگز اس قسم کا کوئی لفظ نہ کہے جس سے مسجد کی توہین ہوتی ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۴۶۹ جلد ۱۷)

**مسئلہ** :۔ اگر تالاب دس ہاتھ لمبا اور دس ہاتھ چھوڑا ہو تو وہ ناپاک نہیں۔ اس کی گیلی مٹی

ناپاک نہیں، اس سے مسجد کو بھی لیپا جا سکتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۱۶ ج۱۷)

**مسئلہ** :۔ مسجد کی دیوار پر تیمم کرنا مکروہ ہے۔ کیونکہ مالِ وقف کو غیر مصرف میں صرف کرنا ہے، لیکن اگر کر لیا تو درست ہو جائے گا۔ بشرطیکہ چونہ مٹی سے مسجد کی لپائی کی گئی ہے وہ چونہ مٹی پاک ہو۔ اس میں ناپاکی ملی ہوئی نہ ہو۔ (امداد الاحکام ص۴۴۰ ج۱)

**مسئلہ** :۔ داخلِ مسجد میں نسوار سونگھنا اور تمبا کو کھانا مسجد کے اندر خلافِ اولیٰ ہے، جو کہ کراہتِ تنزیہیہ سے خالی نہیں۔ (امداد الاحکام ص۴۶۲ جلد اول و کفایت المفتی ص۱۰۷ جلد۳)

**مسئلہ** :۔ لوگوں کی کثرت کی وجہ سے خارجِ مسجد میں امام کی اقتداء میں نماز ادا کریں تو ان کو مسجد کا ثواب ملے گا جبکہ صفوف ملی ہوئی ہوں۔ (امداد الاحکام ص۴۵۷ ج۱)

**مسئلہ** :۔ مسجد میں نمازیوں کے لیے پانی کا انتظام کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(امداد الاحکام ص۴۵۲ جلد اول)

**مسئلہ** :۔ مسجد میں ہوا کے لیے جنگلے کھولنا جائز ہے مگر کنیسہ و گرجا گھر کی طرز پر نہ ہوں بلکہ مسجدوں کی طرز پر ہوں۔ (امداد الاحکام ص۴۵۲ جلد۱)

**مسئلہ** :۔ اگر کوئی شخص جماعت میں شریک ہونے کی نیت سے مسجد میں آئے اور اتفاق سے اس کو جماعت نہ مل سکے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کو جماعت میں شریک ہونے والوں کی برابر ثواب عنایت فرماتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ وہ قصداً دیر کر کے جماعت میں شریک ہونے سے نہ رہ جائے۔ (مظاہر حق ص۱۰۴ جلد۲ حدیث نمبر۱۰)

**مسئلہ** :۔ جس مسجد میں جماعت کا انتظام ہو اور نماز کا وقت معین ہو اور امام بھی مقرر ہو اس میں جماعتِ ثانیہ مکروہ ہے۔ (کفایت المفتی ص۱۰۶ جلد۳)

**مسئلہ** :۔ باب اقتداء میں عیدگاہ اور نمازِ جنازہ کی جگہ کا حکم مسجد کا سا ہے (عالمگیری ص۷۰ جلد.....)

**مسئلہ** :۔ کسی احاطہ میں ایسی مسجد ہے کہ دروازہ بند کر لینے کے بعد بھی گھر والوں سے اس میں جماعت ہو جاتی ہے تو یہ مسجد، مسجد جماعت کے حکم میں ہے۔ البتہ اگر یہ شکل ہے کہ احاطہ کے دروازہ کے بند ہونے کے بعد جماعت نہیں ہوتی گو عوام کو وہاں نماز کی اجازت ہو اور دروازہ کھلے رہنے پر جماعت بھی ہو جایا کرتی ہے تو بھی یہ مسجد کے حکم میں نہیں ہے۔

(عالمگیری ص۷۰ جلد۱)

**مسئلہ** :۔ امام نیچے ہو اور اس کی چھت پر مقتدی ہوں تو یہ جائز ہے بشرطیکہ مقتدی امام سے آگے نہ ہو، امام کا آگے ہونا ضروری ہے۔ (ردالمختار ص ۶۱۴ ج ۱)

**مسئلہ** :۔ محلہ کی مسجد میں جب کوئی مؤذن نہ ہو تو نمازی کو اذان پکارنا چاہئے اور نماز پڑھنا چاہئے۔ گو وہ تنہا ہو، کیونکہ اس پر مسجد کا حق ہے۔ (غایۃ الاوطار ص ۳۰۳ جلد ۱)

**مسئلہ** :۔ محلہ میں چند مسجدیں ہوں تو قدیم تر میں نماز پڑھنی چاہئے۔ اگر فاصلہ برابر ہو، ورنہ قریب تر میں۔ (ایضاً)

**مسئلہ** :۔ عیدگاہ، جنازہ گاہ کی تعظیم و تکریم مسجد جیسی کرنی چاہئے۔ پاخانہ، پیشاب اور وطی سے بچانا چاہئے۔ (طحطاوی علی الدرج ا ص ۴۳۹)

**مسئلہ** :۔ مصیبت کی وجہ سے مسجد میں بیٹھنا مکروہ ہے۔ ایسے ہی مسجد کی چھت پر بھی۔

(ردالمختار ج ا ص ۶۱۹)

**مسئلہ** :۔ اذان ہونے کے بعد مسجد سے نکلنا مکروہ ہے۔ مگر یہ کہ وہ دوسری مسجد کا امام و مؤذن یا منتظم ہو تو مضائقہ نہیں۔ کوئی شخص نماز پڑھ کر جماعت کے وقت مسجد میں آیا، اگر عشاء یا ظہر کی جماعت ہے تو نفل کی نیت سے مل جائے گا۔ (ردالمختار ج ا ص ۶۱۹)

**مسئلہ** :۔ فناء مسجد وہ جگہ ہے کہ اس کے اور مسجد کے درمیان کوئی راستہ نہیں ہو۔ (ایضاً)۔

اقتداء کے باب میں فناء مسجد کا حکم مسجد جیسا ہے۔ (ایضاً)۔

**مسئلہ** :۔ شارع عام کی مسجد میں جس میں بہ پابندی جماعت نہیں ہوتی ہے مسجد ہی کے حکم میں ہے مگر اس میں اعتکاف جائز نہیں ہے۔ (ردالمختار ج ا ص ۶۱۹)

**مسئلہ** :۔ فناء مسجد، خانقاہ، مسجد مدرسہ (مدرسہ کا جو کمرہ نماز کیلئے مخصوص ہے) حوض کے کنارے جو جگہ نماز کیلئے متعین ہے۔ بازار میں جو چبوترہ نماز پڑھنے کیلئے ہے یہ تمام مسجد کے حکم میں نہیں ہیں، حائضہ وغیرہ داخل ہو سکتی ہے۔ (ردالمختار ج ا ص ۶۱۵)

**مسئلہ** :۔ مسجد میں قبیح اشعار پڑھنا مکروہ ہے، مگر حمد و نعت اور نصیحت آمیز اشعار کی اجازت ہے، جبکہ ذاکر و نمازی کا حرج نہ ہو۔ (ردالمختار ج ا ص ۶۱۹)

**مسئلہ** :۔ ذکر بلند آواز سے مسجد میں مکروہ ہے مگر درسِ فقہ دے سکتا ہے بشرطیکہ نمازیوں کو

ایذاء نہ ہو، یہی حکم درسِ حدیث وتفسیر کا ہے۔ (رد المحتار ج ۱ ص ۶۱۸)

**مسئلہ:۔** بوقتِ ضرورت غریب اور گھر والا بھی مسجد میں سو سکتا ہے مگر اجتناب مستحسن ہے۔
(عالمگیری ج ۶ ص ۲۱۵)

**مسئلہ:۔** دنیا کا جو بھی کام ہو مسجد میں کرنا مکروہ ہے۔ (ایضاً)

**مسئلہ:۔** مولی، لہسن اور پیاز وغیرہ بدبودار چیز کچی کھا کر بغیر منہ کی بو صاف کیے مسجد میں آنا مکروہ ہے۔ (ایضاً)

**مسئلہ:۔** جس شخص کے کپڑے، بغل اور جسم سے بدبو آتی ہو اور اس سے دوسروں کو اذیت ہوتی ہو تو ایسے شخص کو دخولِ مسجد سے روکا جا سکتا ہے۔ (ایضاً)

**مسئلہ:۔** ایک شخص نے وصیت کی کہ یہ روپے فلاں مسجد کی تعمیر میں لگائے جائیں تو افضل یہ ہے کہ جس کے لیے وصیت کی ہے اُسی پر خرچ ہو۔ لیکن اگر دوسری مسجد پر صرف کر دیا گیا تو یہ بھی جائز ہے۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ جلد ۳ ص ۱۰۳ بحوالہ سراجیہ)

**مسئلہ:۔** دائمی سودخور کی بنائی ہوئی مسجد میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ جلد ۱ ص ۷۳)

**مسئلہ:۔** کفار کا مال جو کسی نے مکر وفساد اور چوری سے حاصل کیا ہو، اس سے مسجد بنانا جائز نہیں ہے۔ (ایضاً)

**مسئلہ:۔** مسجد رافض (رافضی) میں نماز ادا کرنا درست ہے۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ جلد ۱ ص ۹۵)

**مسئلہ:۔** صرف ''آمین'' پکار کر کہنے والوں کو مسجد سے نکال دینا درست نہیں۔
(فتاویٰ عبدالحیٔ جلد ۱ ص ۷۲)

**مسئلہ:۔** بنی ہوئی مسجد میں سامان رکھنے کیلئے کمرہ بنانا جائز نہیں ہے اور نہ کوئی مسکن۔
(فتاویٰ عبدالحیٔ جلد ۱ ص ۲۹۵)

**مسئلہ:۔** امامِ مسجد میں ہے، اور اس کے اقتداء مسجد سے باہر کسی چھت وغیرہ پر بھی کی جائے جو مسجد کے پہلو میں ہے اور مسجد اور اس کی چھت کے درمیان کوئی راستہ نہیں ہے تو یہ جائز ہے۔ (مبسوط للسرخسی جلد ۱ ص ۲۱۰)

**مسئلہ:۔** اپنے ذاتی مال سے مسجد کی دیواروں پر سونے کا پانی چڑھانا جائز ہے مگر خلافِ اولیٰ ہے۔ (عالمگیری جلد ۶ ص ۲۱۴)

**مسئلہ** :۔ اگر موقوفہ گھر سے مسجد میں داخل ہونے کا کوئی راستہ ہے، امام مسجد اس راستہ سے آسکتا ہے۔ (عالمگیری ص ۲۱۴ جلد ۶)

**مسئلہ**:۔ مؤذن کے لیے جائز ہے کہ مسجد کے موقوفہ کمرہ میں رہے۔ (ایضاً)

**مسئلہ** :۔ مسجد سے متصل امامِ مسجد کا کوئی اپنا مملوکہ گھر ہے یا کرایہ کا، اور وہ یہ چاہے کہ اس سے آنے کے لیے مسجد کی دیوار میں راستہ کھولے تو اس کی اس کو اجازت نہیں ہے۔ (ایضاً)۔

**مسئلہ** :۔ مسجد میں درس تدریس جائز ہے۔ اگرچہ اس کے بوریئے اور اس کی چٹائیاں استعمال میں ہوں۔ (ایضاً)

**مسئلہ** :۔ ایک مسجد کو اہل محلہ نے (کسی شرعی مجبوری کی وجہ سے) دیوار دے کر دو کر دیا اور ہر ایک کے لیے الگ امام مقرر کر دیا، مگر مؤذن ایک ہی رکھا تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن اولیٰ یہ ہے کہ مؤذن بھی دو ہوں گو اہل محلہ کا یہ فعل (ایک مسجد کو دو) بُرا ہے۔

(ایضاً جلد ۶ ص ۲۱۵)

**مسئلہ** :۔ جماعت بڑھانے کے لیے اہلِ محلہ کو اختیار ہے کہ دو مستقل مسجدوں کو ایک کر دیں۔ (ایضاً)

**مسئلہ** :۔ دو مسجدوں کو ایک کرنا تذکیر و تدریس کیلئے جائز نہیں ہے گو یہ کام مسجد میں جائز ہیں۔ (عالمگیری جلد ۶ ص ۲۱۵)

**مسئلہ** :۔ اخراجِ ریح مسجد میں نہ ہو، خروجِ ریح کے وقت ادب یہ ہے کہ مسجد سے نکل جائے۔ (ایضاً)

**مسئلہ**:۔ بے وضو مسجد میں داخل ہونا جائز ہے۔ (عالمگیری جلد ۶ ص ۲۱۵)

**مسئلہ**:۔ داخلِ محراب کا حکم مسجد کا ہے۔ (ایضاً)

**مسئلہ** :۔ کوئی آرہا تھا راستہ میں اس کو سخت سردی لگ گئی جس سے ہلاکت کا اندیشہ ہو گیا وہ مسجد میں چلا آیا اور محسوس کیا کہ آگ جلا کر گرمی حاصل نہ کی گئی تو جان یا عضو کا خطرہ ہے تو ایسی حالت میں وہ مسجد کی لکڑی جلا سکتا ہے۔ کسی دوسرے کی ہو تو اُسے بھی جلا سکتا ہے۔ دونوں کی موجودگی میں مسجد کی لکڑی جلانا اچھا ہے۔ (ایضاً)

**مسئلہ** :- فتنۂ عامہ کے خطرہ سے غلہ اور گھر کے دوسرے سامان کا مسجد میں بند کرنا جائز ہے۔ (ایضاً)

**مسئلہ** :- مسجد میں بیٹھ کر تعویذ بیچنا جسمیں توریت، انجیل یا قرآن پاک کی آیتیں لکھی ہوں جائز نہیں ہے۔ (ایضاً)

**مسئلہ** :- کسی نے مسجد سے گزرنے کی نیت کی، اور داخل ہو کر وسط میں پہنچ گیا، پھر اس نے ندامت محسوس کی تو اس کو چاہئے کہ دو رکعت نماز پڑھے پھر نکلے، اگر ناپاک تھا تو فوراً نکل آئے۔ (ایضاً)

**مسئلہ** :- مسجد میں تنگی پیدا ہو جائے تو لوگوں کو سمٹ کر بیٹھنے کے لیے کہنا اور اُن کا سمٹ کر بیٹھنا جائز ہے۔ (ایضاً)۔

**مسئلہ** :- سخت گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر جماعت پڑھنا مکروہ ہے، البتہ نیچے گنجائش باقی نہ رہے تو چھت پر جا کر اقتداء کر سکتا ہے۔ (ایضاً)

**مسئلہ** :- وقف کی آمدنی سے اذان کے لیے مینار اس وقت بنانا جائز ہے جب ایسا کرنا ضروری ہو مثلاً یہ کہ اہلِ محلہ کو آواز نہ پہنچتی ہو، ورنہ جائز نہیں۔ (ایضاً)

**مسئلہ** :- طالب علم اپنی کتابوں میں مسجد کی گھاس لے کر نشان لگائے تو یہ معاف ہے۔ (عالمگیری جلد ۶ ص ۲۱۶)

**مسئلہ** :- تعمیرِ مسجد کے لیے جمع شدہ روپے میں سے اگر کسی نے ادا کرنے کی امید پر اپنے کام میں خرچ کر دیا جو اس کو نہ کرنا چاہئے تھا، اب اس کو چاہئے کہ اپنے کسی ساتھی کو خبر کر کے جو جانتا تھا ادا کر دے، اور اگر خاموشی سے اس نے مسجد کا مال اپنے کام میں خرچ کیا تھا تو قاضی کو اطلاع دے کر اداء کرے اور قاضی نہ ہو تو یوں بھی ادا کرے تو ((**فیما بینہ و بین اللہ**)) بری الذمہ ہو جائے گا۔ (بحر الرائق جلد ۵ ص ۲۵۱)

**مسئلہ** :- بنی ہوئی مسجد توڑ کر مضبوط و مستحکم بنانا اہلِ محلہ کے لیے اس وقت جائز ہے جب بانی مسجد اہلِ مسجد میں سے ہو، ورنہ نہیں۔ (بحر جلد ۵ ص ۲۵۱)

**مسئلہ** :- مسجد کے اوقاف سے مدرسہ میں خرچ کرنا درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ عبد الحئی جلد ۲ ص ۱۳۶)

**مسئلہ**:۔ امام و مؤذن کی تقرری و انتخاب میں اگر مسجد اور اہلِ محلّہ میں اختلاف ہو جائے تو اگر اہلِ محلّہ کا منتخب کردہ امام و مؤذن بانی مسجد کے منتخب کردہ امام و مؤذن سے بہتر ہو تو اسی کو چنا جائے گا، کیونکہ اہلِ محلّہ ہی کو امام و مؤذن کا نفع و ضرر ہے۔ (کبیری ص ۵۷)

**مسئلہ**:۔ مسجد کے لیے تیل اور چٹائی دونوں کے خریدنے کا ثواب برابر ہے ہاں ان میں جس کو مسجد کی زیادہ ضرورت ہے اس کا خریدنا زیادہ اچھا ہے۔ (ایضاً)

**مسئلہ**:۔ اپنی مسجد میں جماعت چھوٹ گئی، اس لیے جماعت کی اُمید پر دوسری مسجد میں گیا، اس کا یہ فعل افضل ہے۔ مگر مسجد حرام، مسجد نبوی ﷺ اور مسجد اقصیٰ بہر حال خود افضل ہیں (یعنی ان کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں نہ جائیں گے)۔ (کبیری ص ۵۶۹)

**مسئلہ**:۔ اپنی مسجد چھوڑ کر جماعت کے لیے گیا مگر وہاں بھی جماعت نہ ملی تو پھر اپنی ہی مسجد افضل ہے۔ (ایضاً)

**مسئلہ**:۔ مؤذن نے اذان دی مگر کوئی دوسرا آدمی نہ آیا کہ جماعت ہو، ایسی حالت میں مؤذن جماعت کے لیے اپنی مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں نہ جائے گا، بلکہ تنہا بھی پڑھنا پڑے تو بھی اپنی ہی مسجد میں وہ نماز ادا کرے۔ (ایضاً)

**مسئلہ**:۔ اذان ہوئی، نمازی آئے مگر امام نہ آیا تو ان ہی میں سے ایک امامت کرے گا، یہ امام کے نہ آنے کی وجہ سے جماعت کے لیے دوسری مسجد میں نہیں جائیں گے۔ (ایضاً)

**مسئلہ**:۔ اپنی مسجد میں کسی کی تکبیر اولیٰ یا ایک دو رکعت چھوٹ جائے، اور دوسری مسجد میں اس کو ان کے پالینے کی امید ہو تو بھی ان کو اجازت نہیں ہے کہ اپنی مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں جائیں۔ اگر جماعت کا کچھ حصہ بھی اپنی مسجد میں مل گیا تو اس نے فضیلت پالی۔ (ایضاً)

**مسئلہ**:۔ اپنے محلّہ کی مسجد کا امام جب زانی یا سود خور ہو تو ایسی حالت میں اپنی مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں جا سکتا ہے۔ یا اسی طرح کی کوئی اور ناپسندیدہ عادت یا عیب اس امام میں ہے تو بھی دوسری مسجد میں جا سکتا ہے۔ (یا عیب امام کا ایسا جو ہو شرعاً بھی ناگواری کا باعث ہو)۔
(کبیری ص ۵۶۹)

**مسئلہ**:۔ ہر طرح کی بد بو سے مسجد کو محفوظ رکھنا واجب ہے۔ (ایضاً)

**مسئلہ** :۔ اگر رفع فساد کے لیے غیر مقلدین نے دوسری مسجد بنوالی تو توڑنا درست نہیں ہے کیونکہ یہ مسجد ضرار کے حکم میں نہیں ہے، ہاں اگر مقصود تفریق وفساد ہو تو وہ ضرار کے حکم میں ہوگی۔ (فتاویٰ عبدالحئی جلد ۲ ص ۱۵۹)

**مسئلہ** :۔ تاڑی پی کر مسجد جانا، گو نشہ نہ ہو ممنوع ہے اور ایسے شخص کو مسجد سے نکلوا دینا درست ہے۔ (فتاویٰ عبدالحئی جلد ۲ ص ۱۷۶)

**مسئلہ**:۔ سفر سے واپسی میں مسجد میں اُترے اور دو رکعت نماز پڑھے۔ (کبیری ص ۴۱۰)

**مسئلہ** :۔ بانی مسجد مرمت، عمارت، فرش، چٹائی، قندیل، اذان، اقامت اور امامت کا زیادہ حقدار ہے، ایسی ہی بانی کی اولاد اور اس کا خاندان، اس کے مرنے کے بعد (کبیری ص ۵۷۱)

**مسئلہ**:۔ بانی کو یہ حق صلاحیت کی شرط کے ساتھ ہے، ورنہ اس کی رائے کو دخل ہوگا۔

(عالمگیری جلد ۱ ص ۷۰)

**مسئلہ**:۔ مسجد کی دیوار یا چھت پر تیمم جائز ہے۔ مگر بے ادبی سے خالی نہیں (ایضاً) (جلد ۳ ص ۱۳۴)

**مسئلہ**:۔ زکوٰۃ کا مال مسجد میں لگانا درست نہیں ہے۔ (عالمگیری جلد ۳ ص ۲۴۳)

**مسئلہ**:۔ مسجد کا کوئی حصہ نہ تو حصول آمدنی کا ذریعہ بنایا جا سکتا ہے اور نہ مسکن۔

(ردالمختار جلد ۳ ص ۵۱۲)

**مسئلہ** :۔ اجرت دے کر بھی کوئی چاہے کہ مسجد کی دیوار سے فائدہ اُٹھائے تو یہ جائز نہیں ہے، خواہ کوئی بھی فائدہ اٹھانے والا ہو۔ (ایضاً جلد ۱ ص ۵۱۳)

**مسئلہ**:۔ مسجد کی چھت پر وطی، پیشاب اور پاخانہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (ردالمختار جلد ۱ ص ۶۱۴)

**مسئلہ** :۔ بغیر عذرِ شرعی مسجد کو راستہ بنانا مکروہ تحریمی ہے، البتہ بوقتِ مجبوری وضرورت شدید گزرنا جائز ہے مگر اس کی عادت قریب بہ فسق ہے۔ (ایضاً)

**مسئلہ** :۔ جن مصلوں پر اللہ تعالیٰ کے نام ہوں، ان کا بچھانا اور استعمال کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ ص ۷۰)

**مسئلہ** :۔ مسجد میں نجاست داخل کرنا حرام ہے، ایسے ہی جس شخص کے بدن پر نجاست لگی ہو، اس کا مسجد میں داخل ہونا حرام ہے۔ (ردالمختار جلد ۱ ص ۶۱۴)

**مسئلہ:** ۔ مسجد میں جنبی (ناپاک مرد) حیض اور نفاس والی عورت کا داخل ہونا حرام ہے۔
(عالمگیری جلد ۱ ص ۷۰)

**مسئلہ:** ۔ مسجد کے اندر کنواں کھودنا منع ہے، ہاں پہلے سے ہو تو چھوڑ دیا جائے گا۔
(مسجد سے باہر ضرورت کے لیے کھودنا چاہئے)۔ (عالمگیری جلد ۱ ص ۷۰)

(مسجد کے اندر کا مطلب ہے وہ جگہ جو نماز کے لیے مخصوص ہوتی ہے جیسے مسجد کا اندرونی حصہ اور صحن، مسجد کے احاطہ کے اندران کے علاوہ جو جگہ ہے وہ بھی باہر کا حصہ کہا جاتا ہے۔ (مؤلف)۔

**مسئلہ:** ۔ مسجد میں ناپاک مٹی لگانا اور اس کو ناپاک مٹی سے لیپنا ناجائز ہے (ردالمحتار جلد ۱ ص ۶۱۴)

**مسئلہ:** ۔ مسجد میں خرید و فروخت جائز نہیں ہے۔ معتکف کو صرف بھاؤ کرنے کی اجازت ہے مگر بیع نہ ہو۔ (ایضاً)۔ (عالمگیری جلد ۱ ص ۷۰)

**مسئلہ:** ۔ کوئی شخص اگر مسجد میں کسی خاص جگہ آ کر بیٹھتا ہے، اس جگہ دوسرا آ کر بیٹھ گیا تو اس کو وہ اٹھا نہیں سکتا۔ (ردالمحتار جلد ۱ ص ۶۳۰)

**مسئلہ:** ۔ مسجد میں بغیر طہارت داخل ہونا مکروہ ہے۔ (بحر الرائق جلد ۵ ص ۲۵۱)

**مسئلہ:** ۔ مسجد میں فصد لگوانا اور اس طرح پیشاب کرنا کہ پیشاب کسی برتن میں رکھا جائے، تب بھی جائز نہیں ہے۔ (ردالمحتار جلد ۱ ص ۶۱۴)

**مسئلہ:** ۔ مسجد میں جوتا پہن کر داخل ہونا جس سے تلویث مسجد کا اندیشہ ہو جائز نہیں ہے۔ (ص ۶۱۵ ایضاً)

**مسئلہ:** ۔ گندے پچھیرے کا مسجد میں داخل ہونا مکروہ ہے، اسی طرح جذام والے کا۔ ان کو دخولِ مسجد سے روکنا بھی جائز ہے۔ (فتح الباری لابن حجرؒ جلد ۲ ص ۲۳۴)

**مسئلہ:** ۔ ابابیل یا چمگادڑ اپنی بیٹوں (پائخانہ) سے جب مسجد کو گندہ کر رہی ہوں تو اُن کو بچوں سمیت نکال پھینکنا جائز ہے۔ (عالمگیری جلد ۶ ص ۲۱۵)

**مسئلہ:** ۔ پاگل اور بچہ کا مسجد میں داخل ہونا اگر تلویث کا گمان غالب ہو تو حرام ورنہ مکروہ تنزیہی ہے۔ (ردالمحتار جلد ۱ ص ۶۱۵)

**مسئلہ**:۔ مسجد کو ہر گھن والی چیز سے پاک وصاف رکھنا واجب ہے۔ (ردالمختار جلد ۱ص ۶۱۸)

**مسئلہ**:۔ مسجد میں سلائی کرنا مکروہ ہے، لیکن اگر وہ مسجد کی نگرانی کے لیے بیٹھا ہو اور اس سلسلہ میں سلائی بھی کرتا ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (عالمگیری ص ۷۰ ج۱)

**مسئلہ**:۔ دیوار، فرش اور مسجد کی چٹائی پر تھوکنا یا بلغم ڈالنا جائز نہیں ہے (ردالمختار جلد ۱ص ۶۱۸)

**مسئلہ**:۔ مسجد میں ناپاک گارے کی استرکاری مکروہ ہے۔ (ردالمختار جلد ۱ص ۶۱۴)

**مسئلہ**:۔ اُجرت پر کتابت کرنے والے کاتب کیلئے مسجد میں کتابت مکروہ ہے۔ ہاں بغیر اجرت یا اپنے لیے لکھے تو جائز ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ص ۷۰)

**مسئلہ**:۔ مسجد کی دیواروں اور محراب پر لکھنا قرآن پاک کی آیتوں کا مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ مسجد کے منہدم ہونے کی صورت میں توہین کا اندیشہ ہے۔ (ایضا) کتبوں یا رقعوں کا مسجد کے دروازہ پر لٹکانا یا چپکانا مکروہ ہے۔ (ایضاً)

**مسئلہ**:۔ بوقتِ ضرورت گوبر ملی ہوئی مٹی کا لگانا جائز ہے۔ (ردالمختار، ایضاً)

**مسئلہ**:۔ مسجد کا سامان رکھنے کے لیے مسجد کے ساتھ حجرہ بنانا جائز ہے. (عالمگیری ج ۱ص ۷۰)

**مسئلہ**:۔ جو معلم اجرت پر بچوں کو پڑھاتا ہو اور وہ گرمی یا کسی اور مجبوری سے مسجد میں بیٹھے تو مکروہ نہیں ہے۔ (ایضاً)۔ اور بعض لوگوں نے کاتب کی طرح مکروہ کہا ہے۔ (ایضاً)۔

**مسئلہ**:۔ مسجد میں نماز کے علاوہ دوسرے دینی کام کے لیے بیٹھنا جائز ہے۔ لیکن اگر اس کی وجہ سے کوئی چیز غائب ہوگئی تو تاوان دینا ہوگا۔ (ایضاً)

**مسئلہ**:۔ مسجد میں کسی ایک جگہ کو اپنے لیے مخصوص کر لینا مکروہ ہے۔ (ردالمختار جلد ۱ص ۶۲۰)

**مسئلہ**:۔ مسجد میں کوئی نمازی کہیں بیٹھ جائے تو بغیر ضرورتِ شرعی اس کو چھیڑنا اور وہاں سے اُٹھانا جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر عام نمازیوں کو اس سے تکلیف ہو تو اُسے اٹھایا جاسکتا ہے. (ایضاً)

**مسئلہ**:۔ بصورتِ تنگی غیر محلہ والے کو مسجد میں آنے سے روکا جاسکتا ہے۔ کسی کے بیٹھنے سے صف میں خلل ہو تو نمازیوں کو حق ہے کہ اُسے اُٹھادیں۔ (ردالمختار جلد ۱ص ۶۲۰)

**مسئلہ**:۔ اگر مسجد میں تنگی ہو جائے تو عام نمازیوں سے چاہے وہ ذکر و شغل میں مصروف ہوں، سمٹ کر بیٹھنے کی فہمائش کرنا جائز ہے۔ (ردالمختار جلد ۱ص ۶۲۰)

**مسئلہ**:۔ مسجد میں نمازی کی گردن پھاندنا مکروہ ہے۔ (ایضاً)

**مسئلہ**:۔ آج کل مسجد میں پاک وصاف جوتا پہننا بھی بے ادبی ہے۔ (ایضاً)

**مسئلہ**:۔ دنیا کی باتیں مسجد میں نیکیوں کو اس طرح چباڈالتی ہیں جیسے چوپائے گھاس کو یا جیسے آگ لکڑی کو۔ (کشاف جلد ۱ ص ۳۸۷)

**مسئلہ**:۔ دنیا کی باتوں کے لیے مسجد میں بیٹھنا جائز نہیں ہے۔ (عالمگیری ج ۶ ص ۲۱۵)

**مسئلہ**:۔ جو مسجد میں چوری کا عادی ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کو سزا دی جائے اور سخت سزا اور ساتھ ہی قید میں ڈال دیا جائے یہاں تک کہ وہ توبہ کرے۔ (عالمگیری جلد ۳ ص ۱۰۷)

## مسجد میں اضافہ کر کے اس میں نمازِ جنازہ؟

**مسئلہ**:۔ جو حصہ پہلے سے مسجد ہے، اس میں جماعتِ ثانیہ اور نمازِ جنازہ مکروہ ہے، اور جس حصہ کا مسجد میں بعد میں (نمازِ جنازہ) اضافہ ہوا ہے۔ اگر مسجد میں اس جگہ کا اضافہ بہ نیتِ مسجد کیا گیا ہے تب اس پر مسجد کے احکام جاری کریں گے یعنی وہاں پر ناپاک کا جانا منع ہوگا اور جماعتِ ثانیہ مکروہ ہوگی۔

اگر بہ نیتِ مسجد اضافہ نہیں کیا گیا، بلکہ اس غرض سے وہ حصہ بڑھا دیا گیا ہے کہ ضرورت کے وقت وہاں بیٹھ کر بچے بیٹھ کر پڑھ لیا کریں گے یا نمازی زیادہ ہو جائیں تو وہاں بھی کھڑے ہو جایا کریں، لیکن وہ حصہ حصہ مسجد نہیں ہے تو اس پر مسجد کے احکام جاری نہ ہوں گے، وہاں ناپاک کا جانا، جماعتِ ثانیہ، نمازِ جنازہ وغیرہ سب چیزیں درست ہیں، اس کی تحقیق کہ اس حصہ کا اضافہ مسجد کی نیت سے کیا گیا ہے یا نہیں، واقف اور بانی سے کیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۴۷۱ ج ۲)

## مسجد میں قبریں شامل کرنا؟

**مسئلہ**:۔ قبروں کی زمین مملوک ہے یا وقف ہے، اور یہ کہ قبریں نئی ہیں یا پرانی، کہ میت بالکل مٹی بن چکی ہے۔ اگر زمین مملوک ہے اور قبریں بہت پرانی ہیں تو مالک کی اجازت سے اس کو مسجد میں شامل کرنا درست ہے اور اگر قبریں اتنی پرانی نہیں تو مسجد میں شامل کرنا درست

نہیں ہے، کیونکہ اس سے قبروں اور موتی کی توہین ہوتی ہے، نیز موتے کی طرف سجدہ کرنا لازم آئے گا اور اگر زمین وقف ہے اور قبریں پرانی نہیں تب بھی شامل کرنا جائز نہیں ہے۔ اور اگر قبریں پُرانی ہوچکیں کہ میت بالکل مٹی بن گئی، نیز وہاں مُردوں کو دفن نہیں کیا جاتا ہو تو اس کو مسجد میں شامل کرنا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۳۸۹ جلد اول و ص ۱۷۳ جلد ۱۰ بحوالہ زیلعی ص۲۳۶ جلد ا و فتاویٰ رحیمیہ ص ۸۴ جلد ۶)

**مسئلہ** :۔ اگر وہ زمین جس میں قبریں ہیں کسی کی مملوک ہے تو مالک کی اجازت سے اس جگہ کی قبریں برابر کر کے مسجد میں شامل کرنا درست ہے، اور ان قبروں کی اینٹوں کو بھی مالک کی اجازت سے مسجد میں صرف کرنا جائز ہے، بشرطیکہ قبریں اتنی پرانی ہوں کہ اب ان میں میت موجود نہ ہو بلکہ مٹی بن چکی ہو۔ اور اگر وہ جگہ قبروں کے لیے وقف ہو تو اس کو مسجد میں شامل کرنا درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۷۳ جلد ۱۰)

**مسئلہ** :۔ مسجد کے احاطہ میں مسجد کی وقف زمین میں میت کو دفنانا درست نہیں ہے۔ جو زمین مسجد کیلئے وقف ہو، اس پر سوائے مصالح مسجد کے اور کوئی تصرف جائز نہیں ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص۹۳ جلد ۶ و کفایت المفتی ص ۱۰۸ ج ۳)

## مسجد کے روپیہ سے قبرستان کے لیے زمین خریدنا؟

سوال :۔ مسجد کے قریب زمین ہونے کی وجہ سے قبرستان کی نیت سے متولی صاحب نے قبرستان کے لیے خرید لی مسجد کے روپیہ سے؟

جواب :۔ اس زمین کو خریدنے کے لیے جتنا روپیہ مسجد کا خرچ ہوا وہ سب روپیہ مسلمان چندہ کر کے مسجد کو دے دیں اور اس زمین کو قبرستان ہی رکھیں۔ مسجد کے روپیہ سے قبرستان کے لیے زمین خریدنے کا حق نہیں ہے، لہٰذا مسجد کا روپیہ وصول ہونا ضروری ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۵۷ جلد ۱۲)

## مسجد کے اطراف میں مسجد سے اونچا مکان بنانا؟

سوال :۔ مسجد کے سامنے قبلہ والی دیوار کے متصل مسجد سے اونچا مکان بنا سکتے ہیں

یا نہیں؟ نیز بقیہ تین جہتوں میں مسجد سے اونچا مکان بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:۔ مسجد کے ارگرد مسجد کی عمارت سے اونچے مکانات بنانا جائز ہے، اس سے مسجد کے بے حرمتی نہیں ہوتی۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۴۱ جلد ۱۰)

## احاطۂ مسجد میں واقع قبرستان میں امام کے لیے کمرہ بنانا؟

سوال:۔ مسجد کے احاطہ میں قبرستان شامل ہے جو تقریباً تیس سال سے دفن کے لیے بند ہے، قبرستان کی اس حد میں امام صاحب کی رہائش کے لیے ایک کمرہ بنایا گیا ہے تو کیا درست ہے؟

جواب:۔ احاطۂ مسجد میں قبرستان کا یہ قطعہ وقف ہے، کسی کا مملوک نہیں ہے، اس پر امام صاحب کی رہائش کے لیے کمرہ اور اس میں غسل خانہ و پیشاب خانہ بنانا قطعاً جائز نہیں، اس کے بنانے والے اور اس میں رہنے والے دونوں سخت گنہگار ہونگے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۴۸ جلد ۱۰)

## پُرانے قبرستان کو مسجد بنانا؟

**مسئلہ** :۔ اگر وہ قبرستان مملوکہ زمین ہے اور اس میں قبریں اس قدر پرانی ہیں کہ میت ان میں بالکل مٹی بن گئی تو ان قبروں کو توڑ کر زمین ہموار کر دینا، اور وہاں مسجد، مدرسہ، دوکان سب کچھ بنانا درست ہے۔

میت کے مٹی بن جانے کے بعد قبر کے احکام بدل جاتے ہیں۔ اگر میت مٹی نہیں بنی تو وہاں مسجد وغیرہ بنانا اور قبر کو توڑنا ناجائز ہے۔ ایسی حالت میں قبر کا احترام ضروری ہے قبر کو سامنے کر کے نماز پڑھنا ناجائز ہے۔ بلکہ اس کے قریب بھی نماز پڑھنے سے احتیاط چاہئے کہ بعض صورتوں میں کراہت زیادہ ہوتی ہے بعض میں کم۔

اگر وہ قبرستان پرانا وقف ہے اور اب وہاں مُردے دفن نہیں ہوتے دوسرا قبرستان موجود ہے اور قبرستان کے بیکار پڑے رہنے سے اندیشہ ہے کہ اس پر دوسرے لوگ غلط قبضہ کر لیں گے اور وہاں مسجد بنانا مناسب ہے تو مسلمانوں کے باہم مشورہ سے مسجد بنانا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۹۸ ج ۶ بحوالہ تبیین الحقائق ص ۲۴۶ جلد ا و فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۲ جلد ۱۸)

**مسئلہ:۔** نمازی کے سامنے اگر کوئی قبر آگے کی طرف یعنی بجانب قبلہ نہیں ہے جو نمازی کے سامنے واقع ہوتی ہو تو ایسی مسجد (جگہ) میں نماز پڑھنا بلا کراہت درست ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۴۹ جلد ۴ بحوالہ در مختار ص ۳۵۳ ج ۱ باب الصلوٰۃ)

## مسجد کی بوسیدہ چٹائی قبر میں رکھنا؟

**مسئلہ:۔** قبر میں میت کے نیچے چٹائی بچھانا مکروہ ہے۔ مسجد میں اگر کسی نے چٹائی لا کر بچھادی اور اب وہ بوسیدہ ہوگئی اور مسجد میں استعمال کے قابل نہ رہی تو بچھانے والے اصل مالک کو اختیار ہے کہ جو چاہے کرے۔ اگر مسجد کے پیسے سے خریدی گئی تو اس کو مسجد کے کسی کام میں، یا فروخت کر کے اس کا پیسہ مسجد میں خرچ کر دیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۸۵ ج ۱۴)

## قبرستان کی خالی زمین کی آمدنی مسجد میں؟

سوال:۔ چند آدمیوں نے مل کر کچھ زمین قبرستان کے نام پر دے دی ہے۔ اب اس زمین کے کچھ حصہ میں تو قبریں ہیں اور کچھ خالی ہے۔ تو جو حصہ خالی ہے۔ اس میں کاشت کر کے اس کی آمدنی مسجد میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:۔ قبرستان کے لیے زمین دیتے وقت اگر یہ کہہ دیتے کہ اس کی خالی زمین کی پیداوار مسجد میں دی جائے۔ تب تو اجازت ہو جاتی، مگر اس وقت انہوں نے ایسا نہیں کیا، اب اس کی اجازت نہیں۔ بلکہ اس کی پیداوار قبرستان ہی پر صرف کی جائے۔ لیکن اگر وہاں ضرورت نہیں اور کوئی قبرستان بھی حاجت مند نہیں، اور آمدنی کے روپے کا تحفظ دشوار ہے تو پھر سب کے مشورہ سے مسجد میں صرف کر سکتے ہیں۔ اس کا بھی لحاظ رہے کہ اس خالی جگہ میں کھیتی کرنے سے کہیں دوسروں کے قبضہ میں آ کر وقف ہی ختم نہ ہو جائے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۲ جلد ۱۸)

**مسئلہ:۔** اگر وہ جگہ (قبرستان) مسجد کی ہے اور قبریں اتنی پرانی ہیں کہ میت ان میں باقی نہیں بلکہ مٹی بن چکی ہے تو باہمی مشورہ سے وہاں دوکانیں تعمیر کرا کر، کرایہ پر دینا اور وہ کرایہ ضروریاتِ مسجد، تعمیر، تنخواہ امام و مؤذن میں صرف کرنا درست ہے۔ جب قبر پرانی ہو جائے

اور میت مٹی بن جائے تو قبر کا حکم باقی نہیں رہتا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۹۵ جلد ۱۸)

## غیر آباد مسجد میں میت دفن کرنا؟

**مسئلہ** :۔ اگر مسجد فی الحال ویران ہے یعنی اس میں نماز نہیں ہوتی، تاہم اس سے اس کی مسجدیت میں فرق نہیں آتا، اس کی مسجدیت ہمیشہ برقرار رہے گی۔ اس لیے اس میں مُردوں کو دفن کرنا ناجائز ہے کیونکہ یہ غرض بانی وواقف واحترام مسجد کے خلاف ہے لیکن اگر عدم واقفیت کی بناء پر کسی کو مسجد میں دفن کر دیا گیا ہے تو اس کو قبر کھود کر نکلوانے کی ضرورت نہیں کہ اس سے میت کی توہین ہے اور نبشِ قبر بلا حق آدمی کے ناجائز ہے۔ اور یہاں پر کسی کا حق خدمت نہیں ہوتا۔ واقف کا اس لیے نہیں کہ اس کی ملکیت نہیں رہی، عام مسلمانوں کا اس لیے نہیں کہ وہ اس میں نماز نہیں پڑھتے۔ غیر آباد ہے۔ لہٰذا آئندہ کے لیے مسجد کی حفاظت کر دی جائے کہ کوئی اور میت دفن نہ ہو، اور دفن شدہ میت کو نہ نکالا جائے کہ چند روز میں قبر خود زمین کے برابر ہو جائے گی اور میت کے پُرانا ہونے پر قبر کو زمین کو ہموار کرنا اور اس پر چلنا اور نماز پڑھنا درست ہو جائے گا۔

اگر اس سے پہلے وہ مسجد آباد ہو جائے تو قبر پر کھڑے ہو کر یا اس کی جانب رُخ کر کے نماز نہ پڑھیں اگر گنجائش نہ ہو اور جگہ کی تنگی ہو تو پھر قبر کو ہموار کر دیا جائے کہ اس صورت میں نمازیوں کا جن کے لیے مسجد وقف ہے۔ حق فوت ہوتا ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۷۶ جلد ۶ بحوالہ درمختار ص ۶۰۲ جلد ۱)

**مسئلہ** :۔ مسجد کے مغربی گوشے میں دیوار کے باہر قبریں ہوں تو اس سے نماز میں کراہت نہ ہوگی۔ کیونکہ دیوار مغربی مسجد کی حائل کافی ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۱۰۷ جلد ۴ بحوالہ غنیۃ ص ۳۵۰)

## داخلِ مسجد میں مردے دفن کرنا؟

**مسئلہ** :۔ مسجد جس جگہ قرار پائی جاتی ہے اس کے بعد اس میں کسی قسم کا تصرف شرعاً درست نہیں ہوتا ہے اور جب نمازِ جنازہ کا حکم بھی یہ ہے کہ وہ خارجِ مسجد ادا کی جاتی ہے تو مسجد میں تدفین شرعاً کیسے درست ہو سکتی ہے۔ (یعنی داخلِ مسجد تدفین درست نہیں ہے)۔

(نظام الفتاویٰ ص ۳۰۴ جلد اول بحوالہ شامی ص ۳۷۶ ج ۱ کتاب الوقف)

# دربارِ الٰہی کے آداب

اب تک خانۂ خدا سے متعلق جو کچھ عرض کیا گیا۔ اس سے یہ امر بالکل منقح ہو گیا ہو گا کہ اس دربار کی کچھ اور ہی خصوصیت ہے اور اس کا امتیازی شان بہت اونچا ہے، تو جس مقدس گھر کی شان و شوکت اور وقعت و عزت کا عند اللہ یہ حال ہو، یقینی طور پر اس کے آداب بھی اسی اعتبار سے بلند ہونگے۔ اور ان کا بجالانا بھی اسی قدر ضروری ہو گا۔

دنیا کے معمولی درباروں کا حال آپ کو معلوم ہے کہ اپنی اپنی حیثیت کے مطابق اس کے کچھ خاص آداب ہوتے ہیں جن کی بجا آوری ہر اس شخص پر لازم ہوتی ہے جو وہاں آئے بادشاہ وقت اور اس کے حکام کے اجلاس کے قوانین منضبط ہوتے ہیں۔ اور ان کی خلاف ورزی کی حالت میں سزائیں متعین ہوتی ہیں خواہ وہ جرمانہ کی سزا ہو یا قید و بند کی۔

دنیاوی حکام کے اجلاسوں کے آداب جنہیں ہم رات دن اپنی اپنی زندگی میں برتتے ہیں انکو سامنے رکھ کر ہمیں غور کرنا چاہئے کہ اس دربار کی عزت و وقعت کا کیا حال ہو گا جو انسانوں کا نہیں۔ بلکہ ان کے خالق و مالک کا گھر کہلاتا ہے۔ جو احکم الحاکمین کے روبرو ہونے کا مقام ہے اور جو اسی کے آگے سجدہ کرنے کیلئے مخصوص ہے۔

قرآن پاک میں اس گھر کا تذکرہ جس عنوان سے کیا گیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس کی رفعت اور علو مرتبہ کی بڑی مدح سرائی کی گئی ہے۔ اس کی صفائی و پاکی کی بار بار تاکید بیان کی گئی ہے اور اس کے آداب کی طرف نمایاں اشارے کیے گئے ہیں۔ اور رسول الثقلین ﷺ نے تو نہایت تفصیل کے ساتھ ایک ایک چیز کو بتایا ہے۔ اور ساتھ ہی ان احکام کی جو مسجد کے باب میں آئے ہیں خلاف ورزی پر وعیدیں سنائی گئی ہیں۔

## مسجد کی حاضری رحمتِ الٰہی کا ذریعہ ہے

ایک دفعہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سات شخصوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں اس دن پناہ دے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی اور سایہ ہی نہ ہو گا۔ ان سایہ میں ایک وہ شخص ہو گا کہ وہ جب مسجد سے نکلتا ہے تو واپسی تک اس کا دھیان اسی طرف لگا رہتا ہے۔

ایک حدیث ہے کہ جو شخص مسجد میں داخل ہوا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں ہے۔ رب العزت اسے نقصان، خسران وغیرہ سے محفوظ رکھتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص کو دیکھو کہ مسجد سے محبت کرتا ہے اور اس کی خدمت کرتا ہے۔ اس کے مؤمن ہونے کی شہادت دو۔ (مشکوٰۃ باب المساجد)

حدیث میں ''تعاہد'' کا لفظ آیا ہے، جس کے معنی مسجد کی نگہداشت وخبر گیری کرنا، اس کی محافظت ومرمت کرنا، جھاڑو دینا، نماز پڑھنا، عبادت میں مشغول رہنا، ذکر کرنا، علومِ دینی کا درس دینا ہے۔ (فتاویٰ عبدالحیؒ ص ۳۱ جلد ۳)

ایک دفعہ آپ ﷺ نے مسجد جانے والوں کے متعلق فرمایا کہ وہ رحمتِ الٰہی میں غوطہ لگانے والے ہیں۔ ایک دوسرے حدیث میں ہے کہ وہ مجاہد فی سبیل اللہ ہیں۔

(کنز العمال ص ۱۱۰ جلد ۳)

ایک بار آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کو جو تاریکی میں مسجد میں حاضر ہوتے ہیں نور کامل کی بشارت سنائی۔ (( بشر المشائین فی الظلم الی المساجد بالنور التام یوم القیامة. رواه الترمذی)) تاریکی میں مسجد کی طرف جانے والوں کو نورِ کامل کی بشارت دو جو قیامت کے دن حاصل ہوگا۔ (مشکوٰۃ باب المساجد)

## مسجد کی قربت

اس گھر کی بڑائی کا یہ حال ہے کہ اس کا فیض وکرم پڑوس کو بھی محروم نہیں کرتا، رحمت کی چھینٹیں اُڑ کر اُن پر بھی پڑتی رہتی ہیں۔ جس سے ان کا درجہ بھی کہاں سے کہاں پہنچ جاتا ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے۔:

(( فضل الدار القربیه من المسجدعلی الشاسعة
کفضل الغازی علی القاعد ))۔ (کنزل العمال ص ۱۳۸ ج ۴)

مسجد سے جو گھر قریب ہیں، ان کی فضیلت دور والے گھر پر ایسی ہے جیسی نماز کو گھر بیٹھنے والے پر فضیلت حاصل ہوتی ہے۔

دیکھا آپ نے پڑوس کا مرتبہ بھی کتنا اونچا ہوگا، یہ قریب اور آس پاس کے مکانات

اپنے دوسرے مکانات پر سبقت لے گئے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو، جہاں رحمتِ الٰہی کی بارش ہوتی ہے، جو جلوہ گاہِ خداوندی ہے۔ اور جس کو دنیا کی جنت کہا گیا ہے، یقیناً اس کا پڑوس بھی اس سے کچھ نہ کچھ تو نفع اندوز ہوگا ہی۔

مگر اس کے ساتھ قدرت کا یہ انصاف بھی ہے کہ جو مسجد سے دور رہتے ہیں ان کو بھی محروم نہیں کیا ہے بلکہ ان کو بھی اس طرح یہ حصہ عطا کیا ہے، آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

**((ان اعظم الناس اجراً فی الصلوٰۃ ابعدھم الیھا ممشی فابعدھم والذی ینتظر الصلوٰۃ حتی یصلیھا مع الامام اعظم اجراً من الذی یصلیھا ثم ینام)).** (مسلم باب کثرۃ الخطا الی المساجد وفضل المشی الیھا ص ۲۳۰)

زیادہ اجر اُن کے لیے ہے جو دور دور سے چل کر آتے ہیں اور جو مسجد میں آکر جماعت سے نماز پڑھتے ہیں وہ تنہا نماز پڑھ کر سونے والے سے بہتر ہیں۔

اس حدیث میں ان لوگوں کے لیے تسلی و تسکین کا مواد فراہم کیا گیا ہے ہے جو مسجد سے دور بستے ہیں۔ اور پڑوس کی محرومی کا تدارک اس ثواب عظیم سے کیا گیا ہے جو دُور سے چل کر آنے میں ہوتا ہے اور اس چلنے کے ثواب کی کثرت کا یہ حال ہے کہ کوئی قدم ثواب سے خالی نہیں ہے۔

## مسجد میں آمد کا ثواب

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہمارا گھر مسجد سے دوری پر تھا، ایک موقع پر میں نے ارادہ کرلیا کہ اپنا گھر بیچ ڈالوں اور چل کر مسجدِ نبوی ﷺ کے پڑوس میں (جس حد تک ممکن ہو) جا بسوں، لیکن آنحضرت ﷺ نے مجھے اس ارادہ سے روک دیا اور فرمایا: ((ان لکم بکل خطوۃ درجۃ)) (مسلم باب کثرۃ الخطا الی المساجد ص ۲۳۵ ج ۱)۔

بے شک تمہارے لیے ہر قدم پر ایک درجہ ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مسجدِ نبوی ﷺ کے پڑوس میں کچھ جگہ خالی ہوئی۔ قبیلہ بنو سلمہ جو مسجد سے دوری پر آباد تھا اس کا ارادہ ہوا کہ پڑوس میں آکر آباد ہوا اور پہلی جگہ چھوڑ دے، یہ خبر جب آنحضرت ﷺ کو ہوئی تو آپ ﷺ نے ان سے اس کے متعلق

سوال کیا، انہوں نے اثبات میں جواب دیا، آپ ﷺ نے جب ان کا یہ ارادہ دیکھا تو ان سے کہا:

((یابنی سلمة دیارکم تکتب اثارکم ))(مسلم باب کثرۃ الخطاالی المساجدوفضل المشی الیھا۔ ۲۳۵ج) اے بنی سلمہ اپنے مکانوں کولازم پکڑو تمہارے نشانِ قدم لکھے جائیں گے۔

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے ان کو ترغیب دی کہ جہاں تھے وہیں، دوری سے نہ گھبرائیں، یہ دوری بھی باعثِ ثواب بنتی ہے یعنی وہاں سے چل کر جب مسجد آنا ہوتا ہے تو چلنا زیادہ پڑتا ہے اور اسی اعتبار سے ثواب میں اضافہ ہوتا ہے، کیونکہ یہاں ہر قدم پر نیکی لکھی جاتی ہے پھر یہ بھی ایک پُر لطف بات ہے کہ آدمی جب گھر سے باوضو مسجد کے لیے نکلتا ہے تو گویا وہ نماز ہی میں ہوتا ہے اس طرح اجر میں کچھ اور اضافہ کی توقع ہے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((الابعدفالابعدمن المسجداعظم اجراً. (ابوداؤد باب ماجاء فی فضل المشی الی الصلوٰۃ)۔))

مسجد سے جو جس قدر دور ہوتا ہے اور وہ آتا ہے اس کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے۔

ایک دفعہ رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب کوئی پاک وصاف ہوکر باوضو کسی مسجد کے لیے چلتا ہے کہ فریضہ ادا کرے تو ایسے شخص کا ایک قدم گناہ کو مٹاتا ہے اور دوسرا درجہ کہ بلندی کا ذریعہ ہوتا ہے۔ (مسلم شریف ص ۲۳۵ جلد ۱)

## مسجد میں جانے کا مسنون طریقہ

گھر سے جب چلنے لگے تو پہلے وضو کرلیا جائے، کیونکہ سنت طریقہ یہی ہے، نبی کریم ﷺ نے جہاں جماعت کی نماز میں ثواب کی زیادتی کا ذکر فرمایا۔ ہے وہاں یہ مصرح ہے کہ ثواب کی زیادتی اس وجہ سے ہے کہ وضو کیا اور اس کے بعد خالص نیت سے مسجد روانہ ہوا۔ اور انہی آداب کے ساتھ چلنے پر درجہ کی بلندی اور گناہ کی معافی کی بشارت ہے۔

(بخاری ص ۶۹ جلد اول)

ضرورت بھی ہے کہ دربار خداوندی کے لیے پوری تیاری کے ساتھ چلیں، کپڑے بھی صاف ہوں، بدن بھی پاک ہو اور اعضاء وضوء جو وہاں جا کر نمایاں طور پر مصروف

مناجات اور اظہار تذلل میں پیش پیش ہوں گے، صاف ستھرے اور پاکیزہ ہوں۔

روانہ ہوتے ہوئے ایک نظر اپنی ظاہری ہیئت پر بھی ڈال لی جائے اور یہ یقین کرتے ہوئے کہ ہم ایک عظیم المرتبت دربار کو جا رہے ہیں، اتنا عظیم المرتبت کہ اسے دنیا کی جنت سے تعبیر کیا جائے تو مبالغہ نہیں۔ حدیث اوپر گزر چکی ہے کہ جس میں ان درباروں کو جنت کا باغ کہا گیا ہے، اس لیے جہاں ہر طرح کی نجاست حقیقی اور حکمی سے پاک ہو کر جانا ضروری ہے، ادب یہ بھی ہے کہ ظاہری ہیئت عمدہ سے عمدہ ہو، ایسی عمدہ جو شریعت کی نظر میں خراجِ تحسین حاصل کر سکے۔

حتی المقدور کپڑے پاک وصاف ہونے کے ساتھ عمدہ ہوں۔ کرتہ کی آستیں پوری ہو، اگر قدرت نے وسعت عطا کی ہے تو خوشبو مل لیں، تا کہ پسینہ وغیرہ کی بو بالکلیہ جاتی رہے اور فرشتوں کو کوئی اذیت نہ پہنچنے پائے، ارشادِ ربانی ہے: **((یابنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد. اعراف: ۳))**

اے آدم کی اولاد! تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس زینت پہن لیا کرو۔

یعنی جب عرض ونیاز کے لیے مناجات وسرگوشی کے لیے دربار الٰہی میں آؤ تو صاف ستھرا لباس زیب تن کر لیا کرو جو پاک وصاف اور شرعی حدود کے مطابق ہو، تم احکم الحاکمین کے سامنے اس کے دربار میں حاضری دے رہے ہو تو ظاہری آداب کا بھی پورا پورا لحاظ رکھو، تا کہ ظاہری طور پر بھی کسی کو بے ادبی کا شبہ نہ ہو سکے، یہ درست ہے کہ وہ پہلے دل کی گہرائی کو دیکھتا ہے مگر دل کی صفائی کا اثر جسم پر بھی ہونا ضروری ہے اس میں ذرہ بھر شک نہیں کہ دل کی ویرانی کے ساتھ جو زیب وزینت ہوتی ہے وہ کسی درجہ میں مطلوب نہیں، لیکن موجودہ دور میں دین کی رسمی محبت کی وجہ سے لباس میں جو بے پرواہی ہوتی ہے وہ بھی کسی درجہ میں پسندیدہ نہیں ہے۔

اس آیت سے مسجد کے لیے حسنِ ہیئت کا حکم بھی مستفاد ہوتا ہے جو مسجد کی بزرگی واحترام کا ایک دل نشین طریقہ ہے۔ تفسیر ابنِ کثیر میں ہے، اس آیت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نماز کے وقت ہیئت اچھی سے اچھی ہونی چاہئے۔ (ابنِ کثیر ۲۱۰ جلد ۱۲)

## مسجد میں وقار واطمینان سے آئے

مسجد آتے ہوئے یہ خیال رہے کہ ہم ایک بڑی عبادت کے لیے بڑے گھر کی طرف جارہے ہیں، اس لیے رفتار پوراوقار، اعتدال اور سکینت نمایاں ہو، ایسی رفتار ہرگز نہ اختیار کی جائے جس سے دیکھنے والا ہلکاپن محسوس کرے اور عام نظروں میں مضحکہ خیز حد تک پہنچ جائے، ساتھ ہی یہ بات بھی ہے کہ نماز کا ارادہ کرنا بھی نماز ہی کے حکم میں ہے، لہٰذا راستہ چلتے ہوئے لہو ولعب، ہنسی مذاق اور ناجائز چیزوں پر نظر سے پرہیز کیا جائے اور یہاں بھی حتی الوسع نماز کے خلاف امور سے پورا اجتناب کیا جائے۔ نگاہ نیچی، دل میں محبت وخشیت اور امید وبیم کی کیفیت طاری ہو، چہرہ پر تواضع اور تذلل کے آثار ہوں، مگر یہ سب کسی اور کے لیے ہرگز ہرگز نہ ہو، محض رب العالمین کے لیے ہو۔ اس سلسلہ میں نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

**((اذا سمعتم الاقامة فامشوا الی الصلوٰة وعلیکم بالسکینة والوقار ولا تسرعوا.))**. (باب ما ادرکتم فصلوا) جب تم اقامت سنو تو نماز کے لیے اس طرح چلو کہ تم پر سکینت ووقار طاری ہو، اور دوڑو مت۔

**((واتوھا وعلیکم السکینة فما ادرکتم فصلوا وما فاتکم فاتموا فان احدکم اذا کان یعمد الی الصلوٰة فھو فی الصلوٰة))**. (مسلم باب استحباب اتیان الصلوٰة)۔ نماز کے لیے اس طرح آؤ کہ تم پر وقار واطمینان ہو، جو پالو پڑھ لو، اور جو چھوٹ جائے اسے پورا کرلو، جب تم میں کوئی نماز کا ارادہ کرتا ہے تو وہ حکماً نماز ہی میں ہوتا ہے۔

## مسجد میں پیدل آئے

مسجد میں پیدل چل کر آنا چاہیے، بغیر عذر شرعی سواری سے آنا اچھا نہیں، تاکہ ہر قدم کا اجر نامۂ اعمال میں لکھا جائے، جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے، آنحضرت ﷺ کا دستور بھی یہی معلوم ہوتا ہے، پھر یہ کہ پیدل مسجد میں آنا باعثِ کفارۂ گناہ ہے۔

# مسجد میں پہلے دایاں پیر داخل کرے

راستہ اس طرح طے کر کے دروازے پر پہنچ جائیں تو ذرا قلب وجگر تھام لیں کہ اب بہت ہی بڑے دربار میں داخلہ ہو رہا ہے، علمائے سلف اور صوفیائے کرامؒ کے حالات میں میری نظر سے ایسے واقعات گزرے ہیں جن کا تصور بھی آج کل مشکل ہی سے ہو سکتا ہے۔ بعض بزرگانِ دین کا مسجد کے دروازہ پر پہنچ کر رنگ بدل جاتا تھا اور ان کی عجیب کیفیت ہو جاتی تھی۔

بہرحال داخل ہوتے ہوئے مسجد میں پہلے دایاں پیر رکھیں، پھر بایاں۔ اور فارغ ہو کر جب نکلنے لگیں تو اس کے خلاف کریں، یعنی پہلے بایاں پیر نکالیں، پھر دایاں۔ مگر جوتا وغیرہ پہلے داہنے ہی پیر میں پہنیں کہ طریقۂ مسنونہ یہی ہے:

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ سنت ہے کہ جب مسجد میں تو داخل ہو تو پہلے دایاں پاؤں ڈال اور جب نکلے تو پہلے بایاں پیر نکال۔ (فتح الباری ص ۳۵۳ ج ۱)

صحابۂ کرامؓ کا اسی پر عمل رہا اور ادب کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ نسبتاً دائیں کو بائیں پر فضیلت ہے۔

دایاں پاؤں رکھتے ہوئے یہ دعاء پڑھی جائے:۔

((اللهم افتح لی ابواب رحمتک))

اے اللہ! مجھ پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

اور جب باہر نکلیں تو بایاں پاؤں پہلے نکالیں اور یہ دعاء پڑھے:۔

((اللهم انی اسئلک من فضلک.))

اے میرے اللہ! تجھ سے تیرے فضل وبخشش کی درخواست کرتا ہوں۔

مسجد میں پہنچ کر دیکھے کہ لوگ جمع ہیں تو سلام کرے اور اگر کوئی موجود نہ ہو تو اس طرح سلام کرے:((السلام علینامن ربناوعلیٰ عباداللہ الصالحین.))

(اسلام کا نظامِ مساجد از مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند)

# دربارِ الٰہی کی صفائی

انسان طبعاً نفاست پسند واقع ہوا ہے۔ ہر شخص اپنی وسعت بھر چاہتا ہے کہ وہ خود بھی پاکیزہ رہے، اس کا گھر بھی صاف ستھرا رہے اور اس کی ہر چیز سے نفاست ٹپکے، پھر جو جس مرتبہ کا ہے اس کی صفائی بھی اسی کی انداز کی ہوتی ہے۔

ان چیزوں کو سامنے رکھ کر یہ مسئلہ آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے کہ مسجد دربارِ الٰہی اور خانۂ خدا ہے، اس کی صفائی کس قدر ضروری ہے، کیونکہ یہ وہ جگہ ہے جو عند اللہ محترم ہے اور جہاں مسلمان اپنے مولیٰ کی عبادت کے لیے اچھی سے اچھی ہیئت میں جمع ہوتے ہیں، اور حاضری کے وقت ان اعضاء کو عموماً دھو کر آتے ہیں جن پر گرد وغبار کے اُڑ کر پڑنے کا اندیشہ ہے۔

# صفائی کا ثبوت قرآن سے

ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ یہ صفائی ہر چیز کی طرح اعتدال پر ہو، اور افراط وتفریط سے پاک ہو، نہ اس قدر اسے بڑھایا جائے کہ حدِ تزحرف کو پہنچ جائے اور نہ ایسی بے توجہی برتی جائے کہ گرد وغبار سے اَٹ جائے۔ اس اعتدال پر رہ کر اس کی پاکیزگی اور نفاست کا خیال از بس ضروری ہے۔

﴿وَعَهِدْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ﴾ (بقرہ)

ہم نے ابراہیم و اسمٰعیل (علیہم السلام) سے عہد کیا کہ وہ دونوں میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع وسجدہ کرنے والوں کے لیے پاک وصاف رکھیں۔

یہ آیت شانِ نزول میں گو خاص ہے مگر بابِ احکام میں عام ہے، اور مفسرین نے اسی وجہ سے اس آیت کے ضمن میں لکھا ہے کہ مسجدوں کو ہر طرح پاک وصاف رکھنا ضروری ہے، ظاہری، باطنی، اعتقادی، معنوی ہر اعتبار سے پاکی کامل ہو، نہ انجاس واصنام ہوں اور نہ عصیان وطغیان۔ پھر غور کیجئے خانۂ خدا کی طہارت اور صفائی کا حکم جلیل القدر نبیوں کو ہو رہا ہے، جو بیت اللہ اور مسجدوں کی عظمتِ شان کا بہت بڑا مظاہرہ ہے۔

# مسجد کی صفائی کے فضائل

مسجد کی صفائی کے فضائل حدیثوں میں بے شمار ہیں، یہاں اس سلسلہ کی صرف چند حدیثیں پیش کی جاتی ہیں جو اس مسئلہ کے ثبوت کے لیے کافی ووافی ہے، ایک دفعہ رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا:

**((عرضت علی اجور امتی حتی القذاة یخرجها الرجل من المسجد ))**۔ (مشکوٰۃ عن الترمذی وابی داؤد ج ا ص ۶۹) مجھ پر میری اُمت کے اجر پیش کیے گئے، یہاں تک کہ وہ کوڑا بھی جو کسی نے مسجد سے باہر کیا تھا۔

عربی داں جانتا ہے کہ قذاۃ کے لفظ میں کس قدر فصاحت وبلاغت ہے، قذاۃ اس تنکے کو کہتے ہیں جو آنکھ میں پڑ جائے۔ تنکے کے پڑنے سے جو تکلیف ہوتی ہے وہ سب جانتے ہیں اور اسے نکالنے کی جس قدر جلد سعی پیہم کی جاتی ہے، وہ بھی کسی سے مخفی نہیں تو گویا اس لفظ کو لاکر اس طرف اشارہ کیا گیا کہ کوڑا کرکٹ مسجد کے لیے ایسی ہی اذیت کا باعث ہے جیسے تنکا آنکھوں کے لیے اس لیے اسے جلد سے جلد صاف کیا جائے، دوسرے یہ کہ معمولی گندگی بھی مسجد میں نہ ہونی چاہیے۔

# سرکارِ دو عالم ﷺ کی خدمتِ مسجد

حضرت انسؓ خادمِ رسول اللہ ﷺ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ آپ کی نظر بلغم پر پڑ گئی جو قبلۂ مسجد میں کسی نے ڈال دیا تھا، یہ دیکھ کر آپ ﷺ کو بڑی اذیت ہوئی اور اس اذیت وناگواری کا اثر چہرۂ مبارک پر آگیا، پھر خود اُٹھے اور اپنے دستِ مبارک سے اُسے صاف فرمایا۔ اس کے بعد صحابۂ کرامؓ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ لوگو! تم میں کوئی جب نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو گویا وہ اپنے پروردگار سے سرگوشی کرتا ہے اور اس کے اور قبلہ کے درمیان رب العزت اپنی رحمت ورضا کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے، اس لیے کوئی اپنے سامنے نہ تھوکے، نماز میں تھوکنے کی ایسی ہی مجبوری لاحق ہو تو بائیں جانب یا پاؤں کے نیچے ڈال سکتا ہے، پھر آپ ﷺ نے مَل کر کے اسے بتایا، اپنی چادر مبارک کے ایک کنارے کو لیا، اس پر

تھوکا اور مَل دیا، پھر فرمایا ایسا ہی کرے۔ (بخاری جلد ا ص ۵۸)

## مسجد میں تھوکنا گناہ ہے

ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں:

((البراق خطیئة و کفارتها دفنها))۔ (بخاری ص ۵۹ ج ا)۔ تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اس کا دفن کرنا ہے۔

یعنی مسجد میں تھوکنا گناہ ہے، کسی سے نادانستہ ایسی غلطی ہو ہی جائے تو اس کو چاہیے کہ اس کو دفن کر دے۔ نوویؒ نے لکھا ہے کہ مسجد میں کہیں بھی تھوکا نہیں جا سکتا، بلکہ تھوکنا گناہ ہے اور قبلہ کی دیوار کا احترام نسبتاً بڑھا ہوا ہے۔ اس لیے ادھر تھوکنا اور بھی برا ہے، یہ قبلہ مسجد میں ہو یا کسی اور جگہ، دونوں قابلِ احترام ہیں۔ جس جگہ آدمی نماز پڑھتا ہے وہاں نماز میں قبلہ کی طرف تھوکنے کی ممانعت ہے۔ ((ان اللہ جمیل یحب الجمال))

نماز پڑھتے ہوئے منہ میں تھوک آ ہی جائے کپڑے کے کنارے پر تھوک کو مَل دے کہ اس صورت میں تلویثِ مسجد نہیں ہے، مسجد سے باہر اگر کوئی نماز پڑھتا ہو اور پاؤں کے نیچے یا بائیں جانب مجبوری کی حالت میں تھوک دے تو مضائقہ نہیں، خلاصہ یہ ہے کہ مسجد میں تھوکنے کی جرأت نہ کی جائے، نگلنا پڑے تو یہ کرے مگر تھوکنا مناسب نہیں۔

(فتح الباری ص ۳۴۴ جلد ا)

## مسجد سے گندگی دُور کرنا

مسجد میں تھوک دیکھا جائے تو اس پر مٹی ڈال دی جائے۔ اگر فرش کچا ہے یا کھرچ کر پھینک دیا جائے۔ اور فرش پختہ ہے تو اس کو صاف کرے، دھو کر یا کپڑے سے اٹھا کر، کیونکہ فرش پر مَلنے سے اور گندگی پھیل جائے گی۔ صاف کرنے میں اس کا خیال رہے کہ کوئی اثر گندگی کا باقی نہ رہنے پائے اور ہو سکے تو خوشبو لے کر مل دے۔ (فتح الباری ص ۳۴۵ جلد ا)

قفالؒ نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ دفن کرنے کا جس کو حکم ہے وہ منہ اور دوسرے اُترنے والا تھوک ہے۔ باقی جو بلغم سینہ سے آتا ہے وہ نجس ہے اُسے کسی حال میں مسجد میں دفن

نہ کیا جائیگا۔ (فتح الباری ص ۳۴۶ جلد ۱)

دفن کے معنی عام لیے جائیں یعنی اس کو صاف کر دینا اس طرح کہ ظاہری طور پر اس کا کوئی اثر باقی نہ رہے تا کہ اشکال سرے سے ختم ہو جائے، کیونکہ گھِن جس سے آتی ہو اُسے مسجد میں دفن کرنا کسی طرح اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے۔

حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ کے متعلق آیا ہے کہ انہوں نے ایک رات مسجد میں تھوک دیا اور صاف کرنا بھول گئے۔ گھر واپس پہنچ چکے تو ان کو یاد آیا فوراً روشنی لے کر مسجد تشریف لائے اور اُسے تلاش کر کے صاف کیا۔ (فتح الباری ص ۳۴۶ جلد ۱)

صاحب فتح الباری نے حضرت ابو ذرؓ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

**((وجدت فی مساوی اعمال امتی النخاعة تکون فی المسجد لاتدفن))**۔ (ج ۱ ص ۳۴۵)

میں نے اپنی اُمت کے برے اعمال میں اس گاڑھے تھوک کو بھی پایا جو مسجد میں ڈالا گیا مگر صاف نہ کیا گیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد کے گندہ کرنے کا گناہ نامۂ اعمال میں ثبت ہو جاتا ہے اور قیامت کے دن حساب کتاب میں وہ چیز بھی سامنے لائی جاتی ہے۔ پس ہر مسلمان کو چاہئے کہ مسجد میں کوئی ایسا تنکا بھی نہ ڈالے جس سے گندگی معلوم ہو، اور اگر کوئی ایسی چیز دیکھ لے تو فوراً صاف کر دے۔ امام کی تو خصوصیت سے یہ ذمہ داری ہے کہ مسجد کی صفائی کی دیکھ بھال کرے اور اس کی نگرانی کرے کہ خود سرکار دو عالم ﷺ نے اس کام کو انجام دیا ہے۔ (فتح الباری ص ۳۴۶ جلد ۱)

## مسجد کو گندہ کرنے کی سزا

حضرت سائب بن خلادؓ فرماتے ہیں ایک شخص نے قوم کی امامت کی، اتفاق کی بات اُس نے جانب قبلہ تھوک دیا، جسے آنحضرت ﷺ نے بچشمِ خود دیکھ لیا۔ آپ ﷺ کو یہ دیکھ کر بڑی تکلیف ہوئی آپ نے سختی سے فرمایا کہ اس کو اب امامت نہ کرنے دینا۔ چنانچہ لوگوں نے اس کو دوبارہ امامت نہ کرنے دی۔ اس کو جب آپ کا واقعہ معلوم ہوا تو وہ

دربارِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوا اور جو کچھ سنا تھا بیان کیا۔ آپ نے اس کی باتیں سن لیں اور اس کے بعد فرمایا۔ ہاں یہ درست ہے میں نے ہی روکا ہے اس لیے کہ تم نے مسجد میں تھوک کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو اذیت دی۔ (مشکوٰۃ باب المساجد)

اس واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ مسجد کی بے ادبی کوئی معمولی جرم نہیں ہے۔ یہ وہ جرم عظیم ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک ﷺ کے لیے باعث اذیت ہوتا ہے۔ اور اس جرم میں کسی عہدہ دار کو اس کے عہدہ سے معزول کر دیا جائے تو بجا ہے۔ بلکہ وہ اسی لائق ہے کہ اس کو جرم کا بدلہ ملنا چاہیے۔

## جاروب کش نگاہِ نبوی ﷺ میں

ایک طرف گندہ کرنے کی سخت سزا جو اوپر مذکور ہوئی، اور دوسری طرف اس کی صفائی کا یہ ثواب کہ قیامت میں اس کو اس کا گراں قدر معاوضہ عطا ہوگا۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک سیاہ فام شخص مسجد میں جھاڑو دیا کرتا تھا، اس کا انتقال ہوگیا، جس کی اطلاع آپ کو نہ دی گئی، آپ ﷺ نے جب دوسرے دن اس کو نہیں دیکھا تو لوگوں سے دریافت فرمایا۔ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ اس کا تو انتقال ہوگیا۔ اس کی اچانک موت کی خبر سن کر آپ ﷺ نے فرمایا تم نے مجھے خبر کیوں نہیں دی، پھر فرمایا اس کی قبر بتاؤ، چنانچہ آپ ﷺ اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور اس کے لیے دعائے مغفرت فرمائی۔ راوی کو اس کے متعلق شک ہے کہ وہ عورت تھی یا مرد تھا۔ مگر روایتوں کی تفتیش سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عورت تھی اور اس کی کنیت ام محجن تھی۔ (فتح الباری ص ۳۷۱ جلد ۱)

لوگوں نے یہ سمجھا ہوگا کہ ایک معمولی آدمی کے لیے آپ ﷺ کو کیوں تکلیف دی جائے، مگر آپ کی نظر میں اس کی حیثیت سے بڑی وقعت تھی کہ اس کو خادم مسجد ہونے کا شرف حاصل تھا۔

## خدمتِ مسجد ایمان کی علامت ہے

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

**''اذا رایتم الرجل یتعاهد المسجد فاشهدو اله بالایمان''۔ (مشکوٰۃ ص ۶۹ جلد ۱)**

تعاہد کے بہت سے معنوں میں ایک معنیٰ جھاڑو دینا بھی ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ عموماً دوشنبہ اور پنجشنبہ کو مسجد قبا جاتے تھے ایک دن مسجد میں دیکھا کہ جھاڑو نہیں دی گئی ہے، خود آپ نے کھجور کی شاخ لے کر مسجد کو صاف فرمایا، پھر لوگوں کو تاکید فرمائی کہ مسجد کو مکڑیوں کے جالے وغیرہ سے پاک وصاف رکھو۔

ایک دفعہ آپ نے فرمایا اس (مسجد) کو ہر طرح کی گندگی سے پاک وصاف رکھو۔ یہ اس لیے کہ اس میں ذکر اللہ اور تلاوتِ قرآن پاک ہو۔

## مسجد کی صفائی کا معاوضہ

اخیر میں اس حدیث کو ملاحظہ فرمائیں اور اندازہ لگائیں کہ خادمِ مسجد کا اجر کتنا بڑا ہے:

**''من اخرج اذی من المسجد بنی الله له بیتا فی الجنة''۔** (ابن ماجہ باب تطہیر المساجد)

جو شخص مسجد سے گندگی نکالے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔

اس حدیث کو پڑھ کر ہر مسلمان کے دل میں مسجد کی خدمت اور اس کی صفائی کا جذبہ پیدا ہونا چاہئے کہ اس معمولی خدمت کا اجر اتنا بڑا نصیب ہوگا۔

اس تفصیل کا ماحصل یہ ہے کہ مسجد کو جو دربارِ الٰہی ہے ہر طرح کی گندگی، خس وخاشاک، تھوک، بلغم گھناونی چیز اور شریعت میں جو بھی نجس اور تکلیف دہ ہے اس سے پاک وصاف رکھنا ضروری ہے۔ اور جو اس خدمت کو انجام دے گا۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں سے اس کو بڑا اجر ملے گا۔ پھر یہ بھی واضح ہو جائے کہ یہ خدمت باعثِ ذلت نہیں، باعثِ عزت و رضائے الٰہی ہے اور یہ وہ عظیم الشان خدمت ہے جسے خود سرکارِ دو عالم ﷺ نے اپنے ہاتھوں انجام دیا ہے اور آپ ﷺ کے جلیل القدر صحابۂ کرامؓ نے۔

اس علت اذیت میں مکڑی کے جالے بھی آجاتے ہیں کہ آدمی طبعاً اس سے بھی تکلیف محسوس کرتا ہے۔ ہمارے زمانہ میں اس طرف توجہ دینے کی بڑی گنجائش ہے، اس سلسلہ میں فاروقِ اعظمؓ کا قول گزر چکا ہے۔ کہ آپ ﷺ نے مسجد قبا کے متعلق فرمایا تھا کہ مکڑیوں کے جالے سے پاک وصاف رکھو۔

اسی علت میں اخراج ریح بھی ہے کہ اس سے بھی بدبو پھیلتی ہے اور جب بدبو پھیلے گی تو اذیت ضرور پائی جائے گی۔ علماء نے اسی وجہ سے لکھا ہے کہ اخراجِ ریح مسجد میں مکروہ ہے، معتکف کو البتہ بعض نے معذور قرار دیا ہے، یوں اجتناب ہر حال میں اولیٰ ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ فرشتے نمازیوں کے لئے اس وقت تک دعاء کرتے ہیں جب تک وہ حدث نہیں کرتے ہیں۔ (مسلم شریف ص ۲۳۴)

## خوشبو کی دُھونی

صرف یہی نہیں ہے کہ مسجد کو بدبو اور گندی چیزوں سے بچانا ضروری ہے بلکہ تطہیر و تنظیف کے ساتھ تطیب بھی مطلوب ہے، ایک لمبی حدیث میں یہ ٹکڑا بھی آیا ہے:

"اتخذوا علیٰ ابوابها المطاهر وجمروها فی الجمع". (ابن ماجہ ص ۵۵ جلد ۱)۔

ان (مسجدوں) کے دروازوں پر طہارت خانہ بناؤ اور جمعوں میں ان کے اندر خوشبو کی دُھونی دو۔

یہ آنحضرت ﷺ کا حکم ہے کہ مسجدوں میں طہارت خانہ اور خوشبو کی دھونی کا انتظام کرو۔ فاروق اعظمؓ ہر جمعہ کے دن دوپہر میں مسجد کے اندر خوشبو کی دھونی دیا کرتے تھے، ساتھ ہی یہ حکم بھی جاری کر دیا تھا کہ ہر شہر کی مسجدوں میں دوپہر کے وقت خوشبو کی دھونی دی جائے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی وہ حدیث گزر چکی ہے جس میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسجدیں بناؤ اور ان کو پاک و صاف اور معطر رکھو۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں لوبان، اگر بتی اور دوسری خوشبو جلائی جائے، جمعہ کے دن اور بھی اس کا اہتمام رکھا جائے۔ (اسلام کا نظام مساجد ص ۲۱۱ تا ۲۲۱)

## مسجد کی صفائی برش سے کرنا؟

سوال: ۔ مسجد میں بجائے جھاڑو کے بالوں کا بنا ہوا برش استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب: ۔ اگر وہ برش خنزیر کے بالوں سے بنا ہے تو وہ ناپاک ہے اور نجاست کو مسجد میں داخل کرنا منع ہے۔ اور اگر خنزیر کے علاوہ کسی دوسرے جانور کے بالوں سے بنا ہے تو وہ

ناپاک نہیں، اس کو مسجد میں داخل کرنا ناجائز نہیں ہے، تاہم اس میں اشتباہ ہو تو اس چھوڑ دینا چاہیے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۵۰۵ جلد ۱، بحوالہ شامی ص ۶۸۲ جلد اول)

**مسئلہ** :۔ بے پردگی وغیرہ کی کوئی قباحت نہ ہو تو عورت مسجد کی صفائی کی سعادت حاصل کرسکتی ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۱۶ جلد ۶)

قیامت کے دن دیدار الٰہی جو سب سے بڑی نعمت ہے، اس کے لیے جب اجتماع ہوگا تو ان میں ان لوگوں کو جو پابندی کے ساتھ مسجد میں جاکر امام کیساتھ نماز پڑھتے تھے، ممتاز جگہ حاصل ہوگی۔ (زاد المعاد ص ۱۳ جلد اول)

## وقف اور تولیت

مسجد کے لیے جو زمین وغیرہ وقف کی جاتی ہے اس سے یقینی طور پر واقف کی ملکیت بالکلیہ ختم ہو جاتی ہے، اسی وجہ سے وقف میں شرط ہے کہ واقف راستہ کے ساتھ اپنی اُس ملکیت سے علیحدہ ہو جائے اور لوگوں کو نماز کی عام اجازت دیدے، اس اجازت کے بعد اگر ایک شخص نے بھی اس میں نماز پڑھ لی تو وہ مسجد ہوگئی۔ واقف کی ملکیت سے علیحدگی کا فائدہ یہ ہوگا کہ یہ ملکیت حسبۃً للہ ہو جائے گی اور سپردگی بحق مسجد ثابت ہو جائیگی۔

بعض ائمہ کہتے ہیں کہ وقف کے بعد قبضہ کے ثابت ہونے کے لیے باجماعت نماز ہونا ضروری ہے۔ اس لیے کہ مقصود بالذات مسجد سے جماعت ہی کی نماز ہے، انفرادی طور پر تو ہر جگہ نماز پڑھی جاسکتی ہے، چنانچہ اذان و اقامت کا مقصد بھی جماعت ہی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر ایک ہی شخص نماز پڑھے مگر اذان و اقامت کے ساتھ تو قبضہ کے لیے یہ کافی ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ کا یہ کہنا ہے کہ صرف واقف کا وقف کا اعلان ہی مسجدیت کے لیے کافی ہے۔

## تولیت

مسئلہ تولیت میں واقف کو اختیار ہے کہ تولیت اپنے اور اپنے خاندان کے لیے محفوظ رکھے یا وہ جس کو چاہے بخش دے، مگر جب متولی میں شرعی اعذار پیدا ہو جائیں تو اس عہدہ

سے برطرف کردیا جائے گا، مثلاً وہ غیر مامون ہو، عاجز ہو، فاسق ہو یا فاجر کہ اس کو شراب پینے کی عادت ہوگئی یا کیمیا میں مال خرچ کرنے لگا، تو ایسی صورت میں متولی کو تولیت سے علیحدہ کردینا ضروری ہے۔

کوئی متولی خائن ہو جائے تو اس کو بھی قاضی معزول کرسکتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی متولی سال بھر پاگل رہے تو وہ خود بخود معزول ہو جائے گا۔ البتہ صحت یاب ہونے پر وہ دوبارہ متولی ہوسکتا ہے۔

**مسئلہ**:۔ واقف نے اگر یہ شرط لگادی ہے کہ تولیت اس کی اولاد در اولاد رہے گی تو جب تک اس خاندان سے کھلی ہوئی خیانت ثابت نہ ہو جائے یا کوئی اور ایسا عذر محقق نہ ہو جائے جس سے معزولی جائز وضروری ہو، قاضی کسی اور کو متولی نہیں بنا سکتا اور اگر وہ ایسا بغیر کسی معقول عذر کے پائے جانے کے کرنا چاہے تو قاضی کا یہ فعل درست نہ ہوگا۔ ہاں جن اسباب کی بناء پر متولی کے علیحدہ کرنے کی شریعت نے اجازت دی ہے، ان میں سے کوئی سبب یا عذر پایا جائے تو قاضی اس کو علیحدہ کردے گا۔

**مسئلہ**:۔ جس وقف کی تولیت کسی متعین شخص یا خاندان سے مخصوص نہ ہو یا انتخاب کا حق اہلِ مسجد پر ہو تو اس وقت متولی ایسے شخص کو منتخب کیا جائے گا جو اس عہدہ کا خواہاں نہ ہو، کیونکہ جو عہدہ کا خواہشمند ہوتا ہے وہ عموماً اپنی ذمہ داری کا احساس نہیں رکھتا ہے اور کسی فاسد نیت سے اس کا خواہاں ہوتا ہے۔

## حقِ انتخاب

**مسئلہ**:۔ متولی کے انتخاب کا حق واقف کو ہے، پھر حاکم اور قاضی کو یا واقف نے جن لوگوں کو اس کا اختیار دیا ہے، جہاں اسلامی حکومت نہیں ہے وہاں عموماً یہ اختیار محلہ کی پبلک کو واقف دیتے ہیں جن کو دین سے لگاؤ ہو۔

**مسئلہ**:۔ متولی نے اگر وقف کی کوئی چیز بیچ دی یا رہن رکھ دی تو یہ خیانت سمجھی جائے گی اور اس کو معزول کردیا جائے گا، یا اس کا کسی ثقہ آدمی کو شریک کار بنادیا جائے گا۔

(عالمگیری باب تصرف القیم)

**مسئلہ:** ۔ ایک شخص کئی وقف کا متولی ہے، اگر اس سے کسی ایک وقف میں بھی خیانت ثابت ہو گئی تو اسے کل اوقاف سے علیحدہ کر دینا ضروری ہے۔ (درمختار بر حاشیہ رد المختار ص ۴۲۱ جلد ۳)

**مسئلہ:** ۔ متولی خائن ہو جائے تو قاضی کے لیے جائز ہے، کہ اس کو معزول کر دے۔ (ایضاً)

**مسئلہ:** ۔ ایسا شخص جس کو تہمت لگانے کے جرم میں حد لگائی گئی ہے مگر اب اس نے توبہ کر لی ہے، ایسے شخص کو متولی بنانا جائز ہے۔ (ایضاً)۔

## متولی کے اَوصاف

متولی کے انتخاب میں ان چیزوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ وہ اَمانت دار، معتمد، دیانت دار اور متقی ہو، خائن، چور اور مسرف (فضول خرچ) نہ ہو۔ پھر یہ کہ وہ عاقل و بالغ ہو، اس کا لحاظ نہیں ہے کہ وہ آنکھ والا ہو یا اندھا مرد ہو یا عورت۔ کیونکہ اندھا اور عورت بھی متولی ہو سکتے ہیں۔

**مسئلہ:** ۔ متولی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ اپنی خوشی سے اپنی جگہ اپنی زندگی میں کسی اور کو متولی بنا دے۔ البتہ اگر اس کو مختار کل بنا دیا گیا ہو تو ایسا کر سکتا ہے۔

## متولی کے فرائض

تولیت کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ اس کے اختیارات لامحدود ہوں، بلکہ اس کے اختیارات کی شریعت نے تعیین کر دی ہے اور اس کے فرائض بیان کر دیئے گئے ہیں جن کی پابندی متولی کے لیے ضروری ہے۔ اپنی مفوضہ خدمت سے زیادہ کا اس کو اختیار نہیں ہے۔

**مسئلہ:** ۔ واقف نے اگر مشاہرہ کا اس کے لیے تعین کر دیا ہے تو اس کو اس کا لینا جائز ہے، ورنہ بقدر اجرت کے اجازت ہے۔ (فتاویٰ عبد الحیٰ ص ۴۰۴ ج ۱)

**مسئلہ:** ۔ متولی کے لیے جائز ہے کہ بوقتِ ضرورت مسجد کی صفائی اور روشنی کے لیے ملازم رکھے، مگر مشاہرہ مناسب اور دستور کے مطابق مقرر کرے۔ زیادہ دے گا تو وہ ضامن ہوگا، ہاں وہ اپنے پاس سے زیادہ بھی دے سکتا ہے۔ (فتح القدیر کشوری ص ۸۸۰ جلد ۲)

**مسئلہ:** ۔ متولی وقف کی بچت سے یعنی صرف کرنے کے بعد جو بچے گا، اس سے ذرائع

آمدنی خرید کرے گا جو وقف ہی ہوگا لیکن اس خریدی ہوئی چیز کا حکم وقف کا نہ ہوگا۔ یعنی ضرورت کے وقت یہ بعد کی خریدی ہوئی چیز فروخت ہو سکتی ہے۔ (ایضا)۔

**مسئلہ** :۔ وقف میں جو گھر ہے اس میں کوئی متولی کی اجازت حاصل کیے بغیر رہے گا تو اس کو اجرت مثل وجوبا دینی ہوگی۔ (ایضا)۔

**مسئلہ** :۔ متولی ضرورت کے وقت وقف میں اپنا مال لگا سکتا ہے، اور اس نے اگر اپنی لکڑی مسجد کے کام میں دی ہے تو پھر لے سکتا ہے۔ (فتح القدیر کشوری جلد۲ ص ۸۸۰)

**مسئلہ** :۔ متولی وقف کی آمدنی سے تیل، چٹائی اور فرش کے لیے اینٹ سیمنٹ خرید سکتا ہے، بشرطیکہ وقف نامہ میں اس کی گنجائش ہو، مثلاً یہ جملہ ہو کہ مسجد کے مصالح اور اس کی ضرورت میں خرچ کر سکتے ہیں، البتہ اگر کسی متعین کام کے لیے ہی وقف کی آمدنی وقف کی گئی ہو تو اس کے سوا دوسرے کام میں نہیں خرچ کر سکتے، مثلاً مسجد بنانے ہی کے لیے ہو تو اس سے چٹائی روشنی اور فرش کا نظم نہیں کر سکتے۔ (ایضا)۔

**مسئلہ** :۔ متولی کو جب وقف نامہ کی تفصیل کا علم نہ ہو تو اس مجبوری میں اپنے پیش رو کی تقلید کرے گا۔ (ایضا)۔

**مسئلہ** :۔ متولی وقف کیلئے اس وقت تک قرض نہیں لے سکتا جب تک کوئی ضروری اور ناگزیر امر پیش نہ آئے اور پھر ایسے وقت میں قاضی کی اجازت بھی حاصل کرنا ضروری ہے۔ قاضی کی اجازت کے بغیر قرض نہ لے گا۔ قاضی کی اجازت سے قرض ضرورت کے لیے لیا گیا ہو تو اسے وقف کی آمدنی سے ادا کرے گا۔ اسی طرح وقف میں زراعت ہوتی ہو اور بیج نہ ہو تو قاضی کی اجازت سے بیج بھی قرض لے سکتا ہے۔ واضح رہے متولی کے لیے یہ قرض اسی وقت جائز ہے جب اس کے ہاتھ میں کچھ نہ ہو اور وہ اسے ادا بھی کر دے۔

(فتح القدیر جلد جلد۲ ص ۸۸۱)

**مسئلہ** :۔ متولی کے پاس وقف کے روپے تھے، مگر اس نے وقف کے لیے کوئی چیز اپنے ذاتی روپے سے خریدی تو ایسی حالت میں بالاتفاق یہ جائز ہے کہ وقف کے خزانے سے اپنے روپے لے لے۔ (ایضا)۔

پی ڈی ایف کنندہ نوید فلاحی

**مسئلہ** :۔ وقف شدہ مکان کو متولی رہن (گرو) نہیں رکھ سکتا، اگر اس نے رہن رکھ دیا اور مرتہن نے اس میں سکونت اختیار کر لی تو ایسی صورت میں اس کو مروجہ کرایہ دینا پڑے گا۔ (ایضاً)

**مسئلہ** :۔ متولی نے وقف کے روپے اپنی ضرورت میں صرف کردیئے پھر اتنا ہی اپنے مال سے وقف میں خرچ کردیا یا وقف کے خزانہ میں داخل کردیا تو اس پر ضمان نہیں ہے۔ (ایضاً)۔

**مسئلہ** :۔ وقف کے روپے جمع تھے، کفار کی جانب سے مسلمانوں پر ناگہانی آفت یا مصیبت ٹوٹ پڑی، جس کے دفعیہ کے لیے روپے کی ضرورت ہوئی تو ایسی حالت میں دیکھا جائے کہ اگر جامع مسجد سے تعلق اور مسجد کو اس کی فوری ضرورت نہیں ہے تو حاکم کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ وقف کے روپے بطور قرض مسلمانوں کو آفت اور مصیبت سے بچانے کے لیے خرچ کرے۔ (ایضاً)

**مسئلہ** :۔ مسجد کی مصلحت کے لیے جو وقف ہے اس کی آمدنی سے مسجد کے دروازہ پر ظلّہ (چھت سایہ کے لیے) بنوانا متولی کے لیے جائز ہے، تاکہ بارش کے نقصان سے محفوظ رہے۔ ہاں جب وقف مسجد کی تعمیر اور مرمت کے لیے مخصوص ہو تو ظلہ نہیں بنوا سکتا، مگر ظہیر الدینؒ کہتے ہیں کہ وقف عمارت مسجد پر ہو یا مصالح مسجد پر دونوں برابر ہیں اور یہ زیادہ صحیح ہے، لہٰذا بنوانا جائز ہوگا۔ (ایضاً)۔

## موجودہ دور میں متولی

اس بحث کو ختم کرنے سے پہلے موجودہ دور میں وقف کا جو حشر ہو رہا ہے اور متولی جس طرح دیدہ و دانستہ کوتاہی کرتے ہیں اس پر چند کلمات لکھنا ضروری ہے: پہلے اس امر کو اچھی طرح سمجھنا چاہئے کہ واقف، وقف کس نیت سے کرتا ہے، سب جانتے ہیں کہ وقف کرکے یہ چاہتا ہے کہ جس کام کے لیے وقف کیا گیا ہے وہ حسن وخوبی سے ادا ہو، اخراجات کہ نہ ہونے کی وجہ سے کام کے تعطل کا جو خطرہ ہے وہ ہمیشہ کے لیے دور ہو جائے اور مسجد کا واقف تو ایک بڑی گہری فکر کے ساتھ اس کام کو انجام دیتا ہے۔ اس کی نیت کس قدر صالح ہوتی ہے کہ مسجد کا نظم عمدہ پیرایہ سے برقرار رہے، ”دربار الٰہی“ کی صفائی ہو، اس میں روشنی ہو، اس کے حاضرین کو ہر طرح کا ذہنی اور خارجی آرام ہو، اور اس وقف کی آمدنی سے ”دربا

الٰہی“ کے کام کاج مزے سے چلتے رہیں۔ خدانخواستہ اس کی نیت مال کو ضائع کرنا نہیں ہوتی ہے اور نہ اس کا یہ ارادہ ہوتا ہے کہ متولی اپنے عیش و آرام میں صرف کرے، متولی اس لیے کوئی بھی نہیں بنتا تا کہ وقف برباد ہو، اسی لیے عموماً وقف ناموں میں متولی کا انتخاب بہت سی قیدوں کے ساتھ درج ہوتا ہے۔

## تولیت کے لیے شرائط

متولی ان تمام شرطوں کو جب پوری کرتا ہے تب کہیں وہ اپنے عہدہ کو ادا کرتا ہے۔ میں نے ایسے وقف نامے بھی دیکھے ہیں جن میں تولیت اپنے خاندان میں رکھی گئی ہے مگر شرائط و قیود لکھ کر اس کی صراحت کردی گئی ہے کہ اگر ان شرائط و قیود کے مطابق کوئی فرد میرے خاندان کا وقف کو نہ چلا سکے تو اس کو برطرف کردیا جائے۔

متولی کے لیے تقریباً ہر وقف نامہ میں درج ہوتا ہے کہ وہ عاقل و بالغ ہونے کے ساتھ امانت دار ہو، دیانت دار ہو، ذی ہوش اور اوقاف کی بھلائی چاہنے والا ہو، وقف کی آمدنی حفاظت سے خرچ کرے، ذرائع آمدنی کی حفاظت کرے، اس کو ترقی دینے کی سعی پیہم جاری رکھے اور پھر حلف نامہ میں جو مصرح شعبے ہوتے ہیں اس کے خلاف کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی لعنت سے ڈرایا جاتا ہے۔

## متولی کی غفلت

بایں ہمہ متولی کی وقف کی اصلاح و ترقی سے چشم پوشی حد درجہ افسوسناک ہے اور قصداً وقف کے انتظام میں کوتاہی ناقابلِ برداشت، عموماً یہ منظر کم و بیش ہر جگہ نظر آتا ہے کہ کافی آمدنی ہوتے ہوئے بھی مسجد کا نظم خراب تر ہورہا ہے، نہ مسجد میں صفائی ہے، نہ روشنی کا انتظام ہے، فرش ٹوٹ رہا ہے، دیواریں گررہی ہیں، وضوخانہ میں پانی ناپید ہے اور امام ومؤذن وقت کی پابندی سے کام نہیں کرتے ہیں، مزید یہ اور غضب ہے کہ وقف نامہ کی صراحت کے باوجود امام کا انتخاب صرف مشاہرہ کی وجہ سے نامعقول ہے، ایسا امام جو خود مسائل شرعیہ سے واقفیت نہیں رکھتا دوسروں کی راہنمائی کیا کرے گا؟

متولی کو یقین رکھا چاہئے کہ کل اس کو بھی مرنا ہے، اپنے اعمال واخلاق کا حساب دینا ہے اور اپنی اس ذمہ داری اور پھر کوتاہی کے سوال کا جواب پیش کرنا ہے، اپنے فرائض سے کوتاہی وہ جرمِ عظیم ہے جس کی گرفت سخت تر ہوگی۔

یہ کیا ظلم ہے کہ وقف کی آمدنی کا نہ کوئی حساب کتاب ہے اور نہ اخراجات کے اصول وقواعد، یہ پتہ نہیں کہ ہمیں کون سا کام کرنا چاہئے اور کس جگہ خرچ کرنے سے پرہیز، وقف کی آمدنی ایسے کام میں خرچ کرنا جس میں نام ونمود مقصود ہو اور وقف کو جس سے فائدہ نہ ہو، اپنی ذمہ داری کے احساس کا فقدان ہے، اور یہی وجہ ہے کہ وقف کی آمدنی بعض اپنی آمدنی سے ملا دیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ وقف کی چیز میری ہے۔

ایک مردِ مؤمن کو ان بے اعتدالیوں سے ڈرنا چاہئے، اور مفوضہ خدمات باحسن وخوبی انجام دینا چاہئے یا پھر اس سے علیحدہ ہو جانا چاہئے۔

(اسلام کا نظام مساجد از مولانا مفتی محمد ظفیر الدین مفتی دار العلوم دیوبند از ص ۲۲۱ تا ۲۲۷)

## کتبِ موقوفہ

اخیر میں ایک بات اور یاد آگئی۔ بعض مسجدوں میں وقف میں کتابیں بھی ہوتی ہیں۔ متولی کا فرض ہے کہ ان کتابوں کی پوری حفاظت کرے اور کیڑوں کی خوراک نہ ہونے دے، ساتھ ہی اس سے اہلِ علم کو استفادہ کا موقع دے اور اگر وقف میں صراحت ہو تو طالب العلم کو بھی دینا چاہئے، ایک آدمی کتابوں کی حفاظت اور ان کے دینے لینے پر بھی متعین ہونا چاہئے۔

## غیر پابند شرع کو متولی بنانا؟

سوال:۔ فاسق اور غیر پابند شرع کو مسجد کا متولی بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:۔ مسجد شعائرِ اسلام میں سے ہے جو آدمی اسلامی شعائر کا محافظ، شریعت کا پابند ہو جس کے دل میں خدا کے خوف اور محبت نے گھر کر لیا ہو وہی اس کا محافظ اور متولی بن سکتا ہے۔ جو شعائر اسلام کا محافظ نہ ہو، شریعت کا پابند نہ ہو، نماز باجماعت کا پابند نہ ہو، فاسق

ہو یعنی گناہ، کبیرہ کا مرتکب ہو یا صغائر (چھوٹے گناہ) پر مصر ہو، شراب پینے کا عادی ہو، سود خور ہو، وہ اللہ کے گھر کا متولی نہیں بن سکتا۔ فاسق اور بے دین کو اللہ تعالیٰ کے گھر کا محافظ بنانے میں مسجد شعائرِ دین امام اور موذن کی نیز نمازیوں کی بھی توہین وتحقیر لازم آتی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللّٰهَ﴾۔ (سورۂ توبہ)

ترجمہ:۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے گھر کو آباد کرنے کا کام ان پاک لوگوں کا ہے، جو خدا پر اور یومِ آخرت پر ایمان لائے، نماز کی پابندی کرے، زکوۃ ادا کرے اور سوائے خدا کے کسی سے نہ ڈرے۔

اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں مولانا ابوالکلام آزادؒ لکھتے ہیں:۔

”قرآن کریم نے یہ حقیقت واضح کردی کہ خدا کی عبادت گاہ کی تولیت کا حق متقی مسلمانوں کو پہنچتا ہے اور وہی اسے آباد رکھنے والے ہوسکتے ہیں۔

یہاں سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ فاسق وفاجر آدمی مسجد کا متولی نہیں ہوسکتا کیونکہ دونوں (اللہ تعالیٰ کے گھر اور فاسق وفاجر) میں کوئی مناسبت باقی نہیں رہتی بلکہ متضاد باتیں جمع ہوجاتی ہیں۔ (وہ یہ کہ مسجد خدا پرستی کا مقام ہے اور فاسق وفاجر متولی خدا پرستی سے نفور۔

(تفسیر ترجمان القرآن ص۸۰ جلد۲)

اور فتاویٰ ابن تیمیہؒ میں ہے کہ نیک، دیندار، پرہیزگار متولی ملنے کے باوجود فاسق (غیر پابندِ شرع) کو متولی بنانا درست نہیں ہے۔ (ص۱۵۰ جلد۱)

”اسلام کا نظامِ مساجد“ میں ہے کہ خدا کے گھر کی خدمت وہی کرے جو خدا کا دوست ہے، جس کے دل میں اس کی محبت وخشیت گھر کر چکی ہو، ظاہری طور پر وہ ایسا ہو جس سے خدا پرستی نمایاں ہو۔ (ص ۱۲۹)۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو آدمی کسی جماعت میں کسی اہم کام کی ذمہ داری کسی ایسے شخص کے حوالہ کرے جب کہ جماعت میں ایسا آدمی موجود ہو جو اس سے زیادہ خدا کی رضامندی چاہنے والا اور خدا کے احکام کی زیادہ پابندی کرنے والا ہو تو منتخب کرنے والے

نے خدا کی خیانت کی اور اس کے رسول ﷺ کی خیانت کی اور تمام مسلمانوں کی خیانت کی۔

(ازالۃ الخفاء ص ۲۶ ج ۲ وفتاویٰ ابن تیمیہ ص ۱۰۰)

درمختار، شامی وغیرہ میں ہے کہ جب متولی میں شرعی اَعذار اور قباحتیں پیدا ہو جائیں تو اسے عہدہ سے برطرف کر دیا جائے جیسے کہ وہ غیر مامون ہو، عاجز ہو، فاسق وفاجر ہو یا اس کو شراب نوشی کی عادت ہوگئی ہو تو اسے تولیت سے ہٹا دینا ضروری ہے۔

(ص ۴۲۱ و اسلام کا نظام مساجد ص ۲۲۲)

نیز متولی ایسے شخص کو منتخب کیا جائے گا جو عہدہ کا خواہاں نہ ہو۔ (ایضا)۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ متولی بنانے میں ان باتوں کا خیال ولحاظ رکھنا ضروری ہے کہ دینی علم رکھتا ہو، وقف کے احکام سے واقف ہو امانت دار ہو، متقی و پرہیزگار ہو، یعنی اس کی زندگی پیغمبر اسلام رسول اللہ ﷺ کے اُسوہ حسنہ کے مطابق ہو، مگر افسوس اس زمانہ میں صرف مالداری دیکھی جاتی ہے اگرچہ وہ شخص بے علم وعمل ہو، نماز وجماعت کا پابند نہ ہو، فاسق، حالانکہ مسجد کا متولی حقیقت میں نائب خدا شمار ہوگا تو ایسے عظیم الشان منصب کے لیے اس کے شایان شان متولی ہونا چاہئے۔ حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ ہے کہ بڑے بڑے عہدے نااہلوں کے سپرد کیے جائیں گے اور قوموں کا سردار فاسق بنے گا۔

(مشکوۃ ص ۴۷ جلد ۲ وفتاویٰ رحیمیہ ص ۲۳۷ جلد ۱۰ وص ۱۵۷ جلد ۲ وفتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۸ جلد ۱۸)

## متولی کی ذمہ داریاں؟

سوال:۔ متولی کے لیے کن امور کا انجام دینا ضروری ہے؟

جواب:۔ مسجد کی آبادی اور تمام ضروریات کا انتظام کرنا، حساب صاف رکھنا، مسجد میں غلط کام نہ ہونے دینا، نمازیوں اور امام کا حسب حیثیت مسجد سے متعلق تکالیف کا رفع کرنا، ہر ایک کا اس کی شان کے موافق اکرام کرنا، اپنے آپ کو بڑا سمجھ کر دوسروں کو حقیر نہ سمجھنا، عہدہ کا طالب نہ ہونا، احکام شرع کے تحت اپنی اصلاح میں لگے رہنا۔

یہ اوصاف جس متولی میں ہوں وہ قابلِ قدر ہے، اس کو علیحدہ نہ کیا جائے۔ جس

متولی میں یہ اوصاف نہ ہوں وہ ان اوصاف کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۸۵ جلد ۱۸، وص ۲۸۳ جلد ۱۲، بحوالہ بحر ص ۳۲۶ ج ۵)

**مسئلہ:**۔ اگر مسجد میں کام زیادہ ہو، تنہا انجام دینا دشوار ہو تو متولی اپنا نائب رکھ سکتا ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۵۸ جلد ۲)

## متولی کا از خود اپنی تولیت رجسٹرڈ کرالینا؟

سوال:۔ ایک مسجد کے متولی نے کسی وجوہات سے دوسرے شخص کو متولی بنادیا، جدید متولی نے لوگوں کو بتائے بغیر اپنے نام سرکاری طور پر سے جسٹری کرالی کہ پانچ سال تک مجھے کوئی تولیت سے نہیں ہٹا سکتا، میں ہی مسلمانوں کا متولی اور صدر رہونگا۔ کیا متولی کا اس طرح رجسٹری کرانا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

جواب:۔ قدیم متولی صاحب نے بغیر اہلِ الرائے کے مشورہ کے خود بخود ہی نئے آدمی کو متولی بنادیا، یہ غلطی کی، جس کی وجہ سے اب پریشانی ہو رہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مسجد سے متعلق کوئی کمیٹی بھی نہیں۔ اب جب کہ جدید متولی نے اپنے نام کا رجسٹری کرالی ہے کہ پانچ سال تک مجھ کو کوئی ہٹا نہیں سکتا تو قانوناً اس کو پختگی حاصل ہو گئی۔ اس کا اپنے حق میں اس طرح رجسٹری کرالینا اور اپنے نئے صدر اور متولی ہونے کے اختیارات حاصل کرلینا شرعاً درست نہیں تھا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۸۴ جلد ۱۸)

## غیر مسلم کو مسجد کا متولی بنانا؟

سوال:۔ اگر جائداد وقف کا انتظام مسلمانوں کے سپرد کیا جائے تو ضیاع کا قوی اندیشہ ہے اور یہ کہ غیر مسلم بڑے اعتقاد کے ساتھ انتظام اور آمدنی کی حفاظت کرتا ہے اور مصارف مقررہ مد میں خرچ کرتے ہیں، نیز جنوبی ہند میں ایسی چند مساجد بھی ہیں جن کا باقاعدہ انتظام ہنود چلاتے ہیں مؤذن اور امام نمازیوں کے مشورہ سے رکھتے ہیں اور تمام مصارف بروقت ادا کرتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔ آپ کا خط پڑھ کر بہت افسوس ہوا کہ مسلمان اتنا گر گیا ہے، اس میں نہ

انتظام کی صلاحیت رہی نہ دیانتداری رہی، یہاں تک کہ اس کی عبادت گاہ کا انتظام وہ کرتا ہے جو خود ہی اس عبادت کا قائل نہیں۔

جب ایسی مجبوری ہے کہ وقف کے محفوظ رہنے اور انتظام کے برقرار رہنے کی صرف یہی صورت ہے تو مجبوراً برداشت کیا جا سکتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۰۳ جلد ۱۵)

## بے نمازی کا متولی ہونا؟

سوال:۔ جو متولی مسجد نماز نہیں پڑھتا وہ متولی رہنے کے قابل ہے یا نہیں؟

جواب:۔ متولی کی اصل خدمت انتظام و اہتمام مسجد ہے، اس میں ماہر ہونا ضروری ہے، لیکن چونکہ متولی کو امین اور دیانتدار ہونا بھی لازم ہے اور جو شخص تارکِ فرائض ہے وہ فاسق ہے اور فاسق کو متولی بنانا جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۵۲ جلد ۲ بحوالہ عالمگیری ص ۹۹۶ جلد ۲)

**مسئلہ**:۔ بے نمازی کو مسجد کی کمیٹی کا چیئرمین یا صدر یا کوئی ممبر بنانا جائز نہیں ہے۔

(آپ کے مسائل ص ۱۴۱ جلد ۳)

## کیا متولی خاندانِ واقف میں سے ہو؟

سوال:۔ جس قوم نے جو مسجد تعمیر کرئی ہے کیا یہ لازمی ہے کہ ہمیشہ کو متولی اسی قوم (و خاندان) سے ہو، اگرچہ کوئی وقف نامہ تحریری ایسی ہدایت کا موجود نہ ہو؟

جواب:۔ جب (وقف کرنے والے) نے کسی کو متولی نہیں بنایا اور موجودہ متولی مالِ وقف کو صحیح مصرف پر خرچ نہیں کرتا، تو اَربابِ حل و عقد کو چاہئے کہ حاکمِ مسلم کے ذریعہ سے باقاعدہ متولی موجودہ کو معزول کرا کے دوسرے دیانت دار شخص کو متولی بنائیں۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۸۰ جلد ۶)

**مسئلہ**:۔ واقف خود بھی متولی بن سکتا ہے، جو شخص جائدادِ موقوفہ کا حسب شرائط وقف دیانتداری سے انتظام کر سکے وہ اہل ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۱۷ ج ۱۵)

**مسئلہ**:۔ وقف صحیح ہونے کے لیے رجسٹری ہونا شرط نہیں ہے، زبانی بھی درست اور کافی ہوتا ہے اور ایسی صورت میں نماز اس مسجد میں درست ہے۔

**مسئلہ** :۔ اگر واقف نے وقف نامہ میں یا زبانی کسی کو متولی نہیں بنایا تو سربرآوردہ مقامی معزز دیندار مسلمان مسجد کی آمدنی کو مصالح مسجد پر صرف کریں اور اس کے محافظ رہیں۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۵۸ جلد ۶)

**مسئلہ** :۔ بانی مسجد کے خاندان میں جب تک متولی ہونے کے اہل موجود ہیں، تو وہ دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ مستحق ہیں متولی ہونے کے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۵ ج ۱۸)

## مسجد کی زائد آمدنی واقف کی اولاد پر

**مسئلہ** :۔ جو جائداد مسجد کے لیے وقف کردی گئی ہے اس کی آمدنی مسجد کے علاوہ واقف کے خاندان پر صرف کرنا درست نہیں ہے اگر آمدنی کی رقم زائد ہے تو اس کے ذریعہ دیگر جائیداد خرید کر وقف میں اضافہ کردیا جائے پھر زائد آمدنی دیگر حاجتمند مساجد پر بھی صرف کرنے کی گنجائش ہوسکے گی۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۴ جلد ۱۷)

## مسجد کی تولیت میں وراثت؟

سوال :۔ اگر کوئی شخص اپنے ذاتی روپیہ سے مسجد بنادے اور عام اجازت نماز کی دے دے تو کیا اس کے مرنے کے بعد ورثاء کو اختیار ہے کہ اس مسجد میں نماز سے لوگوں کو روک دیں؟

جواب :۔ مسجد ذاتی روپیہ سے وقف شدہ زمین میں تعمیر کرکے تمام مسلمانوں کو اجازت دیدی اور وہاں پر اذان و جماعت پنجگانہ اور جمعہ کی نماز شروع ہوگئی کسی پر کوئی روک ٹوک نہیں، اور محکمۂ اوقاف میں اس کا اندراج بھی مسجد ہی کے نام سے ہے تو بلاشبہ وہ شرعی مسجد ہے، اس میں وراثت جاری نہیں ہوگی، نہ اس پر کسی کا دعویٰ ملکیت صحیح ہوگا، نہ وہاں کسی کو نماز پڑھنے سے روکا جائے گا، مسجد قاضیان یا کسی بھی نام سے موسوم ہوجانے کی وجہ سے اس کے مسجدِ شرعی ہونے میں کوئی خلل نہیں ہوگا۔ مسجدِ اکبری، مسجد عالمگیری، بادشاہوں کے نام سے مشہور ہیں۔ اور بخاری شریف میں مستقل مضمون ہے کہ مسجد بنی فلاں سے موسوم کرنا صحیح ہے۔ جو شخص جس مسجد میں نماز پڑھتا ہے یا جس کے مکان کے قریب جو مسجد ہوتی ہے اس کو اپنی مسجد کہا کرتا ہے، اس کا مقصد ہرگز یہ نہیں ہوتا کہ وہ اس کی مملوکہ مسجد ہے۔

جو جائیداد مسجد کی زمین میں بنائی جائے اور محلہ والے چندہ کرکے مسجد کے لیے بنائیں، اس پر کسی خاص شخص یا خاندان کا دعویٰ ملکیت ہرگز صحیح نہیں ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۵۷ جلد ۱۵)

## متولی کا شرائطِ واقف کے خلاف عمل؟

**مسئلہ** :۔ متولی کو واقف کے شرائط کی پابندی لازم ہوتی ہے، جب تک وہ شرائط موافق شرع ہوں، اور وقف کے لیے نافع ہوں، مضر نہ ہوں۔ جو متولی شرائطِ واقف کے خلاف کرتا ہو وہ تولیت سے علیحدگی کا مستحق ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۲۳ جلد ۱۵)

## متولی کے اِختیارات

**مسئلہ** :۔ جو کام مصالحِ وقف کے موافق اور احکامِ شرع کے مطابق ہوں متولی کرسکتا ہے جو کام اس کے خلاف ہوں، ان پر اعتراض کا حق ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۱۷ جلد ۱۵)

**مسئلہ** :۔ عام چندے کی رقم سے مسجد کے کام میں بے جا اور نامناسب خرچ کرنے کا متولی کو اختیار نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۵۹ جلد ۲)

## متولی کے عزل کے اَسباب؟

**مسئلہ** :۔ مصالح وقف کی رعایت نہ رکھنے اور خلاف شرع عمل کرنے کیوجہ سے متولی مستحق عزل ہوسکتا ہے۔ بعد جماعتِ منتظمہ خود یا کسی وقف بورڈ یا حکومت کے ذریعہ سے اس کو معزول کرایا جاسکتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۱۷ جلد ۱۵ و احسن الفتاویٰ ص ۴۶۵ جلد ۶)

**مسئلہ** :۔ متولی مسجد اگر مسجد کا انتظام نہ کرے۔ (آمدنی کھالے) تو ایسے متولیوں کو تولیت سے الگ کرنا واجب ہے، دیانت دار متبع شریعت، بااثر، چند حضرات کی کمیٹی بنالی جائے اور موجودہ متولی کو برطرف کرکے وقف بورڈ کو اطلاع کردی جائے۔ کہ فلاں تاریخ سے فلاں کمیٹی کے سپرد مسجد اور اس کی جائیداد کا انتظام کردیا جائے اور قانونی طور پر مسجد کی جائیداد اور آمدنی کو ان کے قبضہ سے نکال لیا جائے اور آمدنی وخرچ کا پورا حساب رکھا جائے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۸۴ جلد ۱۵)

# کیا مسجد کا منتظم مسجد سے تنخواہ لے سکتا ہے؟

سوال:۔ ایک مسجد کے چار منتظم ہیں، مسجد کی کافی جائیداد ہے، اس کا کرایہ وصول کرنے کے لیے ایک ملازم رکھا تھا، اس نے استعفیٰ دیدیا ہے۔ اب ان چار منتظمین میں سے ایک بطور ملازمت کرایہ وصول کرنے کا کام کرے اور مشاہرہ لے تو شرعا کیا حکم ہے یہ ملازمت کرسکتا ہے؟

جواب:۔ وقف نامہ میں تنخواہ دینے کا ذکر ہو تو اس کے مطابق عمل کیا جائے۔ اگر کوئی ذکر نہ ہو اور مذکورہ خدمت مفت انجام دینے کے لیے کوئی منتظم تیار نہ ہو تو جو بھی کما حقہ، خدمت انجام دے سکے اس کو مناسب مشاہرہ طے کر کے دینا درست ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص ۸۱ جلد ۶ بحوالہ عالمگیری ص ۴۴۰ جلد ۳)

# تبدیلئ تولیت

**مسئلہ**:۔ مساجد اللہ تعالیٰ کی ہیں، کسی کی کوئی مسجد ذاتی مِلک نہیں۔ ((وان المساجد لله)). (الآیہ) مسجد کے بانی کو حق ہے کہ جس کو مناسب سمجھے انتظام کے لیے متولی بنا دے۔ البتہ جو شخص دیانتدار نہ ہو یا انتظام کی صلاحیت نہ رکھتا ہو اُس کو متولی بنانا درست نہیں ہے۔ اگر بنا دیا تو اس کو الگ بھی کیا جا سکتا ہے، بلا وجہ الگ کرنا بھی درست نہیں ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۴ جلد ۱۸)

**مسئلہ**:۔ مسجد کا متولی اور مدرسہ کا مہتمم عالمِ باعمل ہونا چاہئے، اگر ایسا میسر نہ ہو سکے تو نماز وروزہ کا پابند، اَمانت دار، وقف کے مسائل کا جاننے والا، خوش اَخلاق، رحم دل، منصف مزاج، علم دوست، اہلِ علم کی تعظیم وتکریم کرنے والا ہو، جس میں یہ صفات زیادہ ہوں اُسی کو متولی ومہتمم بنانا چاہئے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۶۶ جلد ۲)

**مسئلہ**:۔ شیعہ صاحبان اپنی مسجد سنیوں کو دیں تو قدیم شیعہ منتظم کے ہاتھ سے مسجد کا انتظام نہ لیا جائے کیونکہ جب قدیم زمانہ سے وہ مسجد کے انتظامات کرتے چلے آ رہے ہیں اور کوئی نقصان یا خیانت بھی ثابت نہیں ہے تو ان کو انتظام سے الگ نہ کیا جائے، بلکہ ان کے ساتھ

تعاون کیا جائے، ہاں اگر خود ہی وہ انتظام سے دست بردار ہو جائیں تو دوسری بات ہے۔
(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۶ جلد ۱۸)

## بانی مسجد کون ہوگا؟

سوال:۔ کون سا آدمی کس وقت بانی مسجد کہا جا سکتا ہے کیونکہ زید کے مرنے کے بعد اس کی وصیت کے مطابق اس کے لڑکوں میں سے کسی نے وقف شدہ زمین پر مسجد بنائی، پھر بیس پچیس سال بعد اس کے دوسرے لڑکے نے پہلے مسجد کے سامان کو فروخت کر دیا اور یہ روپیہ اور مزید خود کا روپیہ، نیز دیگر لوگوں سے چندہ وصول کر کے دوسری مسجد (اسی جگہ) بنائی تو ان میں سے مسجد کا بانی کون ہوگا؟

جواب:۔ جو آدمی جس وقت مسجد بنائے وہی بانی مسجد ہے، پہلا شخص بانی اول ہے، دوسرا شخص بانی دوم ہے اور جن لوگوں نے اس میں چندہ دیا ہے اور محنت کی وہ بھی بناء میں شریک ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۹۲ جلد ۱۵)

**مسئلہ**:۔ مسجد کی نسبت کسی شخص کی طرف اس کے بانی کی حیثیت سے یعنی مسجد کو بانی کے نام سے منسوب کرنا جائز ہے۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (جب کہ بانی مسجد نے مکمل خرچہ تعمیر وزمین وغیرہ کا کیا ہو) لیکن جب بانی مرحوم نے اپنی زندگی میں خود اپنے نام کی نسبت پسند نہیں کی تو ان کے لواحقین کو بھی پسند نہیں کرنا چاہئے۔ (آپ کے مسائل ص ۱۳۵ جلد ۳)

## اپنے پیسے سے بنائی مسجد کو اپنی مِلک سمجھنا؟

**مسئلہ**:۔ جو مسجد وقف کر دی گئی خواہ عوام کے پیسے سے اس کی تعمیر ہوئی یا کسی خاندان کے پیسے سے، یا کسی شخص خاص کے پیسے سے، بہر صورت وقف ہو جانے کے بعد اس پر کسی کا دعوئے ملک کرنا صحیح نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ((وان المساجد للہ)). (الآیہ)

جو شخص مسجد کو اپنی ملک سمجھے اس کا سمجھنا غلط ہے، لوگ ایسی مسجد میں نماز پڑھنا ترک نہ کریں، فتنہ وفساد سے پورا اجتناب رکھیں، اگر وہ شخص یا خاندان (جو مسجد کو اپنی ملکیت کا دعویٰ کرتا ہے) دوسرے آدمیوں کو مسجد میں آکر نماز پڑھنے سے روکے تو ایسا شخص یا ایسا خاندان

بڑا ظالم ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”ومن اظلم ممن منع مساجد الله ان یذکر فیھا اسمہٗ“ مگر اس حرکت پر بھی لڑائی جھگڑا نہ کیا جائے کہ سر پھٹول ہو، مقدمہ بازی ہو۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۲۹ جلد ۱۸)

## کیا متولی کو مسجد کی اشیاء کے استعمال کا حق ہے؟

سوال: ۔ مسجد کے مکانات، سیڑھی اور دوسری اشیاء کے استعمال کا حق کس کو حاصل ہے، امام، مؤذن یا متولی کو؟

جواب: ۔ مسجد کے مکانات کے استعمال کی کسی کو بھی اجازت نہیں، جو استعمال کرے وہ معاوضہ دے، امام یا مؤذن کو اگر کوئی مکان یا کمرہ دیا جائے تو وہ حق الخدمت میں دیا جائے یعنی اس کے ساتھ معاملہ کیا جائے کہ آپ کو اتنی تنخواہ دی جائے گی اور رہنے کیلئے کمرہ ملے گا (یا مکان وغیرہ)۔ متولی وغیرا گر استعمال کریں تو وہ بھی کرایہ ادا کریں۔ سیڑھی اور دیگر اشیاء مسجد بلا معاوضہ کسی کو بھی استعمال کرنے کا حق نہیں۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۳۶ جلد ۱۸)

## اگر متولی کی خیانت ثابت ہو جائے؟

**مسئلہ**: ۔ اگر متولی مسجد سے خیانت ثابت ہو جائے تو باقاعدہ حاکم وقت کے ذریعہ اس کا ثبوت دے کر تولیت سے علیحدہ کر دیا جائے اور اگر محض شبہ و ظن ہے ثبوت نہیں تو علیحدہ نہ کیا جائے، البتہ متولی کو لازم ہے کہ جملہ حساب و کتاب صاف رکھے، یا ارباب حل و عقد کی ایک کمیٹی بنا دی جائے تاکہ کسی کو شبہ و اعتراض کی گنجائش نہ ہو۔

سرمایہ مساجد متولی کے پاس امانت ہوتا ہے اُس کو اپنے کام میں لانا یا کسی کو قرض دینا درست نہیں اس کو صرف مسجد کے کام میں خرچ کرنے کا حق ہے۔ ناحق اگر تصرف کرے گا تو ضامن ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۳۱ جلد ۱۰ بحوالہ عالمگیری ص ۴۲۰ جلد ۲ و فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۴۳ جلد ۹)

**مسئلہ**: ۔ متولی کو چاہیے کہ مسجد کی تمام آمدنی اس کی ضروریات میں خرچ کرے اور جو بچ جائے اس کو مسجد کے لیے باقی رکھے، اپنے ذاتی صرف میں لانا جائز نہیں ہے۔ اگر وہ (ایسا

کرے تو یہ خیانت ہے، اس متولی کو معزول کرنا چاہئے۔ اور مسلمان اہلِ شہر و اہل محلّہ اس وجہ سے اس کو معزول کر سکتے ہیں اور دوسرے شخص کو متولی بنا سکتے ہیں، وہ شخص بانی کی طرف سے متولی بنایا گیا ہو یا بعد میں متولی ہوا ہو، دونوں صورتوں میں اس کو الگ کر سکتے ہیں اور حساب و کتاب کر سکتے ہیں۔

درمختار میں ہے کہ اگر خود بانی بھی ایسی خیانت کرے تو اس کو معزول کرنا چاہئے۔
(فتاویٰ دار العلوم قدیم ص ۲۴۴ جلد ۵)

## متولّی کا امام صاحب کو نوکر سمجھنا

**مسئلہ:**۔ امام کا منصب بہت بلند ہے، متولّی صاحب کا امام صاحب کو اپنا نوکر سمجھنا اور ذلّت آمیز معاملہ کرنا غلط اور ناجائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۸۴ ج ۱۸)

**مسئلہ:**۔ پیش امام کی عزت و توقیر کرنی چاہئے، اس کی بے عزتی اور توہین اور ہتک کرنا گناہ ہے۔ (کفایت المفتی ص ۹۲ ج ۳ و رحیمیہ ص ۳۵۵ ج ۴)

## متولّی اور امام میں سلام و کلام نہ ہونا

**مسئلہ:**۔ بڑے غضب کی بات ہے کہ دعاء و سلام بالکل بند ہو فوراً دعاء و سلام شروع کردی جائے۔ دوسرے حضرات دونوں کو ایک جگہ بٹھا کر کوشش کرکے دعاء و سلام کرادیں۔ جو شخص ابتداء کرے گا وہ قابلِ مبارک باد ہوگا، امام صاحب اگر ابتداء کریں تو یہ ان کی بزرگی کے زیادہ لائق ہے۔ متولی صاحب اگر ابتداء کریں تو یہ ان کے لیے عین سعادت ہے۔

جس امام کے پیچھے نماز ادا کرکے اپنے اللہ کا حق ادا کرتے ہیں اور اپنی آخرت کو درست کرتے ہیں، ان سے ناراض رہنا، دعاء و سلام نہ کرنا اور ان کو ذلیل کرنا بہت بڑی محرومی اور بدقسمتی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۸۵ جلد ۱۸)

(عام طور پر مسجدوں میں ایسے حضرات امام مقرر کیے جاتے ہیں جنہیں دنیا کی تو کیا دین کی بھی پوری واقفیت نہیں ہوتی، کم از کم ایسے شخص کو امام بنانا چاہئے جو لوگوں کی دینی اور اخلاقی اصلاح کر سکے، سماجی اُمور میں لوگوں کی شرعی راہنمائی کر سکے، اختلافی مسائل میں

فیصلہ کر سکے، معاشرہ کی اسلامی خطوط پر شیرازہ بندی کر سکے اور سماج میں اس کا مقام منصب امامت کے شایانِ شان ہو۔

امامت درحقیقت ایک بڑی ذمہ داری ہے، کیونکہ یہ وراثتِ نبوت ﷺ ہے۔ یہ ذمہ داری ان ہی لوگوں کو سونپی جانی چاہئے جو اس کے اہل ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ جس کسی کو لشکر کا سردار بنا کر بھیجتے تو اس کو ہی نماز کی امامت پر مأمور فرماتے تھے اور یہاں تک کہ جب کسی کو شہر کا حاکم بنا کر بھیجتے تو وہی نماز کی امامت کرتے اور حدود نافذ کرتے تھے۔

امام کو مقتدیوں کے حالات، مسائل، مشکلات اور ضرورت سے کس حد تک باخبر ہونا چاہئے اور کیسی وابستگی رکھنی چاہئے اس کا اندازہ ابومسعود الانصاریؓ کی روایت سے ہو سکتا ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ میں نماز باجماعت نہیں پڑھتا ہوں کیونکہ فلاں صاحب بڑی لمبی نماز پڑھاتے ہیں۔ اس پر حضور ﷺ اس قدر خفا ہوئے کہ اس سے پہلے آپ ﷺ اتنا خفا نہیں ہوئے تھے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا لوگو! تم (نماز سے) لوگوں کو دور کرتے ہو۔

یعنی جو شخص نماز پڑھائے وہ ہلکی نماز پڑھائے کیونکہ جماعت میں مریض، کمزور اور ضرورت مند لوگ بھی ہوتے ہیں۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ امت کے ساتھ جو تعلق اور قلبی لگاؤ آپ ﷺ کو ہے وہی تعلق آپ اماموں کا بھی دیکھنا چاہتے ہیں۔ تفصیل دیکھئے مسائل امامت۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

## کیا متولی مسجد کا روپیہ معاف کر سکتا ہے؟

سوال:۔ مسجد کے متولی، امام یا مسجد کے کسی خدمتی مؤذن وغیرہ کو مسجد کی بقایا رقم جبکہ مجبوری ہو ادا نہ کر سکتا ہو، معاف کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:۔ اس روپیہ کو معاف کرنے کا کسی کو حق نہیں ہے، جو لوگ معاف کرانا چاہتے ہیں وہ چندہ کر کے اس کی طرف سے ادا کریں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۵۷ جلد ۱۲)

**مسئلہ:۔** کسی کے ذمہ مسجد کے حقوق ہوں یعنی رقم وغیرہ تو متولی کو معاف کرنے کا حق

نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۵۶ جلد ۲)

## متولی کا امام کو پیشگی تنخواہ دینا؟

سوال: ۔امام صاحب مکان بنانا چاہتے ہیں، کیا منتظمہ کمیٹی انکو پیشگی رقم دیدے اور تنخواہ سے ماہ وار کاٹتی رہے؟

جواب: ۔عرف عام کے مطابق پیشگی تنخواہ دی جاسکتی ہے، بشرطیکہ ملازمت چھوڑنے کی صورت میں رقم واپس لینے اور وفات کی صورت میں ترکہ سے وصول کرنے کی قدرت ہو۔ (احسن الفتاویٰ ص ۳۴۷ جلد ۴)

**مسئلہ:** ۔مسجد کی آمدنی سے امام ومؤذن کی تنخواہ دینا جائز ہے اور کمی وبیشی کا فیصلہ وقف آمدنی سے مقدار لیاقت امام ومؤذن کے لحاظ سے کیا جاسکتا ہے۔ (کفایت المفتی ص ۶۲ جلد ۷)

## آمدنی کے باوجود متولی کا امام کو کم تنخواہ دینا؟

**مسئلہ:** ۔جب مسجد کی آمدنی کافی ہے اور امام وخطیب صاحب مدت سے خدمت انجام دے رہے ہیں۔ جمعہ کے دن بیان بھی کرتے ہیں، نیک اور متقی بھی ہیں اور صاحب عیال بھی ہیں تو مسجد کے متولیوں پر لازم ہے کہ ان کی تنخواہ میں، گرانی کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اضافہ کریں، مسجد کی آمدنی ہونے کے باوجود امام صاحب کے گھریلو اخراجات کے مطابق تنخواہ نہ دینا ظلم ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۲۶ جلد ۹)

**مسئلہ:** ۔فقہائے کرام رحمہم اللہ نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ مسجد کے متولی اور مدارس کے مہتمم کو لازم ہے کہ خادمانِ مساجد ومدارس کو اس کی حاجت کے مطابق اور ان کی علمی قابلیت اور تقوائے وصلاح کو ملحوظ رکھتے ہوئے وظیفہ ومشاہرہ (تنخواہ) دیتے رہیں، باوجود گنجائش کے کم دینا بری بات ہے اور متولی خدا کے یہاں جواب دہ ہوں گے۔

(درمختار وشامی ص ۲۸۹ ج ۳ وص ۸۷ ج ۳)

## کیا متولی وقف کو فروخت کرسکتا ہے؟

سوال: ۔کسی وقف کے متولی نے وقف کے ایک حصہ کو بیچ کر بقایا حصہ کی مرمت پر

خرچ کردیا، کیا متولی کا یہ فعل شرعاً جائز ہے، کیا ایسا شخص متولی رہ سکتا ہے؟

جواب:۔ وقف کے کسی حصہ کی بیع (فروخت کرنا) جائز نہیں ہے، وقف کی آمدنی کرایہ وغیرہ سے مرمت کرنا درست ہے، اگر حاکم مسلم کے ذریعہ سے وقف میں ناجائز تصرف کرنے والے متولی کو علیحدہ کرنا دشوار ہو تو پھر قصبہ کے ارباب حل وعقد متولی کو علیحدہ کرسکتے ہیں۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۶۲ جلد ۶)۔

**مسئلہ**:۔ اصل یہ ہے کہ جب کوئی چیز شرعی قواعد کے مطابق وقف ہو جائے تو بیچنا ناجائز ہے، جس زمین کو شرعی مسجد بنادیا گیا، اس کی بیع کسی حال میں درست نہیں ہے، وہ ہمیشہ کے لیے وقف بن چکی، جائیدادِ منقولہ جو کہ مسجد کی مِلک ہے وہ اس بارہ میں مسجد کے حکم میں نہیں ہے، جب مسجد غیر آباد ہو جائے اور کوئی توقع اس کی آبادی کی نہ رہے اور اس کی جائیداد ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو اس کی بیع درست ہے اور ایسی حالت میں بہتر ہے کہ بعینہ اس جائیداد کو کسی قریبی مسجد میں صرف کیا جائے، اگر یہ دشوار ہو تو اس کو فروخت کرکے اس کی قیمت کو دوسری مسجد میں خرچ کیا جائے، اور غیر آباد مسجد کا احترام باقی رکھنے کے لیے اگر اس کی چہار دیواری نہ ہو تو اس کا احاطہ بنایا جائے۔

اور جو جائیداد غیر منقولہ زمین وغیرہ مسجد کے لیے خریدی گئی، مسجد کے غیر آباد ہونے یا ضرورت شدید پیش آنے کے وقت اس کی بیع اہلِ محلہ کی رائے سے درست ہے۔

اور جو جائیداد غیر منقولہ خود وقف کرنے والے نے وقف کی ہے اس کی بیع درست نہیں ہوئی بلکہ مسجد کے غیر آباد ہونے کی صورت میں اس جائیداد کی آمدنی کو دوسری قریبی مسجد پر اہلِ محلہ کی رائے سے صرف کرنا درست ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۹۱ جلد ۶)

## کیا متولی مسجد میں نماز پڑھنے سے عوام کو روک سکتا ہے؟

سوال:۔ اگر کسی مسجد میں نماز پڑھنے کی عام اجازت نہ ہو اور متولی نمازیوں کو دیکھ کر یہ کہے کہ شہر کے اندر بہت سی مساجد ہیں یہیں کوئی ضروری ہے؟ تو کیا اس کے یہ کہنے سے اس مسجد میں نماز ہوسکتی ہے؟

جواب:۔ شرعی مسجد سے کسی نمازی یعنی نماز پڑھنے والے کو نماز سے روکنے کا حق

کسی کو نہیں ہے، جو شخص روکتا ہے وہ غلطی پر ہے، اس کے روکنے کی وجہ سے وہ مسجد اس کی ملکیت نہیں ہو جائے گی، بلکہ اس کا رُکنا غلط ہوگا، اور نماز اس مسجد میں درست ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۹۹ جلد ۱۰)

**مسئلہ** :۔ جب کوئی شخص اپنی زمین میں مسجد بنادے یا مسجد بنانے کے لیے زمین دیدے تو اس کو یہ حق نہیں کہ کسی بھی مسلمان کو وہاں نماز پڑھنے سے روکے، نماز پڑھنے سے روکنا بڑا ظلم ہے۔ ((وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ)) الخ۔ (سورۃ بقرہ پارہ ۱)۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۹۷ جلد ۱۰ و کفایت المفتی ص ۱۲۱ ج ۳)

## مساجد میں نماز سے روکنا؟

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ أَنْ يُّذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا أُولَٰئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَّدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ﴾

آیت کا شانِ نزول تو مفسرین کے نزدیک ان دونوں واقعوں میں سے کوئی خاص واقعہ ہے مگر اس کا بیان عام لفظوں میں ایک مستقل ضابطہ اور قانون کے الفاظ میں فرمایا گیا ہے تاکہ یہ حکم انہیں نصاریٰ یا مشرکین وغیرہ کے لیے مخصوص نہ سمجھا جائے بلکہ تمام اَقوامِ عالم کے لیے عام رہے، یہی وجہ ہے کہ اس آیت میں خاص بیت المقدس کا نام لینے کے بجائے "مساجد اللہ" فرما کر تمام مساجد پر اس کے حکم کو عام کر دیا گیا، اور آیت کا مضمون یہ ہو گیا، کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی کسی مسجد میں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے سے روکے، یا کوئی ایسا کام کرے جس سے مسجد ویران ہو جائے تو وہ بہت بڑا ظالم ہے۔

مساجد اللہ کی عظمت کا مقتضیٰ یہ ہے کہ ان میں جو شخص داخل ہو ہیبت، وعظمت، اور خشوع وخضوع کے ساتھ داخل ہو، جیسے کسی شاہی دربار میں داخل ہوتے ہیں۔

اس آیت سے جو چند ضروری مسائل واحکام نکلے، ان کی تفصیل یہ ہے:

اول یہ کہ دنیا کی تمام مساجد آدابِ مسجد کے لحاظ سے مساوی ہیں، جیسے بیت المقدس، مسجد حرام یا مسجد نبوی ﷺ کی بے حرمتی ظلمِ عظیم ہے، اسی طرح دوسری تمام مساجد کے متعلق بھی یہی حکم ہے، اگرچہ ان تینوں مساجد کی خاص بزرگی وعظمت اپنی جگہ مسلم ہے کہ

مسجدِ حرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر اور مسجد نبوی ﷺ ونیز بیت المقدس میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر ملتا ہے، ان تینوں مساجد میں نماز پڑھنے کی خاطر دور دراز ملکوں سے سفر کرکے پہنچنا موجب ثوابِ عظیم اور باعث برکات ہے۔ بخلاف دوسری مساجد کے کہ ان تینوں کے علاوہ کسی دوسری مسجد میں نماز پڑھنے کو افضل جان کر اس کے لیے دور سے سفر کرکے آنے کو آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

دوسرا مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ مسجد میں ذکر و نماز سے روکنے کی جتنی بھی صورتیں ہیں وہ سب ناجائز وحرام ہیں، ان میں سے ایک صورت تو یہ کھلی ہوئی ہے ہی کہ کسی کو مسجد میں جانے سے یا وہاں نماز وتلاوت سے صراحۃً روکا جائے، دوسری صورت یہ ہے کہ مسجد میں شور وشغب کرکے یا اس کے قرب وجوار میں باجے گاجے بجا کر لوگوں کی نماز وذکر وغیرہ میں خلل ڈالے، یہ بھی ذکر اللہ سے روکنے میں داخل ہے۔

اسی طرح اوقاتِ نماز میں جب کہ لوگ اپنی نوافل یا تسبیح وتلاوت میں مشغول ہوں، مسجد میں کوئی بلند آواز سے تلاوت یا ذکر بالجہر کرنے لگے، تو یہ بھی نمازیوں کی نماز وتسبیح میں خلل ڈالنے اور ایک حیثیت سے ذکر اللہ کو روکنے کی صورت ہے، اسی لیے حضرات فقہاء نے اس کو بھی ناجائز قرار دیا ہے، ہاں جب مسجد عام نمازیوں سے خالی ہو، اس وقت ذکر یا تلاوت جہر کا مضائقہ نہیں۔

اسی سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جس وقت لوگ نماز وتسبیح وغیرہ میں مشغول ہوں مسجد میں اپنے لیے سوال کرنا یا کسی دینی کام کے لیے چندہ کرنا بھی ایسے وقت ممنوع ہے۔

تیسرا مرحلہ:۔ یہ معلوم ہوا کہ مسجد کی ویرانی کی جتنی بھی صورتیں ہیں سب حرام ہیں، اس میں جس طرح کھلے طور پر مسجد کو منہدم اور ویران کرنا داخل ہے، اسی طرح ایسے اسباب پیدا کرنا بھی اس میں داخل ہیں جن کی وجہ سے مسجد ویران ہوجائے، اور مسجد کی ویرانی یہ ہے کہ وہاں نماز کے لیے لوگ نہ آئیں، یا کم ہوجائیں، کیونکہ مسجد کی تعمیر وآبادی دراصل در و دیوار یا ان کے نقش ونگار سے نہیں، بلکہ ان میں اللہ کا ذکر کرنے والوں سے ہے۔ اسی لیے قرآن شریف میں ایک جگہ ارشاد ہے: ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ

وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلاَةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلاَّ اللّٰهَ﴾ (سورۃ بقرہ پ۲)۔ یعنی اصل میں مسجد کی آبادی ان لوگوں سے ہے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں اور روزِ قیامت پر، اور نماز قائم کریں۔ زکوٰۃ ادا کریں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہ ڈریں۔

اسی لیے حدیث میں رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ قربِ قیامت میں مسلمانوں کی مسجدیں بظاہر آباد اور مزین و خوب صورت ہونگی، مگر حقیقتاً ویران ہونگی کہ ان میں حاضر ہونے والے نمازی کم ہو جائیں گے۔

اور اگر آیت کا شانِ نزول واقعۂ حدیبیہ اور مشرکینِ مکہ کا مسجد حرام سے روکنا ہے تو اسی آیت سے یہ بھی واضح ہو جائے گا کہ مساجد کی ویرانی صرف یہی نہیں کہ انہیں منہدم کر دیا جائے، بلکہ مساجد جس مقصد کے لیے بنائی گئی ہیں یعنی نماز اور ذکر اللہ، جب وہ نہ رہے یا کم ہو جائے تو مساجد ویران کہلائیں گی۔

حضرت علیؓ کے اس ارشاد میں مسجدوں کے آباد کرنے کا مطلب یہی ہے کہ وہاں خشوع و خضوع کے ساتھ حاضر بھی ہوں، اور وہاں حاضر ہو کر ذکر و تلاوت میں مشغول رہیں، اب اس کے مقابلہ میں مسجد کی ویرانی یہ ہوگی کہ وہاں نمازی نہ رہیں یا کم ہو جائیں۔

(معارف القرآن ص۲۴۳ جلد اول تفسیر۔ سورۂ بقرہ پارہ۲)

## مسجدوں کا ایک اور نظام عیدگاہ کے نام سے

اس ہفتہ وار اجتماع کے علاوہ سال میں دو مخصوص اجتماع اور بھی ہوا کرتے ہیں۔ ایک کو عید الفطر کہتے ہیں اور دوسرا عید الاضحیٰ کے نام سے قائم ہے۔ اس کو مسجدوں سے بڑا گہرا تعلق ہے اور یہ مسجدوں کے نظام سے الگ نہیں کیا جا سکتا، عیدگاہ بہت سے شرعی احکام میں مسجد کے تابع ہے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ عموماً یہ اجتماع مسجد میں بھی ہوتا رہتا ہے، فرق یہ ہے کہ یہ پنج وقتہ نمازوں میں داخل نہیں ہے، بلکہ علیحدہ ہے اور سال میں یہ دو نمازیں روزانہ نماز سے زیادہ پڑھی جاتی ہیں۔ شریعت میں ان نمازوں کو وجوب کا درجہ حاصل ہے، اسی وجہ سے اس کے لیے نہ اذان ہوتی ہے نہ تکبیر بقیہ شرائط تقریباً وہی ہیں جو جمعہ کے لیے ہیں۔

یہ اجتماع ہفتہ وار اجتماع کی نسبت سے ذرا شاندار ہوتا ہے، اس میں اہتمام کچھ

زیادہ ہوتا ہے اور عموماً اس کی ادائیگی بجائے مسجد کے باہر میدان میں ہوتی ہے، ایک میں صدقہ فطر کا حکم ہے اور دوسرے میں قربانی کا جس سے غرباء وفقراء کی تھوڑی بہت امداد ہو جاتی ہے، اور اس طرح وہ بھی اس مسرت میں برابر کے شریک ہو جاتے ہیں۔

ذخیرۂ احادیث کو سامنے رکھ کر جب غور کیجئے تو یہ بھی معلوم ہوگا کہ اس موقع سے جہاں اور بہت سے فائدے اور مصالح مقصود ہیں وہ شکوہ اسلام اور شوکت مسلمین کا اظہار بھی ہے اور غالباً اسی وجہ سے حکم ہے کہ ایک راستہ سے جائے اور واپسی دوسرے راستہ سے ہو، بلکہ ایک میں تو بآواز بلند تکبیر کا بھی حکم ہے۔

کتب حدیث میں یہ واقعہ بھی مندرج ہے کہ آنحضرت ﷺ نے عید کے موقع پر عورتوں کے اجتماع کا بھی حکم دیا ہے حتیٰ کہ ان عورتوں کو بھی نکلنے کا حکم ہے جو نماز نہیں پڑھ سکتی ہیں۔ اس کی وجہ بعض علماء یہی بتاتے ہیں کہ شروع اسلام میں اس سے بڑی حد تک اظہارِ شان وشوکت تھا اور اب چونکہ یہ ضرورت اس پیمانہ پر باقی نہیں رہی اس لیے عورتوں کا اجتماع ناپسند کیا جاتا ہے۔

## اجتماع عیدین کی اہمیت

ان اجتماع عیدین سے بھی خیر القرون میں کام لیا گیا ہے اور آج بھی ان سے کام لیا جا سکتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم دین کی ان حکمتوں سے واقف نہیں اور یہ کہ اس اجتماع سے کام لینا چھوڑ دیا، آج بھی اگر ارباب فضل وکمال اس طرف توجہ دیں تو ان اجتماعات سے ایک بہت بڑی کانفرنس کا کام لیا جا سکتا ہے، دین کی باتوں کی اشاعت بسہولت ہو سکتی ہے، بہت سے ان مسلمانوں کو جو دین سے نا آشنا ہیں انہیں دین کی تعلیم دی جا سکتی ہے۔

بہر حال آج ہم اپنی غفلتوں کی وجہ سے جو بھی کریں، مگر حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان اجتماع دینی سے بڑا کام لیا۔ تبلیغ واشاعت میں ان سے آپ ﷺ کو بڑی مدد ملی ہے، جہاد جیسا اہم کام بھی اس موقع سے آپ ﷺ نے انجام دیا ہے بلکہ حدیث میں اس کا کچھ خصوصیت سے ذکر ملتا ہے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں:

نبی کریم ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں عیدگاہ تشریف لاتے، سب سے پہلے نماز

ادا فرماتے، پھر فارغ ہو کر لوگوں کی طرف توجہ فرماتے اور لوگ اپنے جگہ بیٹھے ہوتے۔ ان کو نصیحت فرماتے اور تاکیدی حکم دیتے۔ اگر لشکر اسلام کی روانگی کا ارادہ ہوتا تو اس کو روانہ فرماتے، یا کسی ضروری کام کا انجام دینا منظور ہوتا تو اس کے متعلق حکم نافذ فرماتے، پھر واپس ہوتے۔ (بخاری باب الخروج الی المصلی)

## ملکی اور دینی کام

یہ حدیث کتنی واضح ہے، الفاظِ حدیث میں اس اجتماع کے مہتم بالشان ہونے پر کس قدر زور معلوم ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے کتنا عظیم الشان مصرف لیا، مجاہدین کی روانگی کا کام کوئی معمولی کام نہیں ہے۔ کاش اس سے ہم سبق حاصل کریں اور ملکی یا دینی جس طرح کا کام در پیش آئے اس سے مدد لیں، اس وجہ سے اور بھی کہ اس طرح کا اجتماع آج کل آسان کام نہیں اور غالباً اسی حکمت کے پیش نظر عید کا خطبہ نماز کے بعد رکھا گیا ہے کہ با اطمینان تبلیغ واشاعتِ دین کا کام انجام پا سکے، بخلافِ جمعہ کے کہ وہ نسبۃً جلد جلد ہوتا ہے خطبہ نماز سے پہلے رکھا گیا ہے، بلاشبہ یہ بھی بات ہے کہ جمعہ کے بعد نوافل وسنن ہیں، جو عید کے بعد نہیں ہیں۔

## اشاعت وتبلیغ کا موقع

آج بھی ہم اس اجتماع سے دینی اور دنیاوی فائدہ سے حاصل کر سکتے ہیں، یہاں اشاعت دین کا بڑا اچھا موقع ہے لوگ سب سے علیحدہ ہو کر صرف دین کے لیے جمع ہوتے ہیں اور سب سے کٹ کر ایک مقصد کے لیے دور، دراز سے چل آتے ہیں، خدا کرے مسلمانوں کی سوئی ہوئی بستی جاگے اور "نظام مساجد" کے ان اہم شعبوں پر غور وفکر کرے۔

(اسلام کا نظام مساجد ص۸۶ تا ص۸۸)

## عیدگاہ اور مسجد میں فرق کیا ہے؟

سوال: ۔ عیدگاہ کا حکم شرعاً مسجد کی طرح ہے یا کچھ فرق ہے اور عیدگاہ کی حدود کے اندر اسکول یا دینی مدرسہ قائم کرنا کیسا ہے نیز عیدگاہ کی حدود کے اندر مویشیوں اور انسانوں کا

راستہ چلنا، بچوں کا کھیل کود کرنا جائز ہے یا نہیں؟ نیز عیدگاہ کے بالمقابل بلا حائل قبرستان ہو تو ایسی عیدگاہ میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: ۔ جواز اقتداء میں عیدگاہ مسجد کے حکم میں ہے، اور بقیہ احکام میں مسجد کے حکم میں نہیں بلکہ فناء مسجد اور مدرسہ وغیرہ کے حکم میں ہے جو چیزیں فناء مسجد و مدرسہ وغیرہ میں جائز ہیں، وہ عیدگاہ میں جائز ہیں، اور جو وہاں ناجائز وہ یہاں بھی ناجائز ہیں۔ ظاہر ہے کہ مدارس اور فناء مسجد مویشیوں یا عوام کے راستہ کے لیے نہیں ہوتے، پس عیدگاہ کی اس سے حفاظت چاہیے۔ بچوں کا کھیل کھیلنا گنجائش رکھتا ہے، لیکن مستقل کھیل کے لیے عیدگاہ کو مقرر کرنا یا اس کو فیلڈ بنانا نہیں چاہیے۔

اگر قبریں بالکل متصل ہیں اور سجدہ کے سامنے ہیں تو وہاں نماز مکروہ تحریمی ہے اگر دائیں یا بائیں یا پیچھے ہیں تو اس ترتیب سے کراہت میں کمی ہے، اگر فاصلہ زیادہ ہے تو کراہت نہیں (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۱۶ جلد ۸، کفایت المفتی ص ۱۲۹ جلد ۳ و احسن الفتاویٰ ص ۲۲۸ جلد ۶)

**مسئلہ**: ۔ عیدگاہ میں نمازِ جنازہ جائز ہے۔ (کفایت المفتی ص ۱۴۳ جلد ۳)

**مسئلہ**: ۔ عیدگاہ جوازِ اقتداء کے حق میں مسجد کے حکم میں ہے، بقیہ امور میں مسجد کے حکم میں نہیں، جیسا کہ بحالتِ جنابت مسجد میں داخل ہونا ممنوع ہے، اس طرح عیدگاہ میں ممنوع نہیں۔ (درمختار ص ۶۸۴ جلد اول)

**مسئلہ**: ۔ عیدگاہ میں بطورِ تشکر نماز ادا کرنے کے لیے اجتماع ہوتا ہے، لہٰذا نمازِ عید اور عید کے مختلف احکام اور مواعظ بیان کیے جائیں۔ مسلم لیگ اور کانگریس رسوم (سیاسی) کے لیے علیحدہ اجتماع کیا جائے تو بہتر ہے۔

**مسئلہ**: ۔ فٹ بال کھیلنا بھی وہاں غرضِ واقف کے خلاف ہے، اس سے بھی احتراز کیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۷ جلد ۱۰ و فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۵۷ جلد ۶)

**مسئلہ**: ۔ عیدگاہ بہت سے اُمور میں مسجد کے حکم میں ہے اس لیے عیدگاہ میں کھیل تماشہ اور کشتی وغیرہ کا کرنا اور ہارمونیم باجہ بجانا اور گانا یہ جملہ امور محرمہ حرام اور ناجائز ہیں۔ متولی عیدگاہ ہرگز ان اُمور کی اجازت کسی کو نہیں دے سکتا اور بلا اجازت یا با اجازت متولی بھی کسی کو

بھی ان امور کا ارتکاب عیدگاہ میں کرنا درست نہیں ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۲۱۵ جلد ۵ بحوالہ درمختار ص ۶۱۵ جلد اول)

## مسجد کو عیدگاہ بنانا؟

سوال: ایک گاؤں میں ایک مسجد تھی، محلہ والوں نے مشورہ کر کے دوسری مسجد بنائی، اب لوگ یہ چاہتے ہیں کہ پہلی مسجد کی جگہ میں کچھ جگہ چاروں طرف سے ملا کر عیدگاہ بنالیں، دریافت طلب بات یہ ہے کہ پہلی مسجد کی جگہ کے ساتھ اور کچھ جگہ ملا کر عیدگاہ بنائی جائے یا نہیں؟

جواب: جس مقام پر عیدگاہ کی نماز جائز ہے وہاں عید کی نماز مسجد میں بھی جائز ہے اور عیدگاہ میں بھی جائز ہے، لیکن اگر عذر قوی نہ ہو تو عیدگاہ میں جا کر پڑھنا سنت ہے پس اگر وہ گاؤں ایسا بڑا ہے کہ جس میں جمعہ وعیدین کی نماز درست ہے یعنی اپنی آبادی اور دیگر ضروریات بازار وغیرہ کے لحاظ سے قصبہ کے مثل ہے۔ جس کی آبادی کم از کم تین ہزار ہو تو وہاں مسجد اور عیدگاہ دونوں جگہ نماز درست ہے۔ اگر وہ گاؤں ایسا نہیں بلکہ چھوٹا گاؤں ہے، تو عید کی نماز نہ مسجد میں درست ہے اور نہ عیدگاہ میں۔

مسجد کو عیدگاہ بنانے کا مطلب اگر یہ کہ اس میں نمازِ پنجگانہ بھی ہوتی رہے اور وہ جگہ اس قدر وسیع ہو کہ ضرورت کے وقت عید کی نماز بھی ہو سکے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور یہ اس وقت ہے جب کہ وہاں عید کی نماز درست ہو جاتی ہو، اور اگر یہ مطلب ہے کہ اس کو صرف عید کے لیے مخصوص کر دیا جائے اور نماز پنجگانہ اس سے موقوف کر دی جائے تو یہ قطعاً ناجائز ہے، خواہ وہاں عید کی نماز ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو، کیونکہ اس سے مسجد معطل ہو جائے گی۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۳۶۹ جلد ۲)

## رفعِ فساد کے لیے دوسری عیدگاہ بنانا؟

**مسئلہ**: فساد و تفرقہ پیدا کرنے کے لیے دوسری عیدگاہ بنانا ناجائز ہے، البتہ اگر فساد کسی وجہ سے پیدا ہو گیا اور اس کا دفعیہ بجز دوسری عیدگاہ بنانے کے دشوار ہے تو دوسری عیدگاہ بنانا

درست ہے، بہر حال جب وہ عیدگاہ بن چکی اور باقاعدہ وقف کردی گئی تو اس میں اور پہلی عیدگاہ میں دونوں جگہ نماز درست ہے۔ عیدگاہ مستحق تقدیم ہے، حتی الوسع رفعِ فساد ضروری ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۴۷۰ جلد۲)

**مسئلہ** :۔ جب کہ ایک عیدگاہ کافی ہے تو بلا ضرورتِ شرعی دوسری عیدگاہ بنانا شریعت کی منشاء کے خلاف ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۵۶ جلد۶)

**مسئلہ** :۔ شہر وسیع ہو، دور دور تک مسلمان آباد ہوں اور عیدگاہ تک پہنچنا دشوار ہو تو ضرورت اور دفع حرج کے پیشِ نظر ایک سے زائد عیدگاہ ہیں بنانا درست ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۵۷ جلد۶)

## چھوٹی بستی میں عیدگاہ بنانا؟

**مسئلہ** :۔ جبکہ بستی اتنی چھوٹی ہے کہ وہاں نمازِ جمعہ قائم کرنے کی شرائط نہیں پائی جاتیں تو وہاں عید کی نماز بھی ادا کرنا صحیح نہیں۔ اور جب ان پر عید کی نماز نہیں ہے تو عیدگاہ بنانا بھی ضروری نہیں ہے۔ لہٰذا یہ (چھوٹی بستی والے) تارکِ سنت نہ ہوں گے۔ البتہ قصبہ میں (جہاں پر نماز جمعہ جائز ہے) اگر عیدگاہ نہیں ہے تو ان پر عیدگاہ بنانا ضروری ہے، نہ بنائیں گے تارکِ سنت ہونگے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۵۶ جلد۶)

## کیا عیدگاہ بنانا ضروری ہے؟

**مسئلہ** :۔ آبادی سے باہر صحراء (جنگل) میں جا کر نمازِ عید ادا کرنا افضل ہے اور سنت ہے۔ خواہ عیدگاہ ہو یا نہ ہو، عیدگاہ مستقل بنالینا قرین مصلحت ہے تاکہ کسی کو یہ اعتراض نہ ہو کہ ہماری زمین اور ہمارے کھیت میں کیوں نماز پڑھتے ہیں، نیز ممکن ہے کہ نماز کے وقت جگہ خالی نہ ملے، کھیتی کھڑی ہو، (فتاویٰ محمودیہ ص ۵۳۶ جلد۱۶ وفتاویٰ رحیمیہ ص ۶۷۶ جلد۱)

**مسئلہ** :۔ نمازِ عید کے لیے (عیدگاہ کا) وقف ہونا اور لوگوں کا وہاں نماز ادا کرنا بس اتنا ہی کافی ہے۔ (وقف ہونے کے لیے) تحریری ثبوت لازم نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۵۳۰ جلد۱۶)

## عیدگاہ آبادی میں ہونے کی وجہ سے فروخت کرنا؟

سوال :۔ عیدگاہ آبادی کے اندر آجانے کی وجہ سے اس کو توڑ کر آبادی کے باہر منتقل کرنا چاہتے

ہیں تو کیا عیدگاہ کو توڑ کر اس کی زمین میں دوکان ومکان بنا کر فروخت کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب:۔ اگر وہ عیدگاہ وقف ہے تو اس کی زمین فروخت کرنا جائز نہیں ہے محض آبادی کے اندر آجانے کی وجہ سے اس میں کسی قسم کے تغیر کی ضرورت نہیں ہے۔ اسکو اپنے حال پر رکھیں۔

**مسئلہ** :۔ موجودہ عیدگاہ اگر ناکافی ہے اور آبادی سے باہر عیدگاہ بنانے کی ضرورت ہے تو دوسری عیدگاہ بنانے کی ممانعت نہیں ہے، بنالی جائے، ضعفاء اور کمزوروں، بیماروں کے لیے موجودہ عیدگاہ کو باقی رکھا جائے، پنج گانہ نماز بھی اس میں درست ہے۔

عیدگاہ کی زمین جب وقف ہے تو اس کو بیچنا جائز نہیں ہے، وقف زمین مِلک سے خارج ہے۔ بیع اپنی مِلک کی ہوسکتی ہے اس لیے اس کی بیع درست نہیں ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۵۳۷ جلد ۱۶)

## رنجش کی وجہ سے دوسری عیدگاہ بنائی گئی، صلح ہونے پر اس کا حکم؟

**مسئلہ** :۔ اگر چندہ کی رقم سے زمین خریدی گئی اور وہاں عید کی نماز ادا کی گئی ہے اور اس زمین کو نماز عیدین کے لیے وقف کردیا گیا ہے تو اب اس کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ اب مذکورہ خرید کردہ زمین میں نماز عیدین ہی ادا کی جائے وقف کرنے سے پہلے اس بات پر غور کرنے کی ضرورت تھی۔

اگر اس کو وقف نہیں کیا گیا، بلکہ وقف کرنے کا ارادہ تھا اور محض عارضی طور پر وہاں نماز ادا کرلی گئی تو پھر چندہ دینے والوں کی اجازت سے وہاں مکان، دوکان، باغ لگانا، کاشت کرنا سب کچھ درست ہے بلکہ فروخت کرنا بھی درست ہے۔ اس کی قیمت یا آمدنی کو بہتر تو یہ ہے کہ سابقہ (پرانی) عیدگاہ یا دیگر مساجد اور دینی کاموں میں حسب مشورہ صرف کرلیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۱۰ جلد ۱۵)

☆ پی ڈی ایف کنندہ نوید فلاحی

## ناموری کے لیے عیدگاہ بنانا؟

سوال:۔ متولی صاحب کہتے ہیں کہ عیدگاہ میں اپنے ہی پیسے سے بنواؤں گا مگر میرا نام عیدگاہ پر درج کرا دینا۔ تو عیدگاہ پر تعمیر کرانے والے کا نام درج کرانا کیسا ہے؟

جواب:۔ عیدگاہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے بنانا بہت ثواب کا کام ہے۔ اس پر بنانے والے کا اپنا نام درج کرانا یا اس کی پابندی لگانا شہرت اور ناموری کے لیے اس کے ثواب کو برباد کردے گا۔ متولی صاحب کو چاہئے کہ ایسا نہ کریں اور ایسے ارادہ سے توبہ واستغفار کر کے اللہ تعالیٰ سے اخلاص کی دعاء کریں، جس کام میں اخلاص نہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۷۸ جلد ۱۵)

## عیدگاہ کو قبرستان بنانا؟

**مسئلہ**:۔ اگر وہ جگہ وقف ہے اور نماز عید کے لیے وقف ہے تو اس کو توڑ کر وہاں میت دفن کرنا درست نہیں ہے بلک اس کو عیدگاہ ہی رکھا جائے (اگرچہ وہ جگہ نماز عید کے لیے کم پڑ جاتی ہو، اور) اس کے آس پاس جو قبرستان ہے وہ اگر پرانا ہو گیا، اب وہاں میت دفن نہیں کی جاتی بلکہ دوسری جگہ دفن کی جاتی ہے تو عیدگاہ کی توسیع کے لیے اس قبرستان سے جگہ لی جاسکتی ہے جبکہ قبروں میں میت مٹی بن چکی ہو ورنہ تو یہ بھی درست ہے کہ نماز عید کا دوسری جگہ انتظام کرلیا جائے اور دو جگہ نماز ہو جایا کرے (تنگی کی وجہ سے) یا پھر دوسری جگہ عیدگاہ بنائی جائے۔ اور موجودہ عیدگاہ (چھوٹی) میں نماز پنج گانہ ادا کی جائے۔ الحاصل موجودہ عیدگاہ توڑ کر نماز کے علاوہ دوسرے کام میں نہ لایا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۰۱ جلد ۱۵)

## قبرستان کی آمدنی عیدگاہ میں خرچ کرنا؟

**مسئلہ**:۔ موقوفہ قبرستان کی آمدنی کو کسی اور کام (مدرسہ عیدگاہ) میں صرف کرنا درست نہیں ہے ہاں اگر قبرستان میں کوئی ضرورت نہ ہو مثلاً حفاظت کے لیے چہاردیواری کی ضرورت نہ ہو، (حفاظت کے لیے) آدمی رکھنے کی ضرورت نہ ہو وغیرہ وغیرہ تو پھر باہمی مشورہ سے مدرسہ وعیدگاہ میں جہاں ضرورت ہو، تعمیر تنخواہ، وظیفہ، خرید کتب وغیرہ میں صرف کرسکتے ہیں

تا کہ آمدنی کی رقم ضائع نہ ہو جائے اور اس پر کسی کی ملکیت نہ ہو اور غاصبانہ قبضہ نہ ہو جائے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص۳۰۶ جلد۱۵)

## ایک سے زائد جگہ عید کی نماز؟

**مسئلہ**:۔ نمازِ عید بہتر یہ ہے کہ ایک جگہ پڑھی جائے لیکن عوارض کی وجہ سے مثلاً جگہ تنگ ہو یا امامت پر جھگڑا ہوتا ہو وغیرہ وغیرہ تو ایک سے زائد جگہ پڑھنے میں بھی کچھ حرج نہیں، بلکہ اگر ایک جگہ فتنہ وفساد کا خوف ہو تو بہتر یہ ہے کہ الگ الگ پڑھی جائے۔ تاہم تقلیل افضل واجب ہے۔ اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا گناہ ہے اس سے اجتناب اور توبہ لازم ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص۲۱۶ جلد۶ بحوالہ درمختار ص۱۱۶ جلد۱)

**مسئلہ**:۔ اگرچہ بوقت ضرورت ایک سے زائد جگہ بھی پڑھنے سے نماز ادا ہو جاتی ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص۵۳۰ جلد۱۶)

## دو منزلہ عیدگاہ

سوال:۔ عیدگاہ آبادی میں آ گئی اور نمازیوں کے لیے ناکافی ہوتی ہے۔ آبادی سے باہر دوسری عیدگاہ بنانا اولیٰ ہے یا اسی کو دوسری منزل کر دیا جائے؟

جواب:۔ عیدگاہ کو دو منزلہ بنا سکتے ہوں تو دو منزلہ بنا لیں۔ اگر آبادی سے باہر دوسری عیدگاہ بنائیں تو موجودہ عیدگاہ کو پنجگانہ نماز کے لیے مسجد قرار دے لیں۔

اور یہ بھی کر سکتے ہیں کہ موجودہ عیدگاہ کو عیدگاہ ہی رکھیں اور اس میں معذورین نمازِ عید ادا کر لیا کریں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۱۶ جلد۷ و امداد الاحکام ص۳۵۳ ج۱)

## عیدگاہ میں چھت ڈالنا اور غیر آباد میں ہسپتال وغیرہ کی تعمیر

سوال:۔ (۱) کیا عیدگاہ مسجد ہے۔ (۲) کیا عیدگاہ صرف اس مخصوص وقت کے لیے مسجد کے حکم میں آتی ہے جب عیدین کا اجتماع ہوتا ہے۔ (۳) عیدین کے اجتماع کے علاوہ عیدگاہ کا مقام کیا ہے اور ایسے وقت میں کیا جنگل کی تعریف میں آتی ہے جہاں ہر کام کیا جا سکتا ہے؟

جواب:۔ نمازِ عیدین آبادی سے باہر جا کر کھلے میدان (غیر مسقف) میں ادا کرنا

مسنون و مستحب ہے۔ اس میں شوکتِ اسلام کا اظہار زیادہ ہے دھوپ تیز ہونے سے پہلے ادا کر لی جائے۔ شدید بارش کے وقت جامع مسجد میں ادا کی جائے۔ ایسی حالت میں (یعنی شدید بارش وغیرہ میں) نمازِ عید الفطر دو تاریخ کو اور عید الاضحیٰ گیارہ بارہ تاریخ کو بھی درست ہے۔

عیدگاہ کو مسقف کرنا زمانۂ سلف میں نہیں تھا اور اب بھی عموماً نہیں ہے۔ عیدگاہ کا میدان ادب و احترام کے لحاظ سے مسجد کے حکم میں نہیں ہے۔ اس لیے وہاں نمازِ جنازہ مکروہ نہیں ہے۔ جو جگہ نمازِ عید کے لیے وقف کر دی گئی اس کو دوسرے کاموں میں استعمال کرنے کا حق نہیں رہا۔ جو جگہ مصارفِ عیدگاہ کے لیے وقف کر دی گئی اب اس کے مصارف تبدیل کرنے کا حق نہیں رہا۔

علاوہ ازیں دیگر اقوام پر اس کے غلط اثرات بھی پڑ سکتے ہیں کہ مسلمانوں نے اپنی عبادت گاہ کو رہائش گاہ یا دفتر یا ہسپتال یا بینک یا زچہ خانہ وغیرہ بنالیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مذہب میں ضرورت کے وقت اس قسم کا تصرف درست ہے، پھر غیر آباد مساجد میں اس کی اجازت کیوں نہ ہوگی۔ اب تک حکومت کو بھی یہی معلوم ہے کہ عبادت خانہ کسی دوسرے کام میں نہیں آسکتا۔ اس پر بیشمار مقدمات فیصل کیے گئے ہیں۔ اگر میرٹھ میں مسئولہ تصرفات کیے گئے تو یہ تمام ملک میں نظر بنیں گے اور فتنوں کا نیا باب کھل جائے گا اور گورنمنٹ بھی سماج کی ضرورت کے پیش نظر قبضہ کرنا شروع کر دے گی اور اس کو خلافِ مذہب تصور نہیں کیا جائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۳ جلد ۱۸)

## رہن شدہ زمین پر عیدگاہ بنانا؟

سوال:۔ اگر کسی نے وقتِ معینہ کیلئے زمین فروخت کی پھر جب وقت معینہ واپسی کا آیا تو مشتری (خریدار) نے اس پر عیدگاہ بنادی اور بیچنے والا بار بار تقاضہ کرتا ہے کہ عیدگاہ توڑ دی جائے، تو کیا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ ایسی بیع شرعاً رہن کا حکم میں ہے جس سے انتفاع ناجائز ہے، اسکا وقف کرنا اور عیدگاہ وغیرہ بنادینا بھی درست نہیں ہے بلکہ مالک کو واپس کر دینا ضروری ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۳۰۱ جلد ۱۵ بحوالہ مع الانہر ص ۳۸۷ جلد ۱)

## عیدگاہ شہید کر کے اسکول بنانا؟

**مسئلہ:۔** عیدگاہ کو توڑ کر اس کی جگہ اسکول بنانا ہرگز جائز نہیں، یہ غرض واقف کے خلاف ہے۔ ((مشروط الواقف کنص الشارع))۔ (درمختار)۔ منتظمین کو مسئلہ بتا کر روکا جائے کہ وہ ایسا نہ کریں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۰۷ جلد ۱۵ و احسن الفتاوی ص ۴۴۴ جلد ۶)

## عیدگاہ کا تبادلہ کرنا؟

سوال:۔ پرانی عیدگاہ سے کچھ فاصلہ پر دوسری زمین جو رقبہ میں تین گنی ہے بدلہ میں مفت مل رہی ہے اگر جدید عیدگاہ کو بنایا جائے تو ہر طرح کی سہولت (وسعت وغیرہ ہے) تو کیا تبادلہ اراضی قدیم وجدید صحیح ہے؟

جواب:۔ اگر سابق عیدگاہ وقف ہے تو اس کے تبادلہ کی اجازت نہیں، اگر نمازِ عیدین ادا کرنے کے لیے دوسری وسیع جگہ عیدگاہ بنالی جائے تو یہ سابق عیدگاہ بھی وقف رہے گی، اس میں باغ لگا کر جدید عیدگاہ کی ضرورت میں اس کی آمدنی صرف کی جائے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۳۲۲ جلد ۱۵)

(یا کمزور، بیمار اور ضعفاء کے لیے چھوٹی عیدگاہ نماز کے لیے رکھی جائے یا پنجگانہ نمازوں کے لیے مسجد بنادی جائے، اگر اس کی ضرورت نہ ہو تو باغ وغیرہ لگا کر اس کی آمدنی جدید عیدگاہ میں صرف کی جائے۔ رفعت)

## نمازِ عید کا عیدگاہ میں سنت ہونا؟

**مسئلہ:۔** عیدگاہ جاتے ہوئے اور واپس آتے ہوئے تکبیر پڑھنا مستحب ہے، عیدگاہ میں پہنچ کر تکبیر موقوف کر دینی چاہیے، اگر عیدگاہ میں تکبیر آہستہ کہے تو گنجائش ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۶۳ جلد ۱۰ بحوالہ مراقی الفلاح ص ۱۰۶ جلد ۱)

**مسئلہ:۔** عیدگاہ میں جا کر نمازِ عید ادا کرنا مندوب ہے، اگرچہ جامع مسجد میں وسعت ہو۔

(طحطاوی ص ۲۹۰)

**مسئلہ:۔** اگر عیدگاہ میں جا کر لوگ نماز ادا کرلیں اور کچھ لوگ شہر کی جامع مسجد میں پڑھ لیں

تب بھی مستحق ملامت نہیں ہیں۔ سب لوگ اگر مسجد ہی میں پڑھیں تو خلاف مندوب ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص۵۰۳-۵ جلد۱۶)

**مسئلہ:۔** عیدین کی نمازیں عیدگاہ میں ادا کرنا سنت مؤکدہ متوارثہ ہے۔ آنحضرت ﷺ مسجد نبوی کی فضیلت کے باوجود علیٰ سبیل المواظبۃ بر سبیل عبادت عیدین کی نماز عیدگاہ میں ادا فرماتے رہے، صرف ایک مرتبہ بارش کی وجہ سے آپ ﷺ نے مسجد میں پڑھی ہے۔

نیز عیدین کے لیے عیدگاہ جانا سنت ہے، بلا عذر اس کا تارک لائق ملامت اور مستحق عتاب ہے اور ترک کرنے کا عادی گنہگار ہوتا ہے، درمختار میں ہے کہ مکروہ تحریمی کے ارتکاب سے آدمی گنہگار ہوتا ہے، جس طرح ترک واجب سے گنہگار ہوتا ہے اور سنتِ مؤکدہ کا بھی یہی حکم ہے۔ (شامی ص۲۹۵ جلد۵)

**مسئلہ:۔** شہر سے عیدگاہ دور ہونے کی وجہ سے ضعیفوں اور بیماروں کو تکلیف ہوتی ہو تو ان کے لیے مسجد میں عیدین کی نماز کا انتظام کرنے کی اجازت فقہاء کرامؒ نے دی ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص۱۶۴ جلد۱۰ و فتاویٰ رحیمیہ ص۳۵۴ جلد۶ و کفایت المفتی ص۲۴۹ جلد۳)

## عیدگاہ کو مسجد بنانا؟

**مسئلہ:۔** ہر شہر سے متعلق آبادی کے باہر (فنائے شہر میں) عیدگاہ ہونا ضروری ہے کہ عید کی نماز عیدگاہ میں اداء کرنا سنتِ مؤکدہ ہے، اس لیے عیدگاہ کو قائم اور باقی رکھتے ہوئے کسی اور جگہ مسجد بنائی جائے۔

اگر عیدگاہ آبادی کے اندر آگئی ہو تو پوری جماعت متفقہ طور پر (عیدگاہ کو) مسجد بنانے کی نیت کرلیں تو مسجد شرعی بن جائے گی مگر عیدگاہ بنانے کی ذمہ داری باقی رہے گی، بانی سے مراد وہ شخص ہے جس نے مسجد کے لیے زمین وقف کی ہو، اور اگر چند اشخاص چندہ کر کے زمین خریدیں اور وقف کر کے مسجد بنالیں تو پوری جماعت کی نیت کا اعتبار ہوگا۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص۸۳ جلد۶)

☆☆

## مسجد کا فرش ومنبر عیدگاہ میں لے جانا؟

**مسئلہ** :۔ مسجد کا فرش عیدگاہ میں لے جانا درست نہیں ہے، ہاں ایک روایت میں منبر کا لے جانا جائز ہے۔ اور دوسری میں مکروہ ہے، اس لیے بہتر یہ ہے کہ ممبر بھی نہ لے جائیں۔

(امداد الاحکام ص ۳۶۲ ج ۱)

**مسئلہ** :۔ جب عیدگاہ میں صفیں اس نیت سے دی جائیں کہ عیدین کے موقع پر عیدگاہ میں استعمال ہوں اور بقیہ دنوں میں مسجد میں تو مضائقہ نہیں، اسی طرح مسجد میں دیتے وقت یہ کہا جائے کہ عید کے موقع پر عیدگاہ میں استعمال کی جائے تب بھی حرج نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۱۰ جلد ۶) (اگر صفیں دیتے وقت کوئی قید نہیں لگائی تو جس جگہ کیلئے دیں وہاں پر ہی استعمال کریں محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

**مسئلہ**:۔ عیدگاہ میں آواز ملا کر زور سے تکبیر کہنا درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۲۱۷ جلد ۵) (بعض جگہ عیدگاہ میں سب لوگ مل کر زور زور سے تکبیرات پڑھتے ہیں جماعت ہونے تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے، یہ غلط ہے، اگر پڑھنی ہے تو خود آہستہ پڑھیئے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

**مسئلہ** :۔ سیلاب کی وجہ سے عیدگاہ کے معدوم ہو جانے کا یقین ہے تو مسلمانوں کے لیے گنجائش ہے کہ اس کا تمام سامان منتقل کر کے دوسری جگہ عیدگاہ تعمیر کر لیں۔ لیکن یہ پہلی عیدگاہ بھی اگر بچ گئی تو بدستور وقف رہے گی، اس میں کسی قسم کا تصرف جائز نہیں۔

(فتاویٰ دار العلوم ۲۲۴ جلد ۵ بحوالہ رد المختار ص ۵۱۴ جلد ۳)

**مسئلہ** :۔ عیدین کی نماز مسجد میں ہو جاتی ہے مگر عیدگاہ میں پڑھنا سنت ہے۔ عیدگاہ میں بلا عذر نمازِ عیدین نہ پڑھنا خلاف سنت ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۲۲۶ ج ۵)

**مسئلہ**:۔ عیدین کی نماز جامع مسجد میں بھی ادا کرنا درست ہے لیکن مسنون وافضل صحراء (جنگل) میں ادا کرنا ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۲۲۹ جلد ۵)

## احتجاجاً عیدگاہ میں نماز نہ پڑھنا؟

سوال:۔ حکومت یا غیر مسلموں کے نازیبا رویے کی مذمت میں احتجاجاً عیدگاہ میں

نماز نہ پڑھنے کی کیا گنجائش ہے؟

جواب:۔ کوئی خطرہ لاحق ہو، یا یہ اندیشہ ہو کہ عیدگاہ میں نماز پڑھنے پر خواتین، بچوں، بیماروں اور ضعیفوں کو پریشانی ہوگی تو عیدگاہ چھوڑنا درست ہے، محض احتجاجاً عیدگاہ چھوڑنے کی اجازت نہیں ہے، احتجاج کیلئے دوسرے جائز اور مناسب طریقے اختیار کیے جاسکتے ہیں نیز اظہار ناراضگی کیلئے دوسری جائز صورت اختیار کی جاسکتی ہے۔ سیاہ پٹی لگا کر نماز پڑھنے میں تشبہ لازم آئے گا، یہ غیروں کا شعار ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۵۷ جلد ۶)

(سیاہ پٹی نماز میں تو اتار دیں، پہلے یا بعد میں باندھ لیں، کیونکہ آج کل بغیر احتجاج کے کوئی اثر نہیں ہوتا ہے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

**مسئلہ**:۔ جہاں اجازت کی ضرورت معلوم ہو وہاں اجازت کے بغیر نماز پڑھنا مکروہ ہوگا اور جس جگہ (زمین) کے متعلق یہ معلوم ہو کہ یہ ناراض نہ ہونگے۔ بلکہ خوش ہونگے تو وہاں اجازت کے بغیر بھی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۵۷ جلد ۶)

## عیدگاہ کی زمین میں مدرسہ بنانا؟

سوال:۔ عیدگاہ کی زمین دو تین بیگہ پڑی ہے جس کو لوگ استعمال کرتے ہیں کیا اس زمین میں دینی مدرسہ بنا سکتے ہیں؟

جواب:۔ اگر وہ زمین عیدگاہ کی ہے اور عیدگاہ میں داخل کرنے کی ضرورت نہیں تو وہاں دینی مدرسہ بنا دیں مگر زمین کا کرایہ عیدگاہ کے لیے تجویز کردیں۔ زمین عیدگاہ کی رہے گی، جس کا کرایہ مدرسہ دیتا رہے گا اور عمارت مدرسہ کی رہے گی۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۵۴ جلد ۱۴ اور احسن الفتاویٰ ۴۳۳ جلد ۶)

**مسئلہ**:۔ وقف مسجد سے حاصل شدہ روپیہ سے عیدگاہ بنانا، اور وقف عیدگاہ سے حاصل شدہ روپیہ سے مسجد بنانا درست نہیں۔ نیز عیدگاہ اور مسجد کا روپیہ قرض دینا جائز نہیں ہے۔ وہ امانت ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۳۹ جلد ۱۰)

☆

## پرانی عیدگاہ پر مدرسہ بنانا؟

سوال:۔ نئی عیدگاہ بننے کے بعد پرانی عیدگاہ بالکل ویران ہے تو کیا اس کو مفت یا قیمتاً خرید کر مدرسہ میں داخل کرنا جائز ہے؟

جواب:۔ اس میں اختلاف ہے کہ عیدگاہ بحکم مسجد ہے یا نہیں، ایسی ضرورت کے موقع پر قولِ ثانی انسب ہے اور وقف غیر مسجد کا بصورت تعطل استبدال قاضی کی اجازت سے جائز ہے۔

تحقیق مذکورہ کے مطابق معطل عیدگاہ کی جگہ مدرسہ بنانے کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ اس عیدگاہ کے عوض اس کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ قیمتی زمین کسی قریب تر شہر میں عیدگاہ کے لیے وقف کی جائے۔ اور یہ بدلنا قاضی کی اجازت سے ہو، اگر قاضی نہ ہو تو باتفاق جماعتِ مسلمین۔ (احسن الفتاویٰ ص ۴۶۱ جلد ۶)

## عیدگاہ میں دوبارہ جماعت کرنا؟

**مسئلہ** :۔ عیدگاہ میں دوسری جماعت کرنا مکروہ ہے، جن کی نمازِ عید فوت ہوئی ہو وہ اس مسجد میں جا کر نماز با جماعت ادا کریں جہاں نمازِ عید ادا نہ کی گئی ہو۔

**مسئلہ** :۔ نماز عید الفطر و عید الاضحیٰ کے لیے عیدگاہ میں جانا سنت ہدیٰ اور سنتِ مؤکدہ ہے، بلا عذر نہ جانے والا تارکِ سنت، قابلِ ملامت و لائق عتاب ہے اور عادی اس کا گنہگار ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۷۷ جلد ۱ بحوالہ طحطاوی ص ۲۹۰ جلد ۱ و کبیری ص ۵۲۹ جلد ۱ و شامی ص ۲۹۵ جلد ۲)

**مسئلہ** :۔ شہر سے عیدگاہ دور ہونے کی وجہ سے ضعیفوں اور بیماروں کو تکلیف ہوتی ہو تو ان کے لیے مسجد میں فقہاء نے انتظام کرنے کی عیدین کی نماز کے لیے اجازت دی ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۷۶ جلد ۱)

## عیدگاہ میں امام صاحب کے لیے چندہ کرنا؟

**مسئلہ** :۔ عید کے موقع پر امام صاحب کو چندہ کر کے دے دینا بھی درست ہے اور اس مقصد کے لیے عیدگاہ میں چندہ کرنا بھی درست ہے، مگر خطبہ کے وقت چندہ نہ کیا جائے، خطبہ سننا

واجب ہے اس میں خلل نہ آئے۔

مسجد میں مسجد و مدرسہ یا اور دینی ضرورت کے لیے چندہ کرنا درست ہے۔ کسی کی نماز میں تشویش نہ ہو، اس کا لحاظ ضروری ہے، نیز شور و شغب سے پرہیز لازم ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۵۲۸ جلد ۱۶ و فتاویٰ رحیمیہ ص ۸۸ جلد ۵)۔

**مسئلہ** :۔ دوران خطبہ لوگ خطیب کو روپیہ دینے کے لیے اپنی اپنی جگہ سے اُٹھ اُٹھ کر جاتے ہیں اور خطیب کے لیے کچھ لوگ روپیہ لینے کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ دوران خطبہ اس قسم کے کاموں کی اجازت نہیں، ادب کے ساتھ ایک جگہ بیٹھ کر خطبہ سننا لازم ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۵۳۱ جلد ۱۶)

## عیدگاہ کے درخت کٹوا کر مسجد میں صرف کرنا؟

**مسئلہ** :۔ جو باغ عیدگاہ کے لیے وقف ہے اس کے درخت نہ کٹوائے جائیں، البتہ جو درخت خشک ہو گئے اور ان سے کوئی نفع نہیں، ان کو کٹوا کر عیدگاہ کے لیے عمارت میں صرف کر دیا جائے، اگر عیدگاہ میں ضرورت نہ ہو، اور نہ آئندہ ضرورت کی اُمید ہو تو پھر وہاں کی مسجد کی تعمیر میں صرف کی اجازت ہے اور جس قدر ضرورت ہو وہ چندہ سے پوری کر لی جائے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۴۷ جلد ۱۵)

(وقف کرنے والے نے جو وقف جس مقصد کے لیے کیا ہے اس میں ہی صرف کیا جائے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

## عیدگاہ میں نمازیوں کا انتظار کرنا

(۱) نمازِ عید کا وقت ایسا ہونا چاہیے کہ نمازِ فجر سے فارغ ہو کر بطریق مسنون لوگ تیاری کر کے عیدگاہ پہنچ جائیں۔

(۲) عید کے موقع پر کچھ لوگوں کا پیچھے رہ جانا متوقع ہے۔ لہٰذا امام اور حاضرین کو چاہیے کہ عجلت نہ کریں، وقتِ مقررہ کے بعد بھی پانچ سات منٹ ٹھہر کر نماز شروع کی جائے۔

حاضرین کو ایسے موقع پر ذرا ضبط اور صبر سے کام لینا چاہیے۔ امام صاحب کو مشورہ

دے سکتے ہیں لیکن نماز شروع کرنے پر اصرار نہیں کرنا چاہئے۔ اور امام کی بھی ذمہ داری ہے کہ حاضرین کی تکلیف کا خیال کرتے ہوئے پیچھے رہ جانے والوں کی رعایت کرے اور قرأت خطبہ میں اختصار کر کے تلافی مافات کرلے۔ سال میں دو موقعے آتے ہیں کہ بے نمازی بھی اس میں شرکت کرتے ہیں۔ ضعیف، بیمار اور معذورین بھی ہوتے ہیں، نماز فوت ہوگی تو بڑی برکتوں سے محروم رہیں گے۔ لہٰذا قدرے انتظار کیا جائے۔ البتہ جو آخری وقت میں آنے کے عادی ہیں انکو حاضرین کی تکلیف کا احساس نہیں ہے اور اپنی نماز کی بھی فکر نہیں ہے۔ اس طرح اپنا انتظار کراتے ہیں۔ ایسے غافل، کاہل اور ست لوگوں کا انتظار کرنا، ان کی عادت کو بگاڑتا ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۷۴ جلد ۳)

## عیدگاہ سے متعلق مسائل

**مسئلہ** :۔ شریعت میں عیدگاہ کے لیے تخصیص کسی جانب کی نہیں ہے۔ بلکہ مسنون، صرف یہ ہے کہ شہر سے باہر جا کر نماز، عیدین ادا کی جائے۔ اس میں کچھ حرج نہیں کہ عیدگاہ بنائی جائے۔ (غرضیکہ) عیدگاہ کے لی کوئی جانب (دائیں، بائیں یا کسی اور جانب) شہر کی مقرر نہیں ہے۔ جس طرف سہولت ہو اور موقع ہو، اسی طرف عیدگاہ بنائی جائے۔

(فتاوی دار العلوم ص ۲۳۰ و ص ۲۳۳ جلد ۵ بحوالہ مشکوٰۃ شریف باب العیدین ص ۱۲۵ جلد ۱)

**مسئلہ** :۔ جس جگہ عیدگاہ میں حرام پیسہ لگا ہو، اس میں (نماز پڑھنا) مکروہ ہے، اس سے بہتر ہے کہ میدان میں نماز پڑھے۔ (عزیز الفتاوی ص ۵۷۹ جلد ۱)

**مسئلہ** :۔ عیدگاہ کی زمین فروخت نہیں کی جاسکتی ہے، عیدگاہ وقف ہوتی ہے اور مسجد کے حکم میں ہے۔ (فتاوی دار العلوم ص ۲۱۴ جلد ۵ بحوالہ ردالمحتار کتاب الوقف ص ۵۰۷ جلد ۱)

**مسئلہ** :۔ عیدگاہ وقف ہے۔ اس میں کوئی تصرف تعمیر مکان وغیرہ درست نہیں، البتہ اگر نمازیوں کے آرام کے لیے دھوپ اور بارش سے بچنے کے لیے کوئی حصہ مسقّف (پاٹ) کر دیا جائے، مسجد کی طرح، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (فتاوی دار العلوم ص ۲۱۴ جلد ۵)

**مسئلہ** :۔ ایک شہر میں دو عیدگاہ ہونے میں اور دو جگہ نمازِ عیدین ہونے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ (فتاوی دار العلوم ص ۲۰۸ جلد ۵ بحوالہ ردالمحتار ص ۷۸۳ جلد ۱)

**مسئلہ:۔** عیدین مختلف مسجدوں میں پڑھ سکتے ہیں، کیونکہ مسئلہ یہ ہے کہ جس بستی میں ایک جگہ جمعہ وعیدین جائز ہیں وہاں چند جگہ بھی جائز ہے۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ ایک جگہ جمعہ وعیدین پڑھیں اور عید کی نماز باہر صحراء (جنگل) میں پڑھنا مسنون ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۲۲۸) (مطلب یہ ہے کہ چند جگہ بھی جائز ہے۔ اگر ضرورت ہو کہ جگہ کی تنگی یا دوری کی وجہ سے یا فسادات وغیرہ کی وجہ سے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

**مسئلہ:۔** اگر عیدگاہ میں امام بدعتی ہے، دوسری جگہ صحراء میں اس سنت کو ادا کریں۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۲۲۹ جلد ۵ بحوالہ درمختار ص ۱۱۱۴ جلد ۱)

**مسئلہ:۔** مشترکہ زمین پر بغیر مالکوں کی رضامندی کے عیدگاہ بنانا جائز نہیں اور قریۂ صغیرہ (جہاں پر نمازِ جمعہ جائز نہ ہو) میں عید کی نماز پڑھنا اور وہاں پر عیدگاہ بنانا ناجائز ہے اور نہ عیدگاہ بنانے کی قریۂ صغیرہ میں ضرورت ہے۔ (عزیز الفتاویٰ ص ۵۷۹ جلد ۱)

**مسئلہ:۔** جو نشہ کی حالت میں عیدگاہ میں آئے اور لوگوں کو بدبو کی وجہ سے تکلیف ہو۔ اگر لوگ اس کو نکال دیں تو یہ نکالنا شرعاً جائز ہے۔ (عزیز الفتاویٰ ص ۳۰۸ جلد ۱)

**مسئلہ:۔** عیدگاہ میں نمازِ جنازہ پڑھنی جائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۷۵ ج ۲)

**مسئلہ:۔** وہ جگہ جو نمازِ جنازہ اور عید کے لیے بنائی گئی ہے وہ صرف اقتداء کے جائز ہونے کے اندر مسجد کے حکم میں ہے اگرچہ اس کی صفوں میں دوری واقع ہو، یہ لوگوں کی آسانی کے لیے کیا گیا، اقتداء کے سوا اور کسی حکم میں مسجد نہیں ہے۔ اسی پر فتویٰ بھی ہے (گو یہ جگہ مسجد نہیں ہے مگر چونکہ ایک خاص کام کے لیے ہے۔ اور وہ نماز ہی ہے، اس لیے اُسے پاک وصاف رکھنا ضروری ہے)۔ مگر اس عیدگاہ اور نمازِ جنازہ پڑھانے والی جگہ میں ناپاک اور حائضہ کا داخل ہونا جائز ہوگا۔ (درمختار ص ۶۰۰ جلد ۱)

بعض امور مثلاً وقف وغیرہ میں مسجد کے حکم میں ہے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

**مسئلہ:۔** عیدگاہ میں جا کر اس طور پر تکبیر کہنا کہ اول ایک شخص تکبیر کہے، اس کے بعد اور لوگ آواز ملا کر متفقہ طور پر تکبیر کہیں، اسی طرح نماز تک یہ سلسلہ جاری رکھیں یہ جائز نہیں ہے اور اس میں کراہت ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۲۱۷ ج ۵)

(اور مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۷ جلد اول پر حدیث سے بھی اس مسئلہ کی تائید ہوتی ہے کہ عیدین کے دن عیدگاہ میں کوئی آواز اور تکبیر وغیرہ لوگوں کو بلانے کی غرض سے نہ کہی جائے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

**مسئلہ:۔** غیر قصابان کی نماز عیدین اس عیدگاہ میں درست ہے جو قصابان نے بنائی ہو۔
(فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۰۸ جلد ۵)

**مسئلہ:۔** عورتوں کا عیدگاہ جانا اس زمانہ میں بلکہ بہت پہلے عورتوں کا جماعت میں شرکت کے لیے مسجد و عیدگاہ میں جانا ممنوع و مکروہ ہے۔ صحابۂ کرامؓ کے زمانہ میں ہی یہ ممنوع ہو چکا تھا۔ (الدر المختار ص ۸۳ جلد ۱) (تفصیلی حکم ملاحظہ ہو مکمل و مدلل مسائل نمازِ جمعہ ص ۱۲۷ تا ۱۳۰)۔

**مسئلہ:۔** (۱) جب کہ ایک عیدگاہ کافی ہو تو بلا ضرورت شرعی دوسری عیدگاہ بنانا شریعت کی منشاء کے خلاف ہے۔

(۲) جب بستی اتنی چھوٹی ہو کہ وہاں جمعہ قائم کرنے کی شرائط نہیں پائی جاتیں تو وہاں عید کی نماز بھی ادا کرنا صحیح نہیں۔ جب ان پر عیدین کی نماز نہیں ہے تو عیدگاہ بنانا بھی ضروری نہیں ہے، لہٰذا یہ تارکِ سنت نہ ہونگے۔ البتہ اگر قصبہ میں (جہاں پر نمازِ جمعہ جائز ہے) عیدگاہ نہ ہو تو ان پر عیدگاہ بنانا ضروری ہے۔ نہ بنائیں گے تو تارکِ سنت ہونگے۔

(۳) اگر کوئی خطرہ لاحق ہو یا اندیشہ ہو کہ عیدگاہ میں نماز پڑھنے پر خواتین اور بچوں کو، بیماروں اور ضعیفوں کو پریشانی ہوگی تو عیدگاہ چھوڑنا درست ہے۔ محض احتجاجاً عیدگاہ چھوڑنے کی اجازت نہیں ہے۔ احتجاج کے لیے دوسرے جائز اور مناسب طریقے اختیار کیے جا سکتے ہیں۔

(۴) شہر وسیع ہو اور دور دور تک مسلمان آباد ہوں اور عیدگاہ تک پہنچنا دشوار ہو تو ضرورت اور دفع حرج کے پیشِ نظر ایک سے زائد عیدگاہ بنانا درست ہے۔

(۵) عذر کی وجہ سے اصل عیدگاہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ عید کی نماز ادا کرنے میں واقعی مجبوری ہو تو انشاء اللہ سنت کا ثواب ملے گا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۵۸ جلد ۶)

**مسئلہ:۔** دیہاتوں میں (جہاں پر نمازِ جمعہ جائز نہ ہو) عید کی نماز مکروہ تحریمی ہے کیونکہ عیدین کی نماز پڑھنا ایسی نمازوں میں مشغول ہونا ہے جو دیہات میں درست نہیں ہے اس کی

وجہ یہ ہے کہ عیدین کی نماز کے لیے شہر ہونا شرط ہے۔ دیہات (چھوٹے گاؤں قریہ) درست نہیں ہے۔ (درمختار ص ۷۸۵ جلد ۱)۔

**مسئلہ**:۔ جو عیدگاہ آبادی کے بڑھ جانے سے آبادی کے اندر آ گئی، وہ صحراء کے حکم میں نہیں رہی۔ (فتاوٰی دار العلوم ص ۱۹۵ جلد ۵. بحوالہ غنیۃ المستملی باب العیدین)

**مسئلہ**:۔ عیدگاہ بہت سے امور میں مسجد کے حکم میں ہے۔ اس لیے عیدگاہ میں کھیل تماشہ اور کشتی وغیرہ کا کرنا اور ہارمونیم باجہ بجانا، یہ جملہ امور محرمہ حرام اور ناجائز ہیں۔ متولی عیدگاہ ہرگز ان امور کی اجازت کسی کو نہیں دے سکتا۔ اور بغیر اجازت یا با اجازت متولی بھی کسی کو ارتکاب ان امور کا کرنا عیدگاہ میں درست نہیں ہے۔

(فتاوٰی دار العلوم ص ۲۱۵ جلد ۵. بحوالہ شامی احکام المسجد ص ۶۱۵ جلد ۱)

**مسئلہ**:۔ قبرستان میں جو عیدگاہ بنی ہو، اس میں نماز جائز ہے۔

(فتاوٰی دار العلوم ص ۲۲۴ جلد ۵. بحوالہ رد المختار ص ۲۵۳ جلد ۱)

**مسئلہ**:۔ حنفیہ کے نزدیک اگر نماز پڑھنے والے کے سامنے قبر ہو تو نماز مکروہ ہو جاتی ہے۔ (قبر کے سامنے ہونے کا) یہ مطلب ہے کہ خشوع کے ساتھ (نظریں جھکائے ہوئے) نماز پڑھنے کی حالت میں نظر قبر پر پڑتی ہو۔ اگر قبر پیچھے کی جانب یا اوپر ہو، یا جہاں نماز پڑھی جا رہی ہے۔ اس کے نیچے ہو تو اس بارے میں تحقیق یہ ہے کہ کراہت نہیں ہے۔

واضح رہے کہ کراہت اس صورت میں ہے جب کہ قبرستان میں نماز کے لیے کوئی مخصوص جگہ ایسی نہ مہیا ہو جو نجاست اور گندگی سے پاک ہو۔ اگر ایسا ہو تو نمازِ مکروہ نہیں ہے۔ لیکن انبیاءؑ کے مقبرے اس سے مستثنٰی ہیں۔ کیونکہ وہاں پر قبر سامنے ہو تو تب بھی نماز مکروہ نہیں ہے۔ (کتاب الفقہ ص ۴۴۱ جلد ۱)

**مسئلہ**:۔ عیدگاہ میں فاصلہ اگر دو صفوں کے برابر یا اس سے زیادہ ہے اقتداء جائز ہوگی۔

(عالمگیری ص ۶۴ جلد ۱)

**مسئلہ**:۔ عید کی نماز کے بعد اسی عیدگاہ میں زوال کے بعد نمازِ جمعہ ادا کرنا درست ہے اور نماز ہو جاتی ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ حسبِ معمول نمازِ جمعہ جامع مسجد میں ادا کی جائے کیونکہ

عیدگاہ میں جا کر عیدین کی نماز پڑھنا اور اس کا مستحب ہونا خاص عیدین کے لیے ہے۔

(عزیز الفتاویٰ ص ۴۵ جلد ۳)

**مسئلہ**:۔ جامع مسجد کا فرش، چٹائی وغیرہ عیدگاہ میں بچھانا درست نہیں ہے۔

(عزیز الفتاویٰ ص ۵۹۲ جلد ۱)

**مسئلہ**:۔ جو جگہ نمازِ عیدین کے لیے وقف ہے جو کہ عیدگاہ کے نام سے موسوم ہے اس میں تصرفات کرنا، تعمیرِ مدرسہ کتب خانہ وغیرہ اور کھیل کود ورزش وغیرہ اور مجلس خورد و نوش اس کو قرار دینا جائز نہیں ہے۔ (عزیز الفتاویٰ ص ۷۱۹ جلد ۱) بلا ضرورت محض ذاتی رنجشوں کی بناء پر دوسری عیدگاہ بنانا فضول خرچی اور تفرقہ کی بنیاد ڈالنا ہے۔ (عزیز الفتاویٰ ص ۴۰۸ جلد ۲)

**مسئلہ**:۔ شہر، قصبہ اور وہ بڑا گاؤں جو مثل قصبہ کے ہو، اور وہاں نمازِ جمعہ و عیدین وغیرہ پڑھنے کی علماء نے اجازت دی ہو وہاں آبادی سے باہر جنگل میں عیدگاہ بنانا ضروری ہے۔ لہٰذا جس طرح ہو جلد سے جلد عیدگاہ بنالیں اور جب تک عیدگاہ نہ بنے اس وقت تک کے لیے آبادی سے باہر کوئی جگہ تجویز کرلیں۔ تمام مسلمان اسی میں نماز پڑھیں اور اجرِ عظیم کے حقدار بنیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۷۶ جلد ۳)

﴿رَبِّ أَوْزِعْنِيْ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْ أَنْعَمْتَ
عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحاً تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ
لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ إِنِّيْ تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾

« وتقبل منى هذا العمل وجنبنى فيه عن الخطاء
والنسيان واجعله ذريعة للفلاح والنجاح
فى الدنيا و وسيلة للنجاة فى الآخرة »

**محمد رفعت قاسمی**

مدرس دار العلوم دیوبند۔
۵/ شوال ۱۴۲۱ھ یکم جنوری ۲۰۰۱ء۔

☆ تمت بالخیر ☆

# ماٰخذ ومراجع کتاب

| نام کتاب | مصنف ومؤلف | مطبع |
|---|---|---|
| معارف القرآن | مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان | ربانی بک ڈپو دیوبند |
| معارف الحدیث | مولانا محمد منظور نعمانی صاحب مدظلہم | الفرقان بک ڈپو ۳۱ نیا گاؤں لکھنؤ |
| فتاویٰ دار العلوم | مفتی عزیز الرحمٰن صاحب دار العلوم دیوبند | مکتبہ دار العلوم دیوبند |
| فتاویٰ رحیمیہ | مولانا سید عبد الرحیم صاحب مدظلہم | مکتبہ مفتی اسٹریٹ راندیو سورت |
| فتاویٰ محمودیہ | مفتی محمود صاحب مفتی اعظم دار العلوم دیوبند | متکبہ محمودیہ جامع مسجد شہر میرٹھ |
| فتاویٰ عالمگیری | علماء وقت عہد اورنگ زیبؒ | شمس پبلشرز دیوبند |
| کفایت المفتی | مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی | کتب خانہ اعزازیہ دیوبند |
| علم الفقہ | مولانا عبد الشکور صاحب لکھنوی | ایضاً |
| عزیز الفتاویٰ | مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب | ایضاً |
| امداد المفتیین | مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان | ایضاً |
| امداد الفتاویٰ | مولانا اشرف علی تھانویؒ صاحب | ادارہ تالیفات اولیاء دیوبند |
| فتاویٰ رشیدیہ کامل | مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ | کتب خانہ رحیمیہ دیوبند |
| کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ | علامہ عبد الرحمٰن الجزریؒ | اوقاف پنجاب لاہور پاکستان |
| غنیۃ الطالبین | شیخ عبد القادر جیلانیؒ | مسلم اکیڈمی سہارنپور |
| حجۃ اللہ البالغہ | شیخ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ | دار الکتاب دیوبند |

| نام کتاب | مصنف ومؤلف | مطبع |
|---|---|---|
| جواہر الفقہ | مفتی محمد شفیع صاحبؒ مفتی اعظم پاکستان | پاکستانی |
| درمختار | علامہ ابن عابدینؒ | مکتبہ تھانوی دیوبند |
| بہشتی زیور | مولانا اشرف علی تھانویؒ | مدرسہ امداد الاسلام صدر بازار میرٹھ |
| معارف مدینہ | افادات مولانا حسین احمد صاحبؒ مدنی | ندوۃ المصنفین |
| الترغیب والترہیب | مولانا زکی الدین عبد العظیم المنذری | ایضاً |
| احسن الفتاویٰ | فقیہ العصر مفتی رشید احمد صاحبؒ | سعید کمپنی کراچی پاکستان |
| مظاہر حق جدید | نواب قطب الدین خاں صاحب | ادارۂ اسلامیات دیوبند |
| آپ کے مسائل اور انکا حل | حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانویؒ | کتب خانہ نعیمیہ دیوبند |
| امداد الاحکام | مرتبہ حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی<br>ومولانا عبد الکریم صاحب | مکتبہ دار العلوم کراچی<br>کتب خانہ اعزازیہ دیوبند |
| طہور المسلمین | حضرت مولانا سید اصغر حسین میاں صاحبؒ | |
| الجواب المتین | ایضاً | ایضاً |
| احیاء العلوم | حجۃ الاسلام امام محمد غزالیؒ | ادارہ رشیدیہ دیوبند |
| ایضاح المسائل | حضرت مولانا مفتی محمد شبیر صاحب<br>مدظلہ (مفتی شاہی) | جامعہ قاسمیہ شاہی مرادآباد |
| کیمیائے سعادت | حجۃ الاسلام امام محمد غزالیؒ | ادبی دنیا دہلی |

☆تمت بالخیر☆